مالا (نمرہ احمد)

حصہ چہارم: ''استنبول''

قسط نمبر: 19

"لوگ ہوتے ہیں غیر منطقی نا معقول اور خود غرض۔
پھر بھی ان سے محبت کرتے رہو۔
تمہاری اچھائی پہ وہ تمہیں شک سے دیکھیں گے۔
پھر بھی اچھا کرتے رہو۔
اگر کامیاب ہو گے تو نقلی دوست اور اصلی دشمن بناؤ گے۔
پھر بھی کامیاب ہوتے رہو۔
تمہاری آج کی نیکی کل بھلا دی جائے گی۔
پھر بھی نیکی کرتے رہو۔
سچائی اور بے تکلفی تمہیں غیر محفوظ کرے گی۔
پھر بھی سچے اور بے تکلف رہو۔
عظیم ترین انسان اپنی بڑی سوچ کے باوجود چھوٹے ذہنوں والے انسان سے مات کھائیں گے۔
پھر بھی بڑا سوچتے رہو۔
جو برسوں میں تعمیر کرو گے اسے لمحوں میں کھو بھی سکتے ہو۔

پھر بھی تعمیر کرتے رہو۔
تم ان کی مدد کرو تب بھی وہ تم پہ الزام لگائیں گے۔
پھر بھی ان کی مدد کرتے رہو۔
دنیا کو تم اپنا بہترین دو گے اور دنیا تمہاری پیٹھ میں خنجر گھونپے گی۔
پھر بھی دنیا کو اپنا بہترین دیتے رہو۔

(Kent M. Keith)

"فرید لار" کے لونگ روم میں موتیے کی مہک تھی۔ سیاہ پردے ہٹے تھے اور روشنی کھڑکیوں سے اندر چھن کے آ رہی تھی۔

ہلال شمس کی ٹپسٹری (tapestry) کا چوکھٹا اسٹینڈ پہ نصب تھا۔ وہ اسٹول پر بیٹھی تھی، چہرہ کھڑکی کے رخ پہ تھا۔

اس وقت وہ گردن جھکائے کچھ تلاش کر رہی تھی۔ ساتھ رکھی ٹرالی کے خانے رنگ برنگے دھاگوں سے بھرے تھے۔ ہر گولے پر ایک اسٹکر چسپاں تھا۔ ہلال کے ٹٹولتے ہاتھ ایک گولے پہ رکے۔ پوروں سے اسٹکر پہ ابھرے نقطے پڑھے۔ پھر اس کو اٹھا کے وہ سیدھی ہوئی۔ اب وہ دھاگے کو انگلیوں پر لپیٹ رہی تھی۔ آنکھیں سامنے دیکھ رہی تھیں۔ فریم کو؟ کھڑکی کو؟ یا اس کے پار پھیلے شہر کو؟ یہ معلوم نہ ہوتا تھا۔

سنہری مائل بھوری سی Luna لونا اس کے قدموں میں لمبی لیٹی تھی۔ آنکھیں بند اور دم ہل رہی تھی۔

"تم کیا بنا رہی ہو، ہلال؟"

اوپن کچن میں فیضی خانم نے گریپ فروٹ کاٹتے ہوئے اسے دیکھا۔

"ٹپسٹری۔" وہ ہلکا سا مسکرائی۔ انگلیاں اس دھاگے کو سوئی میں پرو رہی تھیں۔

"وہ تو میں جانتی ہوں۔" فیضی خانم قدرے خفا ہوئیں۔ "مگر اس میں ہوگا کیا؟"

ہلال نے جواب کے لیے لب کھولے اسی لمحے فیضی خانم نے جوسر کا بٹن دبا دیا۔ وہ زوں کی آواز سے چل پڑا۔ شور تھما تو وہ گویا ہوئی۔

"ایک تخیل۔"

" مگر یہ تو صرف رنگ ہیں۔ "فیضی خانم نے جگ ایک شیشے کے مگ میں انڈیلا۔ سطح پہ جھاگ کے بلبلے آ گئے۔ پھر اسے لیے ہلال کے ساتھ آ کھڑی ہوئیں۔

"یہ الٹا امیج ہے، فیضی خانم۔ ٹیپسٹری الٹی بنتی ہے۔ بنانے کے بعد سیدھا کروں گی تو دکھائی دے گا کہ کیا بنایا۔"
فیضی خانم نا سمجھی سے فریم کو دیکھے گئیں۔

فریم پہ اوپر سے نیچے تک سفید دھاگے لگے تھے۔ انڈیا میں بننے والی چارپائی کے پایوں کے جیسے۔ اب ہلال نیچے سے دائیں سے بائیں رنگین دھاگے بھر رہی تھی۔ یوں کہ ٹیپسٹری اپنی base سے چند انچ اوپر تک بھری ہوئی تھی۔ سبز، نیلا اور مٹی کا رنگ دکھائی دیتا تھا۔ کچھ سمجھ میں نہ آیا تو وہ پلٹ گئیں۔

ہلال کی آنکھیں اندھیر تھیں لیکن وہ تمام آوازیں سن سکتی تھی۔ فیضی خانم کی آواز۔ وہ اسے بتا رہی تھیں کہ انہیں گروسری کرنے جانا ہے۔ کچن میں ہوتی کھٹ پٹ۔ کھونٹی کے اوپر سے تھیلا اتارنے کی آہٹ۔ ان کے دور جاتے قدموں کی چاپ۔ کوڈ پنچ کر کے دروازہ لاک ہونے کی بپ۔ پھر دروازہ بند اور خاموشی۔

اب ہلال کا اندھیرا خاموش تھا۔

اس نے دھاگے رکھے۔ اندازے سے ہاتھ ٹرالی تک لے گئی۔ شیشے کے مگ کو چھوا۔ وہ ٹھنڈا تھا۔ بیرونی سطح پہ پانی کے قطرے تھے۔ وہ اسے ہونٹوں تک لائی۔ اس کے پسندیدہ سٹرس فروٹس۔ ایک گھونٹ پیا۔ اندر تک ترش رس اترتا گیا۔ مسکرا کے مگ رکھا۔

پھر پیر پہ کچھ نرم سا آن لگا۔ لونا نے اسے دم ماری تھی۔

" کیا ہوا، لونا؟"

پھر .... لونا کے اٹھنے کی آہٹ۔ اس کے پنجوں کے دور جانے کی چاپ۔ اب وہ کہیں رک گئے۔ پھر پنجے شیشے پہ دستک دینے لگے۔ ساتھ ہی لونا نے مانوس آواز نکالی۔

وہ اندازہ کر سکتی تھی کہ لونا بالکونی کے دروازے کے ساتھ کھڑی اسے کچھ دکھانا چاہ رہی ہے۔ ہلال نے گلاس احتیاط سے ٹرالی پر رکھا۔ کانچ کے لکڑی سے ٹکرانے کی آواز آئی۔ پھر وہ اٹھی۔ ٹرالی کے ایک طرف سے نکل کے وہ دروازے تک آئی۔ ہینڈل پر ہاتھ رکھا۔ لوہے کا ہینڈل سرد تھا۔ اسے گھمایا۔ پھر دروازہ ایک طرف سلائیڈ کیا۔ سرد ہوا کا جھونکا تیزی سے اندر آیا۔ اور اسی تیزی سے لونا باہر بھاگی۔ پھر اسے محسوس ہوا وہ اسی تیزی سے واپس اس کے قدموں میں آن بیٹھی ہے۔ کوئی شے وہ ہلال کی پنڈلی سے رگڑ رہی تھی۔

وہ نیچے جھکی۔ہاتھ سے لونا کا چہرہ ٹٹولا۔وہ دانتوں میں کچھ دبائے ہوئے تھی۔

ہلال نے اس شے کو نرمی سے باہر نکالا۔وہ تہہ شدہ کاغذ تھا۔لونا کے دانتوں میں اس کے سانس کی مہک تھی۔بیربل نے اس کو ٹوتھ برش نہیں کروایا تھا۔جب وہ آئے گا تو وہ اسے یاد کروائے گی۔نہ جانے وہ کہاں رہ گیا تھا۔

ہلال نے سلائیڈنگ دروازہ بند کیا۔پھر واپس اسٹول پر بیٹھی۔اور کاغذ کی تہیں کھولیں۔

اس کی سطح پہ انگلی پھیری تو چونکی۔وہاں نقطے ابھرے تھے۔اس کے پورے نقطوں کو ٹٹولنے لگے۔وہ اسے الٹا پکڑے ہوئے تھی۔پہلے اسے سیدھا کیا۔پھر انگلیوں سے اسے پڑھنے لگی۔

الفاظ ذہن میں بنتے گئے۔

وہ بریل میں لکھا تھا۔

آنکھوں والے اسے نہیں پڑھ سکتے تھے۔

"میں تم سے ملنا چاہتا ہوں۔کیا یہ ممکن ہے؟"

اس نے کاغذ مروڑ کے ٹراؤزرز کی جیب میں ڈال دیا۔انگلیوں نے پھر سے ریشمی دھاگہ اٹھایا لیکن اب ان میں کپکپاہٹ تھی۔اور ابرو بھنچے ہوئے تھے۔

لونا بار بار بالکونی کے دروازے تک جاکے بھونکتی پھر واپس اس کے پاس آتی۔کچھ دیر بعد اس نے ہمت ہار دی اور اپنی جگہ پہ پھیل کے لیٹ گئی۔ٹھنڈے فرش پہ تھوڑی رکھی اور آنکھیں موندلیں۔

فیضی خانم جس لمحے گھر میں واپس داخل ہوئیں ہلال اپنی ٹیپسٹری بننے میں لگی تھی۔

البتہ بالکونی کو کھلتے دروازے میں پردے کا کنارہ پھنسا تھا۔وہ چونکیں۔پھر تعجب سے ہلال کو دیکھا۔اس کا گلاس خالی ہونے والا تھا۔گروسری کے تھیلے رکھ کے وہ پردے تک آئیں۔دروازہ کھولا،پردہ درست کیا۔پھر دروازہ بند کیا۔

رک کے ایک نظر ہلال کو دیکھا۔پھر سر جھٹک دیا۔وہ کیوں جائے گی بالکونی میں؟ شاید صفائی کے دوران ان سے ہی ایسا ہوا ہوگا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"بیربل نے شادی کرلی ہے۔"

"کس سے؟"

"آپ اس کا نام سن کے خوش نہیں ہوں گے۔"

ماہر فرید گلی کے دہانے پہ کھڑا تھا۔ٹریش کین کے ساتھ۔موبائل والا ہاتھ پہلو میں گرائے۔گم صم۔اس کی ٹھوکر سے دبک کے بھاگنے والی بلی اب گلی کے موڑ پہ کھڑی جھانک رہی تھی۔ٹریش کین میں کچھ ایسا تھا جس کی خوشبو اسے تاک میں بیٹھنے پہ مجبور کیے ہوئے تھی۔

"میں نے کہا تھا ایک دوسرا سرکار موجود ہے۔میں نے کہا تھا۔"دور کسی کنویں سے آواز سنائی دے رہی تھی۔

ماہر دھیرے سے پلٹا۔ذہن جاگنے لگا۔

مالا اس طرف آ رہی تھی۔ماتھے پہ بل۔آنکھوں میں جھنجھلاہٹ۔

"اور وہ میرا تعاقب کر رہا تھا۔اس کا وہی حلیہ تھا جو بیرام بے نے بتایا۔ایک دفعہ بیکری پہ۔ایک دفعہ اس رات دونر لیتے ہوئے۔"

وہ ایک طرف کو چلنے لگا۔سیدھ میں دیکھتا ہوا۔لمبا سرمئی کوٹ اس سردی کو روکنے میں ناکام تھا جو اس کے سارے جسم کو منجمد کر چکی تھی۔

"ماہر؟تم سن رہے ہو؟"

اس نے سر ہلا دیا۔وہ ساتھ ہی تھی کہیں۔اس کے دائیں۔یا شاید بائیں۔

"ہمیں ان سے پولیس اسٹیشن میں ملنا چاہیے تھا۔ان کی بیٹی انہیں بولنے ہی نہیں دے رہی تھی۔ماہر...ماہر...!"

آواز بلند ہوئی تو ماہر نے قدم روکے۔

"کیا ہوا ہے؟"مالا اس کے سامنے آئی۔راستہ روکا۔آنکھیں ناسمجھی سے چھوٹی ہوئیں۔

"ایک ورک ایمرجنسی ہے۔مجھے جانا ہے۔تم اوبر کر لو گی؟"

"بالکل کر لوں گی۔مگر کیا تم جھوٹ بولنا چھوڑ دو گے؟"

وہ کچھ کہہ نہ سکا۔

"سارا دن آفس میں دیکھتی ہوں تمہاری ورک ایمرجنسیز۔ان پہ تمہارا چہرہ ایسا نہیں ہوتا۔کچھ اور ہوا ہے نا؟"وہ تشویش سے اسے دیکھ رہی تھی۔"نہیں بتانا تو کہہ دو ... مالا، میرا کوئی ذاتی مسئلہ ہے۔بس ادھورے سچ کہنا چھوڑ دو۔"

وہ خاموشی سے اسے دیکھے گیا۔"ہم نے اس دن یہی ڈیسائیڈ کیا تھا۔نو جج منٹ۔نو فلٹرز۔مگر تم پھر سے وہی کررہے ہو۔"

"کیا کررہا ہوں؟"ایک دم سے وہ بہت تھک گیا تھا۔

"جو تم ہمیشہ کرتے ہو۔پوری بات بتائے بنا جگہ چھوڑ کے چلے جاتے ہو۔"

"تم بھی یہی کرتی ہو۔"

"اب نہیں کرتی۔نہ کروں گی۔مگر تم...؟"

ٹریش کین سے کھڑ پڑ کی آوازیں آرہی تھی۔بلی واپس آچکی تھی اور کوڑے میں سے اپنے ناشتے کو تلاش کررہی تھی۔

"تم نہیں سمجھو گی۔"

"تم سمجھاؤ گے نہیں تو میں کیسے سمجھوں گی، ماہر بے؟"

ماہر چند قدم آگے گیا۔ایک شاپ کے سامنے بچھی کرسی کھینچی۔اور اسے دوسری کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

دھوپ اب نکل آئی تھی اور اس ایش ٹرے پہ پڑ رہی تھی جو دونوں کے درمیان حائل میز کے سرخ رومال پہ رکھا تھا۔

"اب بتاؤ۔کیا ہوا ہے؟"

"بیربل نے شادی کرلی ہے۔"

"اوکے۔بہت مبارک ہو۔اب اصل بات بتاؤ۔"

اس کی سنجیدگی پہ ماہر سوگوار سا مسکرایا۔

"مذاق نہیں کررہا۔یہی ہوا ہے۔بی اس دن بلدیے کی عمارت کے باہر اسی لیے تھا۔میرج لائسنس کے لیے۔"

مالا کی آنکھیں پوری کھل گئیں۔

"واٹ؟"

نوعمر بیرا تیزی سے ان کے پاس آیا۔ماہر نے دو چائے کہا۔وہ اسی طرح دانت نکالے واپس پلٹ گیا۔

اسے شاک سے نکلنے کا وقت دینے کے لیے ماہر نے دائیں بائیں دیکھا۔پولیس اہلکار کہاں تھا؟شاید وہ مالا کو آگاہ کرکے جاچکا تھا۔شاید وہ بیرام بے کی دکان پہ ان کا انتظار کررہا تھا۔اسے پرواہ نہ تھی۔

"بیربل نے واقعی شادی کرلی ہے؟ "

اس نے اثبات میں سر ہلایا۔

"اور تمہیں نہیں بتایا؟ "

ماہر نے گردن دائیں بائیں ہلائی۔ایک انگلی وہ سرخ رومال کے سفید چیک پرنٹ پہ پھیر رہا تھا۔

"خیر...یعنی...وہ ایک...ایک adult ہے..."وہ سنبھل کے ذرا احتیاط سے کہنے لگی۔" سمجھدار ہے۔ اپنے فیصلے خود کرسکتا ہے۔کچھ سوچ کے ہی...کچھ سوچ کے ہی یہ فیصلہ کیا ہوگا۔"

ماہر نے پلکیں اٹھا کے اسے دیکھا۔

"وہ غم کو ہینڈل نہیں کرسکتا۔مالک کی بیماری کا سن کے اسے لگا میں نے اسے ایک اہم بات سے محروم رکھا ہے سو اس کے پاس بہانہ آگیا مجھ سے کچھ چھپانے کا۔"

مالا نے غور سے اس کے تاثرات دیکھے۔

" تمہیں دکھ پہنچا ہے؟"

"بات دکھ سے آگے کی ہے۔اس بے وقوف کو اندازہ ہی نہیں ہے کہ وہ کتنی بڑی حماقت کر چکا ہے۔"

" تمہیں خدشہ ہے کہ وہ..."

" مجھے یقین ہے کہ اس لڑکی نے بیربل سے صرف اس کی دولت کے لیے شادی کی ہے۔وہ صرف ایک gold digger ہے۔ "ماہر کے تاثرات سخت ہوگئے۔ٹانگ پر ٹانگ جما لی۔البتہ انگلیاں سرخ رومال کے کنارے کو مسلسل مسل رہی تھیں۔

"ماہر...اِٹس اوکے۔"وہ بولی تو آواز نرم تھی۔

"اِٹس اوکے؟"

"مانا کہ اس نے غلط کیا۔اسے تمہیں بتانا چاہیے تھا۔تمہاری فیلنگز جائز ہیں۔لیکن وہ چھوٹا ہے اور تم بڑے ہو۔ بڑے کو بڑا بن کے دکھانا ہوتا ہے۔"

ماہر فرید فرصت سے اس کو دیکھے گیا۔آنکھیں چھوٹی کیے۔بنا تاثر چہرے کے ساتھ۔

"اس نے اپنے لیے ایک فیصلہ لیا ہے۔جو شاید درست ہو۔شاید نہ ہو۔لیکن تمہارا سخت ردعمل اسے تم سے مزید دور کردے گا۔"

"اچھا؟ "ماہر ایک ہاتھ گال تلے جمائے اسی انداز میں اسے دیکھتا رہا۔

"اور ضروری نہیں کہ ہر لڑکی بیربل کی دولت کے پیچھے ہی ہو۔تم منفی مت سوچو۔ہوسکتا ہے وہ ایک اچھی لڑکی ہو۔اور بیربل کب سے ایک اچھی لائف پارٹنر کی تلاش میں تھا۔ہوسکتا ہے وہ اس سے واقعی محبت کرتی ہو۔ہر ایک کو سچی محبت نہیں ملتی۔شاید ان دونوں کو مل گئی ہو۔"

ماہر کے تاثرات سے بے پرواہ وہ کہہ رہی تھی۔

"ہوسکتا ہے وہ بیربل کے لیے اچھی ثابت ہو۔وہ اس کی زندگی میں ڈسپلن لے آئے۔ایک اچھا پارٹنر آپ کو آپ کا بہترین ورژن بننے میں مدد دیتا ہے۔آپ کو سپورٹ کرتا ہے۔بیربل اتنا بے وقوف بھی نہیں ہے۔کچھ تو دیکھا ہوگا اس نے۔ہوسکتا ہے وہ بیربل کی زندگی سنوار دے۔"

"لوگ شادی کے بعد بدلتے نہیں ہیں، مالا۔وہ جو ہوتے ہیں مزید وہی بنتے جاتے ہیں۔"

"لیکن اگر وہ اچھی ہوئی تو بیربل کو ایک anchor مل جائے گا۔ایک گھر۔وہ سیٹل ڈاؤن ہو جائے گا۔"

"ہوں۔ٹھیک کہہ رہی ہو۔ "

مالا کا حوصلہ بڑھا۔

"تمہیں اس موقع پہ اس کو اسپیس دینی چاہیے۔اس کو خود سے مزید دور نہ کرو۔میرے بھائی معید نے بھی اپنی پسند سے شادی کی تھی...اور ماہی اور میں، اس کے انتخاب سے ہم خوش نہیں تھے۔لیکن میں نے پھر بھی اس کو سپورٹ کیا تھا۔"

"اور اب تمہارا بھائی تم سے خوش ہے؟"

مالا ایک دم چپ ہوگئی۔

"وہ الگ معاملہ ہے۔"

بیرا چائے کی پیالیاں اور شکر کی ڈلیاں لیے آیا۔ایک ایک چیز میز پوش پر رکھی تو ماہر کی انگلیوں نے کپڑے کا کنارہ چھوڑ دیا۔

"بیربل اور تمہارا معاملہ مختلف ہے۔تم اس کے باپ نہیں ہو۔بلکہ اس کا تو باپ ہے ہی نہیں۔وہ مالک کی وجہ سے پہلے ہی اسٹریس میں ہے۔ایسے میں تمہیں ایک مہربان بھائی کی طرح اس کو سپورٹ کرنا چاہیے۔"

"ٹھیک کہہ رہی ہو۔ "وہ ایک نوٹ چائے کی ان چھوئی پیالیوں کے ساتھ رکھتا ہوا اٹھ کھڑا ہو۔

مالا نے امید سے اس کا چہرہ دیکھا۔

"یعنی تم اس کو سپورٹ کرو گے؟"

"ہرگز نہیں۔"

''ماہر!'' وہ جھنجلا گئی۔ وہ کوٹ کا بٹن بند کرتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

" کیونکہ میں ایک مہربان بھائی نہیں ہوں۔ میں قاسم فرید کا بیٹا ہوں۔ جب میں نے شمس کو اپنے باپ کی کمائی پہ نقب لگانے نہیں دیا تو اس لڑکی کو کیسے اجازت دے دوں؟"

" کیا مطلب؟ کیا کرو گے تم؟ " وہ بیگ اٹھائے اس کے پیچھے لپکی جواب گلی میں آگے قدم بڑھا رہا تھا۔

"تم ہمیشہ کہتی ہو نا کہ ماہر فرید ایک ماسٹر manipulator ہے۔ اب دیکھنا میں اس معاملے کو کیسے ہینڈل کرتا ہوں۔"

پھر چہرہ موڑ کے اسے دیکھا۔ "دیکھو اور سیکھو۔"

"دیکھو اور سیکھو۔ ہونہہ۔"

وہ دونوں گلی میں دور جاتے دکھائی دے رہے تھے۔ وہ خاموش تھا اور وہ سر دائیں بائیں ہلاتی بحث کر رہی تھی۔

پیچھے گلاطہ کا اونچا مینار دوپہر کی روشنی میں نہایا کھڑا تھا۔ اور چند سمندری بگلے اس کی بالکونی کے گرد چکر کاٹ رہے تھے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

زارینہ فرید نے اپارٹمنٹ کا دروازہ دھاڑ سے کھولا۔ پھر اسی جارحانہ انداز میں اسے واپس پٹخا۔ بولٹ اڑسا۔ ڈبل لاک بند کیا۔ پھر دروازے سے پشت ٹکائے کتنی ہی دیر وہیں کھڑی رہی۔

اس کا چہرہ آنسوؤں اور لباس گدلے پانی سے تر تھا۔

البتہ اپارٹمنٹ صاف ستھرا تھا۔ راہداری خالی تھی سوائے ایک کنسول ٹیبل اور اس کے آئینے کے۔

وہ نڈھال قدموں سے چلتی آئینے تک آئی۔ وہ بادل کی شکل کا تھا۔ سلور کنارے اوپر نیچے گولائی میں کٹے تھے۔

آبگینے کے بادل میں اس کا عکس ابھرا۔ بے جان چہرہ۔ بے یقین آنکھیں۔

بادل میں دیکھتے ہی دیکھتے روئی بھرنے لگی یہاں تک کہ وہ مکمل کورا ہو گیا۔

اور اس پہ سیاہ سفید روشنائی سے ایک منظر لکھا جانے لگا.....

وہ ساحل سمندر تھا۔ دوپہر کی نرم گرم ریت۔ جو بن پہ چمکتا ٹھنڈا سورج۔

اور ایک چھتری تلے بچھے سن لاؤنجرز پہ نیم دراز دو لڑکیاں۔

زارا کے چہرے پہ ہیٹ تھا اور ساتھ والی لڑکی کی آنکھوں پہ سن گلاسز۔ وہ کہنی کے بل اس کی جانب کروٹ لیے اڑتے بالوں کو بدقت سمیٹتی ناخوشی سے کہہ رہی تھی۔

"اتنا عرصہ ہو گیا تمہیں اس کا شہر چھوڑے ہوئے۔ لیکن اب بھی وہ تمہارے دل میں ہے۔"

"دل سے نہیں جاتا۔ کیا کروں؟"

"کتنے مردوں سے ملوایا تمہیں ہم سب نے۔"

"وہ ماہر نہیں ہیں۔"

"تم اس سے بات کیوں نہیں کرتیں؟"

" کرنی چاہی تھی۔ کئی دفعہ۔ وہ جان بوجھ کے گفتگو کو اس مقام پہ آنے ہی نہیں دیتا اور میں ڈیسپریٹ نہیں لگنا چاہتی۔"

"پھر یہ سب کیسے ہوگا، زارا؟ کوئی جادو کی چھڑی تو ہے نہیں جو گھماؤ اور کسی کے اوپر love magic کر دو۔"

زارا نے ہیٹ اٹھا کے ریت پہ رکھی تو دھوپ سیدھی آنکھوں میں پڑی۔ پلکیں سکڑ گئیں۔

"ایسے جادو ہوتے ہیں۔"

" کم آن، زارا۔"

"ماہر نے بتایا تھا۔ "اس نے شانے اچکائے اور واپس ہیٹ چہرے پہ رکھ لیا۔"وہ زیاد سلطان والا کیس۔ جس آدمی نے اس کی بہن کو اغوا کیا تھا۔ اس نے اپنی بیوی سے شادی ہی love magic کی وجہ سے کی تھی۔"

"پھر اس جادوگر کا پتہ کرو جس نے وہ جادو کیا تھا۔ ہم بھی اس کے کلائنٹ بن جاتے ہیں۔ "وہ مذاق میں بات اڑا کے ہنسی۔ زارا بھی مسکرا دی۔

"وہ اس کی ماں تھی۔ جو مر گئی تھی۔ اب ہمیں کوئی ایسا جادوگر نہیں مل سکتا۔ افسوس۔"

" کسی کو تو اپنا علم ورثے میں دے کر گئی ہوگی نا۔ میں بھی اپنے شوہر پہ کوئی عمل ...."وہ ہنستے ہوئے کہہ رہی تھی

اور زارا نے ایک دم سے ہیٹ دوبارہ ہٹایا۔اب وہ بنا جھجکے سورج کی جانب دیکھ رہی تھی جو چھتری کے چھجے کے کناروں سے لپک لپک کے اس کی آنکھوں میں گھسا جا رہا تھا۔

ذہن میں ایک خیال جنم لے رہا تھا....

بادل کی شکل کا آئینہ شفاف ہو گیا۔

وہ بے جان آنکھوں کے ساتھ وہیں کھڑی تھی۔

آہستگی سے کار ریموٹ اور پرس کنسول ٹیبل پہ رکھے۔بیڈروم دائیں ہاتھ تھا۔

خاموش۔صاف ستھرا۔بیڈ پہ سفید بیڈ کور بچھا تھا۔بنا شکن کے۔اجلا اجلا۔کونے میں ڈریسر مرر کھڑا تھا۔الٹے یو کی شکل کا۔زمین سے لگا دیوار سے ٹیک لگائے۔

وہ اس کے سامنے جا رکی۔وہ آئینہ اتنا طویل قامت تھا کہ اس کو سر سے پیر تک دکھا رہا تھا۔آلودہ آنسوؤں سے تر چہرہ۔سفید شرٹ کے گدلے داغ۔اور جوتوں پہ پڑے مٹیالے چھینٹے۔

یکا یک آئینے کی سطح دھندلی ہونے لگی۔

زارا نے اس پہ لکھا منظر پڑھنے کی کوشش کی....

وہ فرید لار کا اپارٹمنٹ تھا۔لمبے ایل کی صورت بچھے سیاہ صوفے۔اونچے سیاہ پردے۔نیچے قالین پہ بہت سے دھاگے پھیلائے ہلال بیٹھی تھی۔لمبے بال کمر پہ بکھرے تھے اور وہ سر جھکائے ایک موٹی سوئی میں دھاگہ پرو رہی تھی۔

"میں کر دوں؟" وہ جو کافی دیر سے صوفے پہ لمبی لیٹی میگزین چہرے کے آگے پھیلائے ہوئے تھی بالآخر سیدھی ہو بیٹھی۔میگزین ایک طرف رکھا۔پیر آلتی پالتی کیے۔اس کے بال آج سے کہیں ہلکے بھورے تھے۔ٹی شرٹ اور ٹراؤزرز پہنے وہ جیسے چھٹیاں گزارنے یہاں آئی تھی۔

"ہو گیا۔" سر جھکائے ہلال نے دھاگہ پرو لیا تھا۔

" کوئی بات بتاؤ مجھے، ہلال۔میں تمہارے لیے آئی ہوں۔" وہ بغور اس کے جھکے سر کو دیکھ رہی تھی۔

" کیا بتاؤں؟" ہلال اب دھاگے کی گرہ لگا رہی تھی۔

"یہ تمہیں انہوں نے اس....اس قید میں سکھایا تھا؟"

ہلال کے ہاتھ رکے۔سر دائیں بائیں ہلایا۔"وہاں یہ نہیں سکھاتے تھے۔"

زارا چونکی۔آنکھوں میں چمک سی ابھری۔ جلدی سے نیچے قالین پہ آئی اور اس کے ساتھ آلتی پالتی کر کے بیٹھی۔اب وہ ہلال کے سامنے تھی۔اس کی جھکی آنکھیں دیکھ سکتی تھی۔

"پھر کیا سکھاتے تھے وہاں؟"

ہلال نے بس سر دائیں بائیں ہلایا۔ چہرے پہ تکلیف کے آثار نمایاں ہوئے، جیسے وہ اس بارے میں بات نہیں کرنا چاہتی تھی۔

"جادو سکھاتی تھی وہ بڑھیا تمہیں؟"

"میں نہیں سیکھتی تھی۔"

"پھر کون سیکھتا تھا؟"

"عالیان۔"

"وہ کون تھا؟"

ہلال کے لبوں سے سس نکلی۔سوئی اس کی انگلی میں چبھی تھی۔خون کی بوند نکلی۔

"پتہ نہیں، زارا۔ مجھے نہیں یاد۔ " جھکی پیشانی پہ بل پڑے۔

زارا بدمزہ ہو کے پیچھے ہوئی۔ پھر زور سے آواز دی۔

"فیضی خانم... فرسٹ ایڈ باکس لائیں۔ ہلال کا زخم ہوا ہے۔ادھر لاؤ۔ میں اس پہ بینڈیج لگاتی ہوں۔ "اس کا ہاتھ نرمی سے پکڑا۔میز پہ رکھے باکس سے ایک ٹشو کھینچا اور بوند پہ رکھ کے دبایا۔خون رک گیا۔ننھا قطرہ اندر ہی اندر جمنے لگا۔

"عالیان تمہارے ساتھ قید تھا؟ "وہ بغور ہلال کا چہرہ دیکھ رہی تھی۔قید خانے کا ذکر ہلال سے کرنا منع تھا۔یہ ماہر کی ہدایت تھی۔لیکن ماہر کے آنے سے پہلے وہ جا چکی ہوگی۔

"مجھے نہیں یاد، زارا۔ "وہ جھنجھلائی۔زارا غور سے اس کے چہرے کے اتار چڑھاؤ دیکھ رہی تھی....

قد آور آئینے کی دھند چھٹی۔وہ گدلے جوتوں کے ساتھ اپنے عکس کے سامنے کھڑی تھی۔

"میں نے کچھ نہیں کیا۔وہ جھوٹ بول رہا ہے۔ "اس نے پھر سے ابلتے آنسو رگڑے۔

"میری وجہ سے ایسا کچھ نہیں ہوا۔"الماری سے کپڑے نکالتے ہوئے وہ دہرا رہی تھی۔

اب وہ باتھ روم مرر کے سامنے کھڑی تھی۔ گیلے بال۔خشک آنکھیں۔اجلی سفید ویسٹ اور ہائی ویسٹ پینٹس

پہنے وہ ڈرائیر سے بالوں کو سکھا کے اسٹائل کر رہی تھی۔ نگاہیں گول آئینے کے گرد روشن وینٹی لائٹس پہ جمی تھیں۔

ان لائٹس میں لکھا منظر صاف پڑھا جا رہا تھا........

وہ ورک ٹیبل پہ آگے کو جھکے بیٹھی تھی۔ کمر میں درد اٹھ رہا تھا لیکن وہ بے چینی سے انگلیاں کی بورڈ پہ چلا رہی تھی۔

" کہاں گئی وہ ای میل؟ " جھنجھلا کے بار بار سرچ بار میں کچھ الفاظ لکھتی۔ ماہر نے اس کو ایک شخص کے بارے میں معلوم کرنے کے لیے کہا تھا۔ جن دنوں کو پاکستان چلا گیا تھا۔ کیونکہ جب بھی ماہر کو کسی کے بارے میں معلومات چاہیے ہوتیں وہ اس کے پاس آتا تھا۔ بس انہی چیزوں کے لیے اسے زارا چاہیے ہوتی تھی۔ مگر اس ای میل کا جواب کہاں گیا؟

اس نے ماہر کو عالیان کی معلومات ای میل کی تھیں اور واٹس ایپ بھی۔ اتنی پرانی چیٹ اس کے پاس نہ تھی لیکن ای میل ہونی چاہیے تھی۔

" آہا... " بالآخر اس کی آنکھیں چمکیں۔ مطلوبہ ای میل سامنے تھی۔

" یہ کبیرہ کے بیٹے عالیان کے بارے میں پولیس رپورٹ .... " وہ لب دانت سے دبائے پڑھے گئی۔

زارینہ فرید انسانوں کو ڈھونڈنے میں اچھی تھی کیونکہ وہ کسی کا نام نہیں بھولتی تھی۔ اور یہ نام اسے یاد تھا۔

اس نے موبائل اسکرین روشن کی اور ایک نمبر ملایا۔

" میں آپ کو ایک شخص کا نام اور دیگر تفصیلات بھیج رہی ہوں۔ آپ نے اس کو تلاش کرنا ہے۔ "

وینٹی لائٹس بٹن دبانے سے ٹھک سے بند ہوئیں۔ اب اس کا روشن عکس مدھم ہو چکا تھا۔ چہرے کی باریک لکیریں چھپ گئی تھیں۔ زارا تیار تھی۔ بال بل دار اسٹائل کیے، نو میک اپ لک مسکارے کے چار پانچ کوٹ لگائے، آنکھیں بالکل خشک تھیں۔

وہ باہر آئی تو سنسان لونگ روم اس کا منتظر تھا۔ سامنے ٹی وی اسکرین نصب تھی۔ اس کی سیاہ آئینے جیسی سطح میں سفید سیاہ روشنائی سے لکھا منظر اسے رک کے پڑھنا ہی تھا۔ اس نے بدقت اپنے تاثرات ہموار رکھے اور وہ تحریر پڑھنے لگی....

وہ ایک نیم روشن پارکنگ لاٹ تھا۔ لمبے سرمئی کوٹ اور بلاک ہیلز پہنے لڑکی موبائل پہ سر جھکائے چلتی جا رہی تھی۔ بل دار بال کمر کو چھوتے تھے اور انگلیوں میں سنہری انگوٹھی والے انگوٹھے سے وہ موبائل اسکرین پہ بٹن دبا رہی تھی۔ دفعتاً وہ رکی۔ اسکرین پہ چمکتے الفاظ پڑھے۔

" آپ کے کہنے پہ آج اپنا آخری سورس بھی آزمالیا۔عالیان سادان نامی بچے کی واقعی ڈیتھ ہوگئی تھی۔ وہ وجود نہیں رکھتا۔صرف پیسے کا زیاں ہے۔پھر بھی اگر آپ مصر ہیں تو میں ایک دوسرا پرائیوٹ سراغ رساں ہائر کر کے کوشش کرلیتا ہوں۔"

زارا کے ابرو بے زاری سے اکٹھے ہوئے۔فون چہرے کے قریب لے کرگئی۔

" رہنے دو۔کوئی ضرورت نہیں ہے۔" زبانی پیغام ریکارڈ کر کے بھیجا۔فون جیب میں ڈالا اور تیز قدم اٹھاتی ایک ایس یو وی کے قریب آئی۔ڈرائیونگ ڈور کے ہینڈل پہ سنہری انگوٹھیوں والا ہاتھ رکھا۔پھر وہیں جم گئی۔

ایک دم چونک کے مڑی۔

پیچھے کوئی نہ تھا۔پارکنگ لاٹ خالی تھا۔آسمان اندھیرا اور دور دور تک کھڑی کارز خاموش تھیں۔

اس نے سر جھٹکا۔شاید وہم تھا۔اور واپس پلٹی۔

اگلے ہی پل ایک جھٹکے سے دو قدم پیچھے ہٹی۔

کار کے بونٹ کے سامنے کوئی کھڑا تھا۔

لمبا سیاہ لبادہ پہنے۔سر پہ اونی ٹوپی۔جیبوں میں ہاتھ۔

زارا نے آنکھیں چھوٹی کر کے دیکھنا چاہا۔وہ اندھیرے میں تھا۔روشنی کا پول چند قدم آگے تھا اور اس کی روشنی کا ہالہ جہاں زارا کی آنکھوں کو چندھیا رہا تھا وہیں نو وارد کا چہرہ بالکل تاریک بنائے ہوئے تھا۔

" کون؟ "اس کی چوکنی آواز بلند ہوئی۔ہاتھ سست روی سے بیگ کی طرف رینگا۔اس کا ریپ الارم اور پیپر اسپرے دونوں بیگ میں تھے۔

"جس کو تم تلاش کر رہی ہو،مائی ڈیئر زارینہ۔"

وہ ٹھہر گئی۔بالکل ساکت۔

" کون؟"

"عالیان۔"

وہ قدم قدم چلتا آگے آیا۔اس کے بوٹس کی ٹھک ٹھک سنائی دی۔ یہاں تک کہ وہ روشنی کے ہالے میں آرکا۔ اب اس کا چہرہ واضح تھا۔

زارا کا بیگ کو بھنچا ہاتھ ڈھیلا پڑ گیا۔سر سے پیر تک نو وارد کا جائزہ لیا۔ابرو ناگواری سے اکٹھے ہوئے۔

" کون عالیان؟"

" تم بتاؤ کون عالیان؟ زارا ہر ایک کو تلاش کر لیتی ہے۔ ہے نا؟"

وہ نرمی سے بولتا تھا۔ مسکراتے ہوئے۔ سفید رنگت۔ سنہری بال جو ٹوپی سے جھلکتے تھے۔ اور ایک مسکراہٹ جو ہونٹوں سے چپکی تھی۔

"میں کیسے یقین کروں تم عالیان ہو؟ "زارا نے بازو سینے پہ لپیٹ لیے۔ عالیان کو دیکھتی نگاہوں میں تنقید در آئی۔

" کیوں ڈھونڈ رہی ہو مجھے؟"

زارا نے لب کھولے۔ پھر سر دائیں بائیں ہلایا۔

" تم کوئی جادوگر نہیں ہو۔ جادوگر ایسے نہیں ہوتے۔"

وہ دھیرے سے ہنس دیا۔

" کتنے جادوگروں کو جانتی ہو تم؟"

" کامن سینس۔ "

" زمانہ بدل گیا ہے، مائی ڈیئر۔ ہم بھی بدل گئے ہیں۔ تم بتاؤ، کیا چاہیے تمہارے دل کو؟"

زارا کے چہرے پہ طنزیہ مسکراہٹ ابھری۔" تم واقعی زیاد کی ماں کے شاگرد ہو؟"

سفید چہرے والے نوجوان کی آنکھوں میں سایہ سا ابھرا۔ مسکراہٹ ہلکی ہوئی۔ اس نے سر کو خم دیا۔

"ہلال نے کہا تھا تم اس سے جادو سیکھتے تھے۔ کیا واقعی؟"

وہ غیر متاثر تھی۔ قدرے بے زار۔

" تمہارے دل کو کیا چاہیے؟"

مگر زارا نے نفی میں سر ہلایا۔

" چچ... تم کوئی جادوگر نہیں ہو۔ تم ایک کون آرٹسٹ ہو۔ لوگوں سے پیسے وصول کر کے ان کو اسکام کرتے ہو۔ ان کا کام نہیں ہوتا ہوگا لیکن وہ تمہارے خلاف کیا کریں گے؟ قانونی کارروائی؟ ہونہہ۔"اسے مایوسی ہوئی تھی۔ یہ تو کوئی کم عمر سا لڑکا تھا۔

" تمہارے دل کو کیا چاہیے؟"

زارا نے مکھی اڑانے والے انداز میں ہاتھ جھٹکا اور کار کا دروازہ کھولا۔ اندر بیٹھ کے سیٹ بیلٹ پہنی تو وہ الٹے قدموں اندھیرے میں واپس جا رہا تھا۔ وہ بڑبڑاتے ہوئے انجن بٹن دبانے لگی۔ اتنا پیسہ برباد ہوا۔ اتنے دن ضائع ہوئے۔ یہ تو کوئی اسکامر تھا۔ بے وقوف سمجھا ہے کیا مجھے؟

ٹی وی کی سیاہ اسکرین تاریک ہو گئی۔ منظر غائب ہو گیا۔

وہ اس کے سامنے کھڑی تھی۔ گم صم۔

ہر طرف آئینے تھے۔ سیاہ سفید آئینے۔ اور ہر آئینے میں ایک منظر تھا۔

کس آئینے میں اس نے ابھی تک اپنا عکس نہیں دیکھا تھا؟

وہ ایڑھیوں پہ چاروں طرف گھومی۔ ڈوروتھی کی طرح۔ لیکن اس کی دنیا نہیں بدلی۔ صرف آئینہ بدل گیا۔

دیوار گیر کھڑکی اس کو اس کا عکس دیکھنے کی دعوت دے رہی تھی۔ زارا اس کے ساتھ آ ٹھہری۔ شیشے میں چند الفاظ تحریر تھے۔ اس نے انہیں پڑھنے کی کوشش کی۔

وہ نیند میں تھی۔

آنکھیں بند تھیں۔ اور جسم .... بالکل ساکت۔ اس نے ہلنے کی کوشش کی لیکن جیسے سینے پہ کوئی چیز بیٹھی ہے۔ بھاری۔

زارا نے بدقت آنکھیں کھولنی چاہیں لیکن ان پہ بوجھ تھا۔ ہونٹ حرکت دینے چاہے۔ وہ پتھر بن چکے تھے۔

سینے پہ بوجھ بھاری ہوتا جا رہا تھا۔ کوئی بلا تھی جو پنجے گاڑھے بیٹھی تھی۔

اسے ٹھنڈا پسینہ آنے لگا۔ دل کی دھڑکن تیز ہو گئی۔ پتھر ہونٹ کپکپانے لگے۔ اسے اٹھنا تھا۔ صبح تھی یا رات، وہ نہیں جانتی تھی۔ ابھی آفس جانے کا وقت نہیں ہوا تھا لیکن اسے جاگنا تھا۔ اسے اس بوجھ سے آزادی چاہیے تھی۔

سینے پہ بیٹھے وجود میں حرکت ہوئی۔ وہ بند آنکھوں سے بھی محسوس کر سکتی تھی۔ ایک نوکیلے ناخن والا ہاتھ رینگتا ہوا اس کے بازو تک آیا۔ پھر چبھن ہوئی۔ جیسے ناخن سے لکیر کھینچی گئی ہو۔ وہ چیخ بھی نہ سکی۔ آنسو اندر ہی گھٹ گئے۔

ایک دم سے اس کی آنکھ کھلی۔

وہ تیزی سے اٹھ بیٹھی۔

اب وہاں کوئی نہ تھا۔ کوئی بوجھ۔ کوئی وجود نہیں۔ وہ اکیلی تھی۔

سانس بے ترتیب تھا اور کمرے میں اندھیرا۔ جلدی سے لیمپ جلایا۔ پھر بالوں میں ہاتھ پھیرا۔ گہرے سانس لیے۔

پانی کی بوتل اٹھائی اور غٹا غٹ پی گئی۔ پانی کا ذائقہ کڑوا سا محسوس ہوا۔ یا اندر تک تلخی اتری تھی۔

وہ صرف ایک برا خواب تھا۔ شاید اس کا معدہ رات کو دیر سے کھانا کھانے کی وجہ سے اپ سیٹ تھا۔ اسی لیے....

اسے بازو پہ چبھن ابھی تک محسوس ہو رہی تھی۔ آستین ہٹا کے بازو اونچا کیا۔ کلائی اور کہنی کے عین وسط میں تین لکیریں کھنچی تھیں جن سے خون رس رہا تھا۔

وہ پلک تک نہ جھپک سکی۔ چہرہ ایک دم سفید پڑنے لگا۔

دیوار پہ آویزاں گھڑیال کی سوئیاں آگے بڑھنے لگی۔

اب وہ اس زخم پہ مرہم لگا رہی تھی۔ ہر آواز پہ وہ چونکتی۔ سارے اپارٹمنٹ کی بتیاں روشن کیے۔

اب وہ تیار ہو رہی تھی۔ آج اس نے فل سلیو پہنے تھے۔ وہ آفس میں کسی کو اپنا بازو نہیں دکھا سکتی تھی۔

اب وہ آفس جا رہی تھی۔ بار بار اپنے پیچھے دیکھتی۔ کوئی اس کا تعاقب کر رہا تھا۔ مگر دکھائی نہ دیتا تھا۔

یہ فرید ہولڈنگ کا مے فیئر آفس تھا۔ وہ اپنی سیٹ پہ بیٹھی گم صم سی کام کر رہی تھی۔ ہر آہٹ پہ چونک کے سر اٹھاتی۔ آج میک اپ بھی ہلکا تھا۔ بال کیچر میں بندھے تھے۔ بار بار آستین ہٹا کے ان لکیروں کو دیکھتی۔ سینے پہ ابھی تک اس بوجھ کا احساس باقی تھا۔

اب وہ کانفرنس روم میں ایک میٹنگ میں بیٹھی تھی۔ سربراہی کرسی پہ مالک فرید براجمان اکتائے انداز میں کچھ کہہ رہے تھے۔ وہ ہتھیلی گال تلے رکھے کھڑکی سے باہر دیکھ رہی تھی۔

تب ہی اس کا موبائل تھرتھرانے لگا۔ اس نے اسکرین سامنے کی۔ غیر شناسا نمبر۔

مالک فرید نے سرزنش کے انداز میں اسے گھورا۔ لیکن وہ جانتی تھی یہ کس کی کال تھی۔

اسے اس کال کا انتظار تھا۔

" کیسا تھا میرا ڈیمو؟ "

فون کان سے لگائے اپنے آفس میں پہنچنے تک وہ خاموش رہی۔

" کیا کیا ہے تم نے؟ " دروازہ بند کرتے ہی وہ دبا دبا سا چلائی۔ آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔

" تمہارے دل کو یقین چاہیے تھا اور مجھے ایک نیا کلائنٹ۔ "

وہ چند لمحے گہرے سانس لیتی رہی۔ساری بحث،بے یقینی سب دم توڑ گیا تھا۔

"اب بتاؤ زارینہ فرید... تمہارے دل کو کیا چاہیے؟"

کھڑکی میں اس کا عکس تحریر پہ غالب آ گیا۔وہ وہاں سے ہٹ آئی۔مینٹل شیلف تک رکی۔اس پہ رکھا سنہری اور سفید لیمپ دمک رہا تھا۔لیمپ کے سنہری براس میں اس کا عکس تھا۔لیکن الٹا۔وہ الٹی تحریر پڑھنے لگی۔

وہ ایک کاٹھ کباڑ سے بھرا ویئر ہاؤس تھا۔گرد اور ترپنٹائن آئل کی بو سارے میں پھیلی تھی۔وسط میں دو گدلی کرسیاں رکھی تھیں جن پر وہ آمنے سامنے بیٹھے تھے۔زارینہ کا چہرہ پارکنگ لاٹ کے جیسا نہ تھا۔کندھے پست اور پلکیں جھکی تھیں۔

"مجھے ماہر چاہیے۔"

"Be specific."

وہ ٹانگ پہ ٹانگ جمائے بیٹھا تھا۔مسکراتی آنکھیں اس پہ جمی تھیں۔

"بس مجھے وہ چاہیے۔ specifically کیسے بتاؤں؟"

"کس صورت میں چاہیے؟ غلام بنانا ہے،محبوب یا شوہر؟"

وہ ٹھہر گئی۔تھوک نگلا۔

"مجھے اس کی محبت چاہیے۔اتنی محبت کہ وہ مجھ سے شادی کر لے۔"

"ماہر فرید اور میری ماں کے تنازعے کے بارے میں تم واقف ہو گی۔اس پہ جادو کرنے سے جادو الٹا ہوا تھا اور میری ماں بیمار ہوئی تھی۔"

"نگینہ بیگم؟"

"میری ایک ہی ماں ہے،زارا۔"اس کی آنکھیں سنجیدہ تھیں۔زارا نے سر اثبات میں ہلایا۔اس نوجوان کا فیملی ٹری اس کا مسئلہ نہ تھا۔

"میں اس پہ سحر عشق نہیں کروں گا۔لیکن میں ٹیکنکل گراؤنڈز پہ تمہاری اس سے شادی کروا سکتا ہوں۔"

"یعنی جادو کے ذریعے؟"

"ہاں۔جادو کے ذریعے۔لیکن اس کی قیمت..."

"میں اپنا بچہ نہیں دوں گی۔ "وہ تیزی سے بولی۔ چہرہ سرخ ہوا۔" مجھے ماہر کے ساتھ ایک فیملی بنانی ہے۔"

عالیان گردن پیچھے پھینک کے ہنس دیا۔

" مجھے کسی کے بچے نہیں چاہئیں۔ میں نے کیا کرنا ہے بچوں کا؟"

" تمہاری ماں کیا کرتی تھی؟ " پھر سر جھٹکا۔" سوری۔ یہ میرا مسئلہ نہیں ہے۔"

"میں اس کام کے بدلے میں ایک بھاری رقم لوں گا لیکن ..."وہ رکا۔ جیسے سوچا۔" لیکن ہر جادو کی ایک اور قیمت بھی ہوتی ہے جو ساری زندگی ادا کرنی ہوتی ہے۔ کسی پچھتاوے کی صورت میں۔ ادا کرلوگی، زارا؟"

"ماہر سے شادی کر کے میں کبھی نہیں پچھتاؤں گی۔"

" تمہیں ہر قیمت پہ وہ چاہیے؟ "وہ غور سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"ہر قیمت پہ۔"

"اور تمہارے بابا؟ کیا وہ رکاوٹ نہیں بنیں گے؟"

زارا کے ابرو نا سمجھی سے اکٹھے ہوئے۔ پھر سمجھ کے سر ہلایا۔

"جانتی ہوں۔ وہ نہیں چاہتے کہ میں ماہر کی وجہ سے دوسرے ایلجبل بیچلرز کو انکار کروں۔ لیکن میں ان کو منا لوں گی۔"

"یعنی تمہیں ہر قیمت پہ ماہر سے شادی کرنی ہے اور اگر مالک فرید رکاوٹ بنیں تو میں اس رکاوٹ کو ختم کر سکتا ہوں۔ "وہ مسکرا رہا تھا۔

"جو بھی کرو۔ مجھے تفصیلات نہیں چاہئیں۔"

"Plausible deniability."اس نے سمجھ کے سر ہلایا۔

" مجھے ماہر فرید کی بیوی بننا ہے۔ آگے میں سب خود سنبھال لوں گی۔ کتنا عرصہ لگے گا؟"

" مجھے چھ ماہ دو۔ میں حالات ایسے بنا دوں گا کہ وہ خود چل کے آئے گا اور تمہیں پرپوز کرے گا۔ اور تمہاری شادی تک میں تمہارے ری ٹینر پہ رہوں گا۔"

زارا نے شانے اچکا دیے۔ جو رقم اس نے کوٹ کی تھی وہ اس کی توقع سے کم تھی۔

ٹرن ٹرن۔ موبائل کی اولڈ فون رنگ ٹون پہ وہ ایک دم ڈر گئی۔ اف۔

وہ اپنے اپارٹمنٹ میں کھڑی تھی۔سارے عکس اوران کی تحریریں ختم ہوگئی تھیں۔

وہ تھی اوراس کے سایے۔

"مالک کو کیا ہوا ہے؟ "دوسری جانب ماہر تھا۔پریشان۔فکرمند۔

اس نے گہری سانس لی۔

"تین دن سے ہاسپٹل میں ہیں۔میں وہیں جارہی ہوں۔"

"میں آرہا ہوں۔تم پہنچو۔"

اس نے فون نیچے کیا۔کنسول ٹیبل کے آئینے میں خود کو دیکھا۔چہرہ بے تاثراورآنکھیں خشک تھیں۔

کسی کی محبت حاصل کرنے کے لیے جادو کرنا کوئی گناہ نہ تھا۔اس نے اپنے باپ کے ساتھ کچھ نہیں کیا۔جو کیا ہے عالیان نے کیا ہے۔وہ ذمہ دار نہیں ہے۔نہ ہی وہ کسی کو خود کو ذمہ دار سمجھنے دے گی۔

جھپٹ کر کارریموٹ اٹھایا اور باہر نکل گئی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ماہر فریدا سے دور سے ہسپتال کی راہداری میں دکھائی دے گیا۔سر جھکائے موبائل کے بٹن دباتا کچھ الجھا ہوا۔ زارا کے قدم سست ہوئے۔گہرا سانس لیا۔ہسپتال کی مخصوص مہک نتھنوں سے ٹکرائی جو اینٹی سیپٹک دواؤں کے جیسی تھی۔

"مجھے اتنی دیر سے کیوں بتایا، زارا؟"

وہ تیزی سے اس کی جانب آیا۔آنکھوں میں شکوہ تھا۔

"مجھے اتنی دیر سے کیوں بتایا، ماہر؟ "آواز بلند اور ماتھے پہ بل تھے۔ماہر کے تنے اعصاب ڈھیلے ہوئے۔

"یہ میرا راز تھا نہ میرا فیصلہ۔ "ابرو سے بند دروازے کی جانب اشارہ کیا۔"لیکن آئی ایم سوری۔"

زارا نے گلہ آمیز نظروں سے اس دروازے کو دیکھا جس کے پار مالک فرید تھے۔

"بابا نے مجھے کبھی اتنا مضبوط سمجھا ہی نہیں کہ.... خیر۔تم کیسے ہو؟ "غور سے اسے دیکھا۔ماہر کے چہرے پہ پھر سے ندامت ابھری۔

"اس دن کے لیے پھر سے معذرت۔مجھے تمہیں چھوڑ کے نہیں جانا چاہیے تھا۔"

"اٹس او کے۔ "وہ جبراً مسکرائی۔ مگر وہ کہے جا رہا تھا۔

" مگر میری مجبوری تھی۔ مالا ایک مسئلے میں تھی۔ پولیس کیس بن سکتا تھا۔ جانتی ہو نا میں نے اس سے وعدہ کیا ہے کہ اس کے بیٹے کو ڈھونڈوں گا۔ میں اسے اکیلا نہیں چھوڑ سکتا تھا۔"

مالا۔ پھر مالا۔ لیکن بظاہر وہ مسکرادی۔

" آف کورس۔ میں سمجھ سکتی ہوں۔ "ہلکا سا اس کی کہنی کو چھوا۔"اس نے بھی ہلال کے لیے بہت کچھ کیا تھا۔ ویسے"... لہجے کو سرسری بنایا۔" کچھ پتہ چلا اس کے بیٹے کا؟"

ماہر نے نفی میں سر ہلایا۔ انگلی اور انگوٹھے سے وہ ناک کی اوپری ہڈی مسل رہا تھا۔

" کسی پہ شک؟"

"اسے لگتا ہے کہ ..."اس نے سر جھٹک دیا۔ جیسے بات کرنا مناسب نہ ہو۔

"بتاؤ نا۔"وہ بغور اسے دیکھ رہی تھی۔

"تم جانتی ہو نگینہ بیگم... جو زیاد کی ماں تھیں۔ زیاد یعنی کشمالہ کا..."

"میں سب کو جانتی ہوں، ماہر۔ مجھے نام نہیں بھولتے۔"

"وہ سمجھتی ہے کہ نگینہ کے مرنے کے بعد کوئی نیا جادوگر اس کی جگہ لے چکا ہے۔"

زارا نے بہت سا تھوک نگلا۔

"اور تم بھی یہی سمجھتے ہو؟"

" کم آن۔ کوئی نیا سرکار نہیں ہے۔ ہم وہ سب پیچھے چھوڑ آئے ہیں۔ "اس نے بےزاری سے ناک سے مکھی اڑائی۔

"یہ سب زیاد سلطان نے کیا ہے۔"

زارا کی آنکھوں میں اچھنبا ابھرا۔" مگر وہ تو جیل میں ہے۔"

"واٹ ایور۔"

وہ چند لمحے آنکھیں چھوٹی کیے اسے دیکھتی رہی۔

" تمہیں لگتا ہے بابا کی بیماری کسی جادو کا نتیجہ ہو سکتی ہے؟"

ماہر نے چونک کے اسے دیکھا۔ پھر اس کے تاثرات میں بےزاری کے ساتھ خفگی بھی در آئی۔

"بے کار مت سوچو۔ مالک کا ٹیومر بہت پرانا تھا۔ایسے کیسز میں چند سال بعد ٹیومرز واپس آجاتے ہیں۔کوئی اسے جادو سے یوں بیمار نہیں کرسکتا۔"

"شمس نے تمہارے باپ کو کیا تھا نا۔"

"وہ اور بات تھی۔مالک کا کوئی ایسا دشمن نہیں ہے جو یہ کرے۔فضول وہم نہ پالو۔"

"میں صرف یہ سوچ رہی تھی کہ ..."اس نے تھوک نگلا۔"اگر کسی جادوگر کے پاس بیمار کرنے کی طاقت ہو تو کیا تندرست کرنے کی..."

"زارا! "اس کا چہرہ سرخ ہوا۔

زارا کا سانس بھی تھم گیا۔

"ایسی بات سوچنا بھی مت۔نہ ایسا کچھ انٹرنیٹ پہ ڈھونڈنے کی کوشش کرنا۔ "وہ دبا دبا سا غرایا۔"ورنہ میں ساری عمر تمہارا چہرہ نہیں دیکھوں گا۔"

اس نے جلدی سے نفی میں سر ہلایا۔"نہیں سوری، میں تو بس ایسے ہی .... مجھے ایک دم مالا کی باتوں سے خیال آیا مگر..."

ماہر کے تاثرات بدل چکے تھے۔وہ اس کی طرف متوجہ نہ تھا۔وہ زارا کے کندھے کے پیچھے کسی کو دیکھ رہا تھا۔

زارا چونک کے گھومی۔

سامنے سے بیربل فرید چلا آرہا تھا۔ماہر پہ نگاہ پڑی تو اس کی رفتار مزید سست ہوگئی۔

"آیئے، بیربل بے.... ہم آپ کا ہی انتظار کررہے تھے۔"

بیربل کو ایکس رے کرتی اس کی آنکھوں میں چبھن تھی۔

بیربل نے تھوک نگلا اور پھیکی مسکراہٹ کے ساتھ ان کی جانب قدم بڑھانے لگا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

بلت کی رنگ برنگی عمارت میں واقع مالا کے فلیٹ کی کھڑکیوں کے پردے ہٹے تھے۔اندر جھانکو تو سرسبز پودے جگہ جگہ رکھے تھے۔لونگ روم کے ساتھ ملحقہ کچن میں وہ کھڑی تھی۔کاؤنٹر پہ آئی پیڈ رکھا تھا اور وہ اس کی روشن اسکرین کو انگلیوں سے زوم کررہی تھی۔

"بس؟ اتنے ہی خدوخال یاد ہیں بیرام بے کو؟ " کانوں میں لگے ائرپوڈز کے ذریعے پولیس اہلکار سے پوچھا۔ چہرے پہ مایوسی تھی۔

"اتنے مہینے گزر گئے۔انہیں جتنا یاد تھا بتا دیا۔"

"لیکن اس مبہم اسکیچ سے ہم اس کو تلاش نہیں کر سکتے۔ میں نے بھی ٹھیک سے شکل نہیں دیکھی تھی اس کی۔ "اس نے اسکرین بجھادی۔ کندھے ڈھلک گئے اور جوش ماند پڑ گیا تھا۔

"ہم کوشش کریں گے۔ "اسکیچ کی طرح کی مبہم خالی خالی سرکاری تسلی۔اس نے رسمی کلمات کے بعد کال کاٹ دی۔ کاٹن کینڈی مین کو تلاش کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ ایسے وہ اسے کہاں ڈھونڈیں گے؟

اس نے ماہر کو کال کرنے کا سوچا، پھر سر جھٹک کے ائرپوڈز کانوں سے نکال لیے۔

"ماہر کو نہ ہی چھیڑا جائے تو بہتر ہے۔"خود سے کہتے ہوئے فریز رکھولا۔ قیمے کا جما ہوا پیکٹ نکالا۔

"وہ ذہن میں کوئی اسکیم بنا رہا ہوگا بیربل کی شادی تڑوانے کی۔ اتنا نہیں کرے گا کہ دل بڑا کر کے اس کو تسلیم کر لے۔"

پیکٹ سرد تھا۔ ہاتھ یخ ہونے لگے۔ مالا نے اسے پیالے میں ڈال کے نل تلے رکھ دیا۔اب وہ سبزیاں چن رہی تھی۔ آج چھٹی کا دن تھا اور اسے اگلے تین چار دن کا کھانا بنا کے فریز کرنا تھا کیونکہ سوموار سے بورنگ آفس ویک شروع ہو رہا تھا۔

"جوان بھائیوں پہ زبردستی کہاں کی جا سکتی ہے؟ ماننی پڑتی ہے ان کی بات۔لیکن نہیں۔ ماہر بے ہار تھوڑی مانیں گے۔"

وہ اب خود سے بڑبڑاتے ہوئے ٹوکری میں اکٹھی کی گئی سبزیاں پانی سے گزار رہی تھی۔

"ماہر اپنی زندگی خود پیچیدہ بناتا ہے۔ پتہ نہیں اب کیا کرے گا بے چارے بیربل کے ساتھ۔"

ڈور بیل بجی تو اس نے نل بند کیا۔ پانی کی دھار جو سبزیوں پہ گرتی بلبلے بنا رہی تھی دم توڑ گئی۔

مالا کی بلڈنگ کے دروازے پہ چار گھنٹیاں لگی تھیں۔ ہر گھنٹی الگ فلیٹ میں بجتی تھی۔ یقیناً کسی نے اس کے فلیٹ کی گھنٹی بجائی تھی۔ مالا ٹوکری اٹھائے دیوار پہ لگے انٹر کام کے سامنے رکی۔ بٹن دبایا۔

"ہیلو؟"

چند لمحوں کی خاموشی۔ پھر اسپیکر میں آواز گونجی۔

"کشمالہ؟"

سبزیوں کی ٹوکری اس کے ہاتھ سے چھوٹ گئی۔ ٹماٹر اور سبز پتے فرش پہ بکھر گئے۔

وہ اس آواز کو بھرے مجمع میں بھی پہچان سکتی تھی۔

وہ دوڑ کے کھڑکی تک آئی۔ پردہ نوچ کے ایک طرف کیا اور نیچے جھانکا۔

بلڈنگ کے دامن میں سڑک کنارے وہ کھڑا تھا۔

اسی لمحے اس نے چہرہ اٹھایا۔ یوں کہ اس کی نگاہیں مالا سے ملیں۔

برسوں پہلے ایک رات وہ ماموں کے گھر کے ٹیرس پہ کھڑی تھی اور وہ نیچے یونہی کھڑا تھا۔ تب بھی اس نے یونہی چہرہ اٹھا کے اسے دیکھا تھا۔ وہ رات جس میں چاکلیٹ براؤنیز کی تلخی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ہسپتال کی راہداریوں کے برعکس اس پرائیوٹ سوئیٹ میں اینٹی سپٹک اور اسپرٹ کی مہک نہ تھی۔ بلکہ وہ پھولوں کی خوشبو سے معطر تھا۔ یہ وہی ہسپتال تھا جہاں ایک زمانے میں ماہر فرید روم ۵۵۵ میں ٹانگ ٹوٹنے کے ایکسیڈنٹ کے بعد داخل ہوا تھا۔

بیڈ کی ٹیک اونچی کیے عبدالمالک فرید تکیوں کے سہارے بیٹھے تھے۔ عینک ناک پہ جمی تھی۔ ڈیجیٹل پنسل سے وہ ٹیب کی اسکرین پہ دستخط کر رہے تھے جو عمار (سیکرٹری) جھک کے سامنے کیے ہوئے تھا۔

بیربل نے افسوس سے انہیں دیکھا۔

"تم اتنا کام کیوں کر رہے ہو، مالک؟"

مالک نے نگاہ اٹھا کے اسے دیکھا۔

"تم کر سکتے ہو میری جگہ؟ جاؤ، عمار۔ اس کے سامنے رکھو یہ فائل۔ یہ کرلے گا۔"

"میں تو ایسے ہی کہہ رہا تھا۔"

"تم تینوں میں سے کوئی ایک بھی میرے کام سنبھالنے کے قابل ہوتا تو مجھے یہ کرنے کی ضرورت نہ ہوتی۔" درشتی سے کہہ کے واپس اسکرین کی طرف متوجہ ہو گئے۔

عمار نے ظاہر کیا کہ اس نے مالک فرید کے تینوں وارثوں کی یہ بے عزتی لائیو نہیں سنی۔

سنی تو ماہر نے بھی نہیں تھی۔ وہ کھڑکی کے ساتھ رکھی لمبی سیٹ پہ بیٹھا تھا۔ نگاہیں مسلسل بیربل پہ جمی تھیں جو کونے میں کرسی پہ براجمان تھا اور ماہر سے نظریں نہیں ملا رہا تھا۔

"خیر یہ دونوں تو بہت قابل تھے آپ کی نظروں میں۔ اسی لیے ان کو بتایا۔ مجھے نہیں۔"

زارا انہی سلگتی نظروں سے باپ کو دیکھ رہی تھی۔ وہ کھڑکی کے سامنے رکھی کرسی پہ بیٹھی تھی۔ بلائنڈز اٹھے ہوئے تھے اور دوپہر کی روشنی زارا کی پشت سے اندر آتی کمرے کو منور کر رہی تھی اور اس کے چہرے کو مزید تاریک۔ مالک فرید نے جواب نہیں دیا۔ وہ یہ بحث اس سے ان چار دنوں میں کئی دفعہ کر چکے تھے۔

"زارا، بس کر دو یار۔ یہ مالک کا فیصلہ تھا۔"

بیربل نے بےزاری سے نہیں کہا۔ بلکہ سوچ سوچ کے ایک ایک لفظ ادا کیا۔

"اور ہر عاقل بالغ انسان کی طرح مالک اپنے فیصلوں میں آزاد ہے۔"

وہ اب بھی ماہر کو نہیں دیکھ رہا تھا۔ وہ سائیڈ ٹیبل پہ دھرے پھولوں کے ڈھیر پہ نظریں جمائے کہہ رہا تھا۔ وہ ہر رنگ کے پھول تھے لیکن ان پہ ان دیکھی نیلاہٹ بکھری تھی۔

مالک فرید نے نگاہ اٹھا کے اسے دیکھا، پھر واپس اسکرین سوائپ کرنے لگے۔ ان کے وجود کی ٹھنڈ نے وہ سارے پھول جما دیے تھے۔

"تمہیں معلوم ہو سکتا ہے اور مجھے نہیں؟" وہ پھنکاری۔

"مالک کی مرضی، زارا۔ اور دیکھو... مالک ایک... ایک adult ہے۔ اور ایک اڈلٹ انسان اپنے... اپنے فیصلے کرنے میں آزاد ہوتا ہے۔"

"ہوں... بالکل۔" ماہر فرید نے بہت توجہ سے سنتے ہوئے سر ہلایا۔ چبھتی نظریں بیربل پہ جمی تھیں۔

"ہمیں مالک کے فیصلے سے لاکھ اختلاف ہو سکتا ہے لیکن... لیکن یہ اس کی زندگی ہے۔ وہ اس کے ساتھ جو بھی کرے۔"

"درست۔"

"اپنی زندگی کے فیصلے اس نے کس کو کب بتانے ہیں یہ اس نے طے کرنا ہے۔ ہمیں اعتراض نہیں ہونا چاہیے۔" بہت سا تھوک نگلا۔ بالآخر نگاہیں ماہر سے ملائیں۔

"درست۔ ہر انسان آزاد ہے۔ جس کی جو مرضی آئے وہ کرے۔"

بیربل پھیکا سا مسکرایا۔ پھر کھنکھارا۔ باری باری سب کو دیکھا۔

"میں آپ لوگوں سے کچھ بات کرنا..."

ماہر کا فون بجنے لگا تو اس نے ہاتھ اٹھا کے اسے روکا۔ فون کان سے لگایا۔ ہوں، ہاں، میں آ رہا ہوں، جیسے مبہم الفاظ کہے۔ پھر اٹھ کھڑا ہوا۔

"مجھے ابھی کہیں پہنچنا ہے۔ مگر تمہیں کچھ کہنا ہے؟" رک کے بیربل کو دیکھا۔ اس نے جھٹ نفی میں سر ہلایا۔

"نہیں ... کوئی بات نہیں۔ پھر سہی۔"

ماہر اس کے قریب سے گزر کے باہر نکل گیا۔ بیربل اب بھی اس سے نگاہ نہ ملا سکا تھا۔

زارینہ فرید خاموشی سے اس کے تاثرات دیکھ رہی تھی۔ وہ ان تاثرات کو پہچانتی تھی۔ وہ جانتی تھی کس کا فون تھا۔ وہ اسے جب پکارے گی وہ جائے گا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

" کشمالہ؟ کیا ہم بات کر سکتے ہیں؟"

انٹر کام میں آواز ابھری۔ مالا کے ساکت وجود میں جنبش ہوئی۔ سہارے کے لیے دیوار پہ ہاتھ رکھ لیا۔

"میں اوپر نہیں آؤں گا نہ آنا چاہتا ہوں۔ ہم باہر کسی پبلک پلیس پہ بات کر سکتے ہیں۔ ساری دنیا کے درمیان۔" اس کی آواز میں تکان تھی۔

"مجھے بدر کے بارے میں بات کرنی ہے۔"

وہ بہت دیر بعد کچھ کہنے کے قابل ہوئی۔

" کہاں؟"

"یہاں قریب میں ایک کیفے ہے، نارنجی موٹر سائیکل والا۔ اس کے"...

"وہاں نہیں۔" وہ تیزی سے بولی۔ وہ زیاد سلطان سے اس جگہ مل کے اس کیفے کو ہمیشہ کے لیے آلودہ نہیں کر سکتی تھی۔

"اس کے سامنے ایک کباب شاپ ہے۔ وہاں آجاؤ۔ میں انتظار کروں گا۔ "وہ رکا۔" تمہیں مجھ سے کوئی خطرہ نہیں ہے۔ اب کسی کو مجھ سے کوئی خطرہ نہیں ہے۔"

آواز خاموش ہوگئی۔ وہ چند لمحے وہیں کھڑی رہی۔ بے یقین۔ شل۔ پھر کھڑکی سے نیچے جھانکا۔ وہ گلی میں دور چلتا جا رہا تھا۔ رخ متعین کردہ کباب شاپ کی جانب تھا۔ گردن جھکی اور چال سست تھی۔

پھر اس نے موبائل اٹھایا۔ انگلیاں کانپ رہی تھیں۔ ماہر کے نمبر پہ انگلی رکھی۔

("میں نے جو کہا ہے وہ میں کروں گا۔ "مالک فرید کی آواز سماعت میں گونجی۔ "اگر زیاد نے ماہر کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی تو میں اس کی جان لے لوں گا۔ یہ سوچے بغیر کہ وہ تمہارے بچے کا باپ ہے۔")

مالا نے جھرجھری لی۔ اسے ماہر کو اس سب میں ملوث نہیں کرنا چاہیے تھا۔ یہ اس کی جنگ تھی۔ اسے خود لڑنی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

نارنجی موٹر سائیکل اور پھولوں سے سجا کیفے معمول کی طرح پر رونق تھا۔ اس کے سامنے ایک کباب ریستوران تھا۔ فاصلہ اتنا نہ تھا لیکن ہر قدم بھاری تھا۔ ہر سانس بوجھل تھی۔ وہ کتنی ہی دیر ریستوران کے دہانے پہ کھڑی رہی۔ گہرے سانس لیتی تنفس نارمل کرتی رہی۔ لمبا بھورا کوٹ پہنے، سر پہ اونی ٹوپی جمائے وہ ایک ہاتھ سینے پہ رکھے ہوئے تھی۔ دھڑکن بے قابو تھی۔

اسے لگا تھا اب وہ اس سے نہیں ڈرتی تھی۔ لیکن وہ نڈر پن جو اتنے برسوں سے زیاد سلطان کے سلاخوں کے پیچھے ہونے کے باعث اس کی شخصیت کا حصہ بن گیا تھا وہ غائب ہو چکا تھا۔

ریستوران اوپن ائیر تھا۔ کھڑکیوں کے نام پہ بڑے بڑے چوکھٹے بنے تھے جن سے بوسفورس کا پانی دکھائی دیتا تھا۔ چھت ندارد تھی۔ البتہ ٹھنڈ کے باعث چھت کی جگہ پلاسٹک کی شفاف شیٹ ڈالی گئی تھی جو لٹک کے کھڑکیوں کو بھی ڈھانکے ہوئے تھی۔ شیٹ مسلسل استعمال سے قدرے گدلی ہوگئی تھی اور باہر کا منظر دھندلا دکھا رہی تھی۔

دروازے کی جگہ بھی شیٹ کا پردہ لٹک رہا تھا۔ مالا نے اسے اٹھا کے دیکھا تو منظر واضح ہوا۔

دور ایک کھڑکی کے ساتھ میز پر زیاد سلطان موجود تھا۔ مالا اندر آئی۔ شیٹ چھوڑ دی۔ وہ کھڑکتی ہوئی لہرا کے نیچے آن گری۔

اب وہ اس پلاسٹک کی دیواروں والے ڈھابے نما ریستوران میں قید تھی۔

زیاد اسے دیکھ کے اٹھ کھڑا ہوا۔ درمیان میں چند میزیں تھیں۔ اور لکڑی کے ستون جن کو بنانے کی ضرورت نہ تھی کہ انہوں نے کسی چھت کو سہارا نہ دے رکھا تھا۔ دو تین انگیٹھیاں راستے میں رکھی تھیں۔ ان میں کوئلے دہک رہے

تھے۔ان کی وجہ سے اندر کا موسم نسبتاً گرم تھا۔

وہ ویسا ہی تھا۔ یا شاید نہیں تھا۔ چھوٹی چھوٹی داڑھی۔ پہلے سے دبلا چہرہ۔آنکھوں تلے حلقے۔ایک تھکا ہارا انسان۔اسے دیکھ کے سر جھکا دیا۔

وہ خوف جو زیاد کی آواز سننے سے یہاں آنے تک اس کے دل کو جکڑے ہوئے تھا وہ ایک دم زائل سا ہو گیا۔

یہ تو ایک شکست خوردہ مرد تھا۔ایک انسان کی پرچھائیں۔وہ اس سے ڈر رہی تھی؟

دھڑکن خود بخود ہموار ہو گئی۔اور تنفس نارمل۔وہ تیز تیز چلتی میز تک آئی۔

"میرے پاس تمہارے لیے صرف پندرہ منٹ ہیں۔جو کہنا ہے اسی میں کہو۔"وہ سامنے بیٹھی۔کوٹ کا بٹن بھی نہیں کھولا۔نہ بیگ کندھے سے اتارا۔گردن سیدھی رکھی اور چہرہ سپاٹ۔

زیاد نے آنکھیں اٹھا کے اسے دیکھا۔

" کیسی ہو؟"

"تم یہ سوال نہیں پوچھ سکتے۔تم نے مجھے بدر کے لیے بلایا ہے۔اس کے بارے میں بتاؤ۔"

زیاد نے گردن جھکا دی۔

''ہمارا بیٹا...''

"میرا بیٹا۔وہ صرف میرا بیٹا ہے کیونکہ تم تو اپنی طرف سے اس کی جان لے چکے تھے۔"

"میں اسی لیے میں اس کو دنیا میں نہیں لانا چاہتا تھا۔کیونکہ مجھے معلوم تھا میرے گناہ اس کا تعاقب کرتے رہیں گے۔ "وہ زخمی آنکھوں سے اسے دیکھ رہا تھا۔آواز ہلکی تھی۔اور چہرے پہ تاریکی۔

"تمہارے گناہ ہم سب کا پیچھا کرتے رہیں گے، زیاد۔"

میز پہ رکھے گلدان کے پھول ایک دم مرجھا گئے تھے۔گردن جھکائے کسی سوگوار مریض کی طرح۔

" کیا جانتے ہو تم بدر کے بارے میں؟"

" کسی نے مجھے جیل میں خط لکھا تھا...کہ وہ اس کے پاس ہے۔"

وہ آنکھوں کی پتلیاں سکوڑے اسے دیکھے گئی۔

"وہ ایک پرانا دشمن ہے۔اور وہ کوئی چال چل رہا ہے۔ "وہ اسی پست آواز میں کہہ رہا تھا۔"شاید بدر اس کے پاس ہے۔شاید نہیں۔میں اس شخص کا اعتبار نہیں کر سکتا۔وہ بہت شاطر اور مکار ہے۔ "زیاد نے نفی میں سر ہلایا جیسے

اس سے زیادہ خود کو یقین دلا رہا ہو۔ "بدر اس کے پاس نہیں ہو سکتا۔ وہ تمہیں مزید پھنسا سکتا ہے۔ تم....''

" کون ہے وہ؟"

"عالیان۔"

ہوا کا تیز جھونکا آیا۔ کھڑکیوں پہ لٹکی شیٹ کھڑکتی ہوئی اونچی اٹھی اور واپس گر گئی۔

" کون عالیان؟"

" کبیرہ بیگم کا بیٹا۔ وہ بھی میری ماں کے پاس قید تھا۔ "اس نے نگاہیں جھکا دیں۔

"ہلال کی طرح؟"

زیاد نے سر جھکائے گردن ہلائی۔

"اور اب وہ نیا سرکار بن چکا ہے؟"

"میں نے سنا ہے وہ ایسا دعویٰ کر رہا ہے۔ مجھے نہیں معلوم۔ لیکن وہ خطرناک آدمی ہے۔ تمہیں اس سے احتیاط کرنی ہوگی۔"

"اور تمہیں مجھ سے اتنی ہمدردی کب سے ہوگئی، زیاد؟"

" کشمالہ .... "وہ اسے دیکھ کے رہ گیا۔ "میں بدر کو ڈھونڈ لوں گا۔ اس کا ڈھونڈنا میرے گناہوں کا کفارہ ہے میرے لیے۔"

وہ انہی نگاہوں سے اسے دیکھتی رہی۔

"میں صرف ایک ماہ یہاں ہوں۔ ایک اسائنمنٹ پہ۔ تب تک اسے تلاش کر لوں گا۔ عالیان سے بھی میں نمٹ لوں گا۔ میں تمہیں ہمارا .... تمہارا بیٹا واپس دے کر ہی جاؤں گا۔ اور جب جاؤں گا تو پلٹ کے کبھی نہیں آؤں گا۔ تمہیں مجھ سے کوئی خطرہ نہیں ہے۔"

وہ خاموش رہی اور وہ بولتا رہا۔

"میں وہ انسان نہیں ہوں جو جیل گیا تھا۔ اپنی ماں کو اپنے ہاتھوں سے مارنے کا بوجھ بہت بڑا ہوتا ہے، چاہے ماں نگینہ سلطان ہی کیوں نہ ہو۔ اس بوجھ نے مجھ سے بہت سے کام چھڑوا دیے۔ میری زندگی میری سب سے بڑی سزا ہے۔ مجھے ایک طویل عمر اب خود اپنے پچھتاووں کے ساتھ گزارنی ہے۔ عمر قید۔ میں تمہیں یہاں نقصان پہنچانے نہیں آیا۔ صرف یہ بتانے آیا ہوں کہ میں بدر کو تمہیں واپس لا دوں گا۔"

ایک بیرا انگیٹھیوں کے درمیان سے گزرتا ان تک آیا۔آرڈر کا پوچھنے لگا کہ مالا نے ہاتھ اٹھا کے روک دیا۔وہ منہ بنائے واپس پلٹ گیا۔

"یعنی تم بدل گئے ہو؟"

"پتہ نہیں، کشمالہ۔" اس نے سر جھٹکا۔" مگر میں ان کاموں کو پیچھے چھوڑ آیا ہوں۔ "پھر چہرے پہ ایک رمق سی ابھری۔"میں اپنی کتاب لکھ رہا ہوں۔بس وہی میرا کفارہ ہے۔ "

پھر اس نے جیب میں ہاتھ ڈالا۔ایک دم کشمالہ کے سارے اعصاب تن گئے۔

لیکن ہاتھ جب واپس آیا تو اس میں ایک خط کا لفافہ تھا۔نہ کہ پستول۔ مالا کے لبوں سے گہری سانس آزاد ہوئی۔

"میں نے کبھی تمہیں چائلڈ سپورٹ پے نہیں کی کیونکہ تمہیں میری کمائی نہیں چاہیے تھی۔ "

اس نے لفافہ مالا کے سامنے رکھا۔

"یہ وہ پیسے ہیں جو مجھے تمہیں دینے چاہیے تھے۔بدر کے لیے۔"

مالا نے چبھتی نظروں سے لفافے کو دیکھا، پھر اسے۔

"یہ میری blood money سے نہیں ہیں۔میں نے لاہور والا گھر بیچ دیا ہے۔یہ اس کے پیسے ہیں۔"

کشمالہ نے سینے پہ بندھے بازو کھولے۔دو انگلیاں اس لفافے پہ جمائیں۔

"اس گھر کی دیواروں میں تمہاری ماں کے کالے دھاگوں کی گرہیں بندھی ہیں، زیاد۔ "انگلیوں سے اسے زیاد کی طرف واپس دھکیلا۔

"تم نے سوچ بھی کیسے لیا کہ میں یہ پیسے لوں گی؟"

زیاد کی گردن مزید ڈھلک گئی۔

" کیا تم مجھے کسی طرح کفارہ نہیں ادا کرنے دو گی؟"

وہ ہلکا سا مسکرائی۔

" کفارہ؟ گناہوں کی سزا؟ میں بدل گیا ہوں؟ ہونہہ۔ "اس نے سر جھٹکا۔" مجھے تمہارے ایک لفظ پہ بھی اعتبار نہیں ہے۔ یہ سب تمہارا کوئی نیا فریب ہے۔مجھ سے دور رہو زیاد۔دوبارہ رابطہ کرنے کی کوشش نہ کرنا۔ "

کرسی دھکیل کے وہ کھڑی ہوئی۔ابھی آگے بڑھی تھی کہ وہ پیچھے سے پکار اٹھا۔

" کیا تم مجھے کبھی معاف کر سکو گی؟"

وہ کوئلوں کی دہکتی انگیٹھی کے ساتھ رک گئی۔ دھواں اٹھ اٹھ کے فضا میں گم ہو رہا تھا۔

" خدا بھی انسان کو معاف کر دیتا ہے، کشمالہ۔ پھر انسان کیوں نہیں معاف کر سکتا؟ جانتا ہوں میرے گناہ بہت بڑے ہیں۔ لیکن کیا تم کبھی مجھے معاف کر پاؤ گی؟ میں قسم کھاتا ہوں میں کبھی تمہارے سامنے نہیں آؤں گا۔ مجھے اپنی ماں کی معافی بھی نہیں ملے گی۔ لیکن کیا تم ..."اس کی رندھی ہوئی آواز ٹوٹ گئی۔

مالا نے پلٹ کے اسے دیکھا۔ وہ ہوا سے کھڑکتی پلاسٹک کی کھڑکی کے ساتھ کھڑا تھا۔ اس کی آنکھیں نم تھیں۔

"جو تم نے میرے ساتھ کیا اس کی کوئی معافی نہیں ہے، زیاد۔ دور رہو مجھ سے۔"

اور انگیٹھی کے ایک طرف سے نکل کے آگے بڑھ گئی۔ شیٹ کا پردہ ہٹایا۔ ٹھنڈی ہوا نے سڑک پہ اس کا استقبال کیا۔ وہ اب مزید قید نہیں تھی۔ وہ رہا ہو چکی تھی۔

سڑک پہ چلتے ہوئے وہ بار بار پیچھے پلٹ کے دیکھتی تھی۔ وہ دھندلی شیٹ کے پار وہیں بیٹھا تھا۔ اس کے پیچھے نہیں آیا تھا۔ البتہ اپارٹمنٹ پہنچتے ہوئے اس کا سانس پھول چکا تھا۔

کوٹ اتارنے سے پہلے اس نے موبائل نکالا اور اس نمبر پہ انگلی رکھ دی۔

جب یہ طے تھا کہ وہ اسے بتائے گی تو وہ اسے سب بتائے گی۔ مالک فرید کو اچھا لگے یا برا۔

"ہیلو؟" سرسری سے ہیلو سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ لوگوں کے درمیان بیٹھا ہے۔

"زیاد میرے اپارٹمنٹ آیا تھا۔" اس نے پھولے سانسوں کے درمیان بس اتنا کہا۔

ماہر نے ایک لمحے کا توقف کیا۔"ہوں... ہاں.... میں آ رہا ہوں۔"

جب تک اس نے کوٹ اتارا ماہر کا میسج موصول ہوا۔

"دروازہ لاک کرو۔ باہر مت نکلنا۔ میرا ETA چودہ منٹ ہے۔"

اس نے بھیگی آنکھوں سے سر اثبات میں ہلا دیا۔ ایک تحفظ کا احساس ہر شے پہ غالب آ گیا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

دھپ سے کسی نے میز پر کتاب رکھی تو وہ اچھلا۔ ایک کان سے ہینڈز فری پھسلا اور فرش پہ لڑھک گیا۔ وہ جلدی سے جھکا۔ ہینڈز فری اٹھایا۔ پھر سیدھا ہوا تو دیکھا سامنے زرد رنگت اور بھورے بالوں والی لائبریرین اس کو گھور رہی

تھی۔

"ایک گھنٹے سے تیرہ کتابیں لے کر بیٹھے ہو اور ابھی تک ... "میز پہ پھیلی کتابوں کی گنتی کی۔" چار کا ڈیٹا بھی انٹر نہیں ہوا۔"

" کر رہا ہوں، میم۔ کر رہا ہوں۔ "اس نے لیپ ٹاپ اسکرین فولڈ کر دی اور جلدی سے کتابیں ترتیب سے رکھنے لگا۔

"بہت سست ہو تم۔ اگر یہی حال رہا تو میں جلد تمہاری ری پلیسمنٹ تلاش کر لوں گی۔" گھور کے اسے دیکھتی وہ پلٹ گئی۔

"سوری میم۔ مجھے اس جاب کی ضرورت ہے۔ آئندہ شکایت نہیں ہو گی۔"

"دیکھیں گے۔ "اس نے پلٹے بغیر ہاتھ جھلا دیا۔

سنہری بالوں والے نوجوان نے سر جھکائے کتابیں سمیٹیں۔ پھر واپس بیٹھا۔ سوئیٹ پینٹس، ہڈی اور اسنیکر ز میں ملبوس آنکھوں پہ عینک لگائے، اس کے بال روکھے پھیکے سے ماتھے پہ بکھرے تھے۔

لائبریرین کے دور جاتے ہی اس کے نادم تاثرات سپاٹ ہو گئے۔ اسکرین واپس کھولی۔ سامنے لائبریری کا پورٹل کھلا تھا جس میں اسے ایک ایک کر کے تمام کتابوں کلا اندراج کرنا تھا۔ اس نے سپاٹ چہرے کے ساتھ ونڈو بند کی اور ایک دوسری ونڈو کھولی۔ سیاہ اسکرین۔ اس پہ میسیجز کی قطار۔ ساتھ ہی ہینڈز فری کان میں دبایا۔

"تم لائن پہ ہو؟ "چہرے پہ مٹھی رکھے اتنی آہستہ آواز میں بولا کہ اس کے فرشتوں اور جنات دونوں کو سنائی نہ دی ہو گی۔

"ظاہر ہے۔ "اندرانی کی بے زار آواز گونجی۔ "تم نے ہمیں پھنسا دیا ہے، عالیان۔ پولیس کے پاس تمہارا اسکیچ ہے۔"

"اس اسکیچ سے کچھ بھی نہیں ہو گا۔"

"مگر..."

"زیاد شہر میں آ گیا ہے۔"

اندرانی کچھ بول نہ سکی۔

" کیا اس نے رابطہ کرنے کی کوشش کی؟"

"وہی دیکھ رہا ہوں۔ نئے میسیجز میں اس کا کوئی میسیج نہیں ہے۔"

"اتنا عرصہ جیل میں رہا ہے وہ۔ اس کو کیا معلوم کہ تمہارے ساتھ انٹرنیٹ پہ کیسے رابطہ کرنا ہے۔"

"میں نے اسے خط پہنچایا تھا اندرانی، کہ اس کا بیٹا میرے پاس ہے۔ اسے مجھ سے رابطہ کرنا چاہیے تھا۔" ابرو اکٹھے کیے وہ قدرے جھنجھلایا ہوا تھا۔ عینک میں اسکرین کا عکس جھلک رہا تھا۔ ٹچ پیڈ پہ انگلی پھیرتا وہ میسیجز نیچے کیے جا رہا تھا۔ یہ عام عوام کے میسیج تھے۔ جہاں جہاں تک اس گمنام جادوگر کی خبر پھیلتی وہاں سے میسیج آنے لگتے۔ کسی کو کسی کی خوشیوں سے حسد تھا، کسی کو اپنے لیے دنیا کمانی تھی اور کسی کو محبت حاصل کرنی تھی۔ ہر میسیج کرنے والا اس شخص کا ریفرنس ضرور دیتا تھا جس نے اسے سرکار کے پاس بھیجا ہوتا تھا۔ وہ ریفرنس شدہ شخص کے نام سے بتا سکتا تھا کہ کون زندگی میں کتنا آگے تھا۔ کتنا پڑھا لکھا تھا۔ کتنی دنیا خرید چکا تھا۔ اور اسے ایسے ہی کلائنٹس چاہیے تھے جن کے لیے پیسہ مسئلہ نہ ہو۔ وہ یونہی ہر کلائنٹ نہیں لیتا تھا۔ بے زاری سے وہ فالتو میسیجز کو آرکائیو کرتا جا رہا تھا۔

"میں نے تمہیں منع کیا تھا، عالیان۔ یہ بچے والا کھیل نہ کھیلو۔ ہم زیادہ دشمنی نہیں مول لے سکتے۔"

"ریلیکس۔ سب ٹھیک جا رہا ہے۔"

"جو کرنا ہے جلدی کرو۔ ہمیں اس بچے والے معاملے سے نکلنا ہے، عالیان۔"

عالیان نے کال کاٹ دی۔ پھر ٹیک لگائی۔ انگلیاں مروڑتے ہوئے انگڑائی لی۔ دائیں بائیں فرصت سے دیکھا۔ دور دور تک کتابوں کے ریک تھے۔ لکڑی کا فرش۔ مدھم روشنی۔ پرسکون خاموشی۔ اردگرد کی تمام میزیں خالی تھیں۔ اس نے چہرہ واپس اسکرین پہ جھکایا اور ونڈو اسکرول کرنے لگا۔

دفعتاً وہ ٹھہرا۔ ابرو اکٹھے ہوئے۔ تیزی سے اندرانی کو واپس کال ملائی۔

"اسکرین شیئر کر رہا ہوں۔ یہ دیکھو۔ کس کا میسیج آیا ہے۔"

"دکھاؤ۔" اندرانی کی چونکی آواز سنائی دی۔ اگلے ہی لمحے اس کے منہ سے "ہا" نکلا۔

"دنیا گول ہے، عالیان۔" وہ بس اتنا کہہ سکی۔

عالیان نے جواب نہیں دیا۔ وہ منہ پہ مٹھی رکھے آنکھیں چھوٹی کیے اس میسیج کو گھورے گیا۔

"میں نے آپ کی بہت تعریف سنی ہے۔ میری ایک دوست نے آپ سے کام کروایا تھا۔ (ریفرنس کا نام بھی درج تھا۔) اور اس کی باتوں سے میں بھی آپ کی اور آپ کے جدید طریقوں کی معتقد ہوگئی ہوں۔ مجھے ایک رشتے دار پہ جادو کروانا ہے۔ ایسا عمل جس سے اس کی دنیا جل کے راکھ ہو جائے۔ کیا آپ میری مدد کریں گے؟

کبیرہ سا دان۔"

"اس کا میسیج ڈیلیٹ کر دو۔ ہم نے اس کے قریب بھی نہیں جانا۔ "اندرانی کی آواز اس کے کان میں گونج رہی تھی۔ لیکن وہ اسکرین کو دیکھے جا رہا تھا۔

" کیا یہ جانتی ہے کہ میں کون ہوں؟"

''ناممکن۔ میں کہہ رہی ہوں اس کو ڈیلیٹ...''

مگر اس کی انگلیاں ٹائپ کر رہی تھیں اور اندرانی دم سادھے اپنے موبائل پہ نظر آتے اس کے الفاظ پڑھ رہی تھی جو شئیر شدہ اسکرین کی وجہ سے اس کو دکھائی دے رہے تھے۔

"میں آپ کی مدد کے لیے تیار ہوں۔ مجھے آپ کے دشمن کا نام، ایڈریس اور تصویر چاہیے۔"

"عالیان، کیا کر رہے ہو؟ "اندرانی کا احتجاج مدھم ہوتا جا رہا تھا۔ اس کی کیز دباتی انگلیوں کی آواز غالب آ گئی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

کال بیل نہیں بجی۔ نچلا دروازہ شاید کھلا تھا۔ ماہر سیڑھیاں چڑھ کے اوپر آیا اور ٹھک ٹھک ہاتھ کی پشت سے دروازہ بجایا۔ وہ جو لونگ روم میں دائیں بائیں ٹہل رہی تھی بھاگ کے دروازے تک آئی۔

"تم ٹھیک ہو؟ "چوکھٹ میں کھڑے ماہر نے پہلے اسے، پھر اس کے کندھے کے پیچھے دیکھا۔

مالا نے اثبات میں سر ہلایا۔ اور راستہ چھوڑ دیا۔

وہ چند قدم اندر آیا پھر زمین پر پھیلی سبزیوں کو دیکھ کے چونکا۔ بوٹ اوندھی گری ٹوکری کے قریب رک گئے۔

" کیا اس نے اندر آنے کی کوشش کی؟"

"اوہ نہیں۔ سوری۔ یہ مجھ سے ہوا تھا۔ سمیٹنا بھول گئی۔" وہ آگے بڑھی لیکن وہ اس سے پہلے جھک گیا اور گرے ہوئے سبز پتے اٹھانے لگا۔

"اس نے کہا اسے بدر کے بارے میں بات کرنی ہے۔ میں نے اسے کباب شاپ پہ بلایا تھا۔ وہاں ملی میں اس سے۔"

"میں نے کہا تھا باہر مت نکلنا۔ "ماہر نے گردن اٹھا کے افسوس سے اسے دیکھا۔

"میں نے تمہیں کال اس سے ملاقات کے بعد کی تھی، ماہر۔ مجھے اس کا سامنا کرنا تھا۔ میں اس سے نہیں ڈرتی۔"

ماہر سبزی سمیٹ کے سیدھا ہوا۔ وہ کاؤنٹر سے ٹیک لگائے کھڑی انگلی پر فاختہ والا نیکلیس لپیٹ رہی تھی۔ دوسرے ہاتھ سے بار بار کانوں کے پیچھے بال اڑستی۔

"دکھائی دے رہا ہے۔ کیا کہا اس نے؟"

اب وہ دونوں آمنے سامنے کھڑے تھے۔ ماہر نے کوٹ نہیں اتارا۔ گویا رکنے کا ارادہ نہ تھا۔

"یہی کہ وہ بدل گیا ہے، معافی مانگی، مجھے پیسے دینے کی کوشش کی، اور یہ کہ عالیان جو کہ کبیرہ تائی کا بیٹا تھا، اس کی ماں کے پاس قید تھا اور اب وہ نیا سرکار بن چکا ہے..." وہ کسی روبوٹ کی طرح بولتی ساری روداد سناتی گئی۔ وہ بغور اسے دیکھ رہا تھا۔ اس کی پلکوں کی لرزش کو۔ اس کی انگلیوں کو جو نیکلیس کی زنجیر لپیٹ رہی تھیں۔ گول گول۔

"اس نے کہا وہ خود کو بدل رہا ہے۔ کیا وہ واقعی بدل سکتا ہے؟" اس کی آنکھوں میں امید بھری ہچکچاہٹ تھی۔

ماہر فرید تلخی سے مسکرایا۔ نگاہ گھما کے ہر کونے میں رکھے سرسبز پودوں کو دیکھا۔

"انسان اپنی فطرت نہیں بدل سکتے، مالا۔ زیاد سلطان بھی کبھی نہیں بدلے گا۔"

مالا کی زنجیر لپیٹتی انگلی گر گئی۔ کندھے ڈھلک گئے۔

"جانتی تھی۔" سر جھٹکا۔ تلخی سے۔ ایک امید سی بندھی تھی۔ وہ بدر کا باپ تھا۔ اگر کبھی وہ ایک اچھا انسان بن جائے تو کل کو بدر... مگر نہیں۔

"اس نے کہا وہ بدر کو ڈھونڈنے میں مدد....."

"تمہارا بیٹا اسی کے پاس ہے۔"

مالا چہرہ اٹھا کے اسے دیکھنے لگی۔

ماہر نے ہلکے سے کندھے اچکائے۔

"جانتا ہوں۔ تم نہیں مانو گی مگر مجھے ایسے مت دیکھو۔ یہ سب زیاد نے..."

"تم اس کا نام کیوں نہیں لیتے؟"

وہ بولتے بولتے ٹھہر گیا۔ الفاظ ایک دم ذہن سے خطا ہو گئے۔

"اسے ہمیشہ "تمہارا بیٹا" کہتے ہو۔ اس کا نام بدر ہے۔ بدر۔" پھر مالا کی آنکھوں میں زخمی سا تاثر ابھرا۔ "یا

شاید اس لیے کہ اس کا پورا نام بدر زیاد سلطان ہے۔ تمہارے لیے وہ ہمیشہ زیاد کا بیٹا رہے گا۔"

وہ چند لمحے اس کی زخمی آنکھوں میں دیکھتا رہا، پھر گردن گھما کے دائیں بائیں دیکھا۔

"ایک کمرہ ہے اپارٹمنٹ میں؟"

"ہاں۔" اس کا انداز دفاعی تھا۔

"کمرے میں کتنی الماریاں ہیں؟"

"ایک مگر..."

"گڈ۔ کتنی دیر میں اپنا سامان پیک کر لو گی؟"

"سامان؟ کیوں؟"

"کیونکہ تم یہاں نہیں رہو گی۔ تم میرے ساتھ چل رہی ہو۔ میں نے تمہارے لیے ایک دوسری جگہ کا بندوبست کر لیا ہے۔ اور... "انگلی اٹھا کے تنبیہ کی۔ "میں پوچھ نہیں رہا۔ بتا رہا ہوں۔"

"مگر میں نے دو ماہ کا کرایہ دیا ہوا ہے۔"

"کتنے ملین؟"

مالا کے کندھے خفگی اور شرمندگی سے ڈھلک گئے۔

"وہ مجھے ہر جگہ تلاش کر لے گا۔ "جتا کے یاد دلایا۔

"تمہاری مدد کروں سامان پیک کرنے میں یا خود کر لو گی؟"

"تمہیں سامان پیک کرنا آتا ہے؟ میں سمجھی تمہارے ملازم یہ کام کرتے ہوں گے۔"

"ٹیکنکلی تم بھی میری ملازمت کرتی ہو، سو خود کر لو گی۔ گڈ۔ میں ادھر انتظار کر رہا ہوں۔ یہ ٹی وی چلتا ہے؟"

"نہیں۔" وہ چیخ کے کہتی آگے بڑھ گئی۔ ماہر نے لونگ روم کی میز سے ریموٹ اٹھایا اور بٹن دبایا۔ اسکرین روشن ہو گئی۔ اس نے سوالیہ نظروں سے کمرے کو دیکھا جس کا دروازہ زوردار آواز سے بند ہوا تھا۔

"تم مجھے کہاں لے جا رہے ہو؟"

وہ صوفے پر ٹیک لگائے ٹانگ پہ ٹانگ جمائے بیٹھا تھا اور نگاہیں ٹی وی اسکرین پہ جمی تھیں جب وہ باہر آئی۔ اس دوران وہ کئی دفعہ اندر باہر آتی رہی تھی لیکن اس دفعہ شاید وہ آخری دفعہ باہر آئی تھی کیونکہ ایک سوٹ کیس اور ایک ہولڈ آل بیگ ساتھ تھا۔ ماہر نے پیالی رکھی۔ اور فرصت سے بیگ کو دیکھا۔

(براؤن کیوں؟)

وہ اٹھ کھڑا ہوا تو وہ گردن اٹھا کے اسے منتظر سی دیکھنے لگی۔

" کیا تم مجھ پہ بھروسہ کر سکتی ہو کہ محفوظ ترین جگہ ہی لے کر جاؤں گا؟"

"میں کتنا بھاگوں گی اس سے؟اور" مجھے "اس سے خطرہ نہیں ہے۔"

" بھروسہ ہے یا نہیں؟"

وہ چند لمحے اس کی آنکھوں میں دیکھتی رہی۔پھر اثبات میں سر ہلا دیا۔حلق میں گیلی گیند سی اٹک گئی۔

"ضروری سامان اٹھایا ہے بس۔اپنے ملازموں سے کہنا میرے پودے لیتے آئیں گے۔"

مرد ذات سے بھروسہ ٹوٹنے کے بعد ایک دوسرے مرد پہ اعتبار کرنے کی عادت ڈالنا کتنا مشکل تھا۔خوفزدہ کر دینے والا۔تکلیف دینے والا۔اس کے اندر ڈری سہمی عورت بار بار اپنے بازو پھیلائے اوپر اٹھتی۔کہ کسی طرح تکلیف ملنے سے پہلے ہی اس کو بچا لے۔لیکن اسے اس عورت کو خاموش رہنے کو کہنا تھا۔اگر وہ خود کو حفاظتی قلعوں میں قید کر دے گی تو زندگی میں کبھی کچھ نیا نہیں کر سکے گی۔کوئی خطرہ مول نہیں لے سکے گی۔

وہ اپنا کوٹ اٹھائے باہر آئی تو ماہر نے دیکھا اس کا رنگ بھی بھورا تھا۔اونٹ جیسا بھورا۔مگر اس نے کچھ کہا نہیں۔وہ ایک ہی سوال بار بار نہیں دہرا سکتا تھا۔

" بھروسہ ہے تم پہ۔لیکن ہم جا کہاں رہے ہیں؟"

ماہر نے کچھ کہنے کے لیے ہونٹ کھولے پھر سر جھٹک کے سیڑھیاں اترنے لگا۔یہ طے تھا کہ وہ اسے وہاں پہنچنے سے پہلے نہیں بتائے گا۔

مالا کے ذہن میں بہت سی جگہیں آئیں۔جہاں وہ اسے لے جا سکتا تھا۔

وہ نہیں جانتی تھی کہ وہ اسے اس جگہ لے جا رہا تھا جو اس کے ذہن میں کبھی آ ہی نہیں سکتی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

" کس چیز کی خواہش ہے آپ کے دل کو؟"

اندھیر کمرے میں لیپ ٹاپ کی اسکرین کی روشنی کے سوا کچھ دکھائی نہ دیتا تھا۔وہ روشنی بھی اتنی ہی تھی کہ کرسی پر ٹانگیں لمبی کر کے نیم دراز عالیان کے چہرے کو چمکا رہی تھی۔اب عینک غائب تھی اور بال پیچھے کر رکھے تھے۔ٹی

شرٹ اور جینز میں ملبوس وہ کسی لونگ روم میں بیٹھا تھا جو کہ اندھیرے کے باعث ٹھیک سے دکھائی نہیں دیتا تھا۔

اسکرین پہ کبیرہ بیگم کا چہرہ تھا۔ وہ غالباً موبائل اونچا پکڑے ہوئے تھیں۔ پیچھے چیسٹر فیلڈ صوفے کی اونچی پشت اور پردے دکھائی دیتے تھے۔ چھوٹے کٹے بال، میک اپ سے سیاہ آنکھیں اور کانوں میں بڑے نگینوں والے ٹاپس۔

اسکرین پہ عالیان کا کیمرہ آف تھا۔ وہ انہیں دیکھ سکتا تھا لیکن کبیرہ کو صرف اس کا نام دکھائی دے رہا تھا۔

اس کاروبار کی سب سے دلچسپ بات یہ تھی کہ کلائنٹ یہ فرض کر کے آتا تھا کہ عامل کو اس کا اگلا پچھلا سب معلوم ہے۔ سو وہ عامل سے اپنا نام، پتہ، حسب نسب کچھ نہیں چھپاتا تھا۔

" کیا تم ہر کلائنٹ سے ویڈیو کال کرتے ہو؟"

"پہلے سوال میں نے پوچھا ہے۔ کیا چاہیے آپ کے دل کو؟"

وہ سانس لینے کو رکیں۔ چند لمحے آنکھیں چھوٹی کیے اسکرین کو دیکھے گئیں۔

"مجھے کسی کی زندگی جلا کے راکھ کرنی ہے۔"

"ویری بولڈ۔" وہ ستائش سے مسکرایا۔ "ورنہ میرے کلائنٹس اپنی خواہشات کو ضرورت کے پتوں سے لپیٹتے ہیں۔ مجھے انتقام لینا ہے کیونکہ میرے ساتھ برا ہوا، مجھے محبت خریدنی ہے کیونکہ اس سے میری زندگی بہتر ہو جائے گی، مجھے انصاف تب ملے گا جب وہ تباہ ہوگا وغیرہ وغیرہ۔ مگر آپ بہت ڈائریکٹ ہیں۔ آپ کو معلوم ہے کہ آپ کو کسی کی زندگی تباہ کرنی ہے اور وہ بھی جادو سے۔ ویری بولڈ۔"

وہ ہلکا سا مسکرائیں۔ "مجھے تمہاری جج منٹ سے فرق نہیں پڑتا۔"

"جج نہیں کر رہا۔ تعریف کر رہا ہوں۔ بتائیے۔ کس کی زندگی تباہ کرنی ہے؟"

"میری ایک رشتے دار تھی۔ حور جہاں۔ اس کی بیٹی کی۔"

"بیٹی کا نام۔ اس کی ماں کا نام۔ تصویر۔ اور اس وقت وہ جہاں موجود ہے وہاں کا ایڈریس چاہیے ہوگا۔"

"ماہ بینہ مبین۔ وہ کینیڈا میں ..."

"ایسے نہیں۔ مجھے میسیج کریں۔ مگر کرنا کیا ہے اس کے ساتھ؟"

وہ لمحے بھر کو خاموش ہوئیں۔

"وہ زندگی میں ترقی کر رہی ہے۔ اس کا گھر ہے۔ بچے ہیں۔ جاب ہے۔ یہ سب کچھ عنایہ ... میری بیٹی کے

پاس بھی ہو سکتا تھا لیکن یہ ماہی کو مل گیا۔یعنی ماہ بینہ کو۔بس کچھ ایسا کرو کہ یہ سب اس سے چھن جائے۔"

"چھن کے آپ کی بیٹی کو پھر بھی نہیں ملے گا۔"

ان کی آنکھوں میں گلابی سی نمی ابھری۔

"اسے کیسے ملے گا؟"

"دینا اوپر والے کا کام ہے۔اور چھیننا میرا۔"

وہ مسکرا دیں۔البتہ اس مسکراہٹ میں زخم تھے۔

"کیا دشمنی ہے آپ کی اس لڑکی سے؟" وہ بغور اسکرین کو دیکھ رہا تھا جیسے ان کی آنکھوں کو پڑھ رہا ہو۔

"اس کی انسٹاگرام پوسٹس مجھ سے برداشت نہیں ہوتیں۔ وہ ہر روز کچھ پوسٹ کرتی ہے۔کبھی اپنے بچوں کی تصویریں۔کبھی جاب کی کامیابیاں۔کبھی اپنے شوہر کے ساتھ ٹریول پہ لی گئی ویڈیوز۔جب میں وہ دیکھتی ہوں تو مجھے تکلیف ہوتی ہے۔ جب اس کے پاس یہ سب نہیں رہے گا تو مجھے تکلیف نہیں ہوگی۔اتنی سی خواہش ہے میری۔کیا یہ غلط ہے؟"

"اونہوں۔غلط تو وہ ہے جو تصویریں لگا رہی ہے۔اسے اتنا احساس نہیں کہ دنیا محروم لوگوں سے بھری پڑی ہے۔" پھر وہ مسکرایا۔"بے فکر رہیں۔ہم اس کو بھی محروم کر دیں گے۔میں عمل شروع کروا دیتا ہوں۔لیکن عمل کو میچور ہونے میں ایک ماہ لگے گا۔"

"ویری فاسٹ۔عموماً عامل تین سے چھے ماہ کا وقت لیتے ہیں۔"

"بتایا نا۔جدید دور۔جدید طریقے۔گڈ نائٹ۔" اس نے اسکرین فولڈ کر دی۔

اب ہر طرف اندھیرا تھا۔چند لمحے صرف عالیان کے سانس لینے کی آواز سنائی دیتی رہی۔

پھر موبائل اسکرین روشن ہوئی۔ایک دفعہ پھر اس کا چہرہ نیلی روشنی میں چمکا۔اب وہ ایک نمبر ملا رہا تھا۔

"کیا چاہتے ہو تم؟" زارینہ فرید کی غراتی ہوئی آواز اسپیکر پہ سنائی دی۔

وہ ہنس دیا۔

"ایک سافٹ ریمائنڈر دینا تھا۔تم نے مجھے اس ماہ کی پے منٹ نہیں کی۔شادی تک ہر ماہ پے منٹ کرنی تھی۔میں تمہارے ری ٹینر پہ ہوں، مائی ڈیئر۔"

"میرا تم سے کوئی تعلق نہیں ہے، نہ میں جانتی ہوں کہ تم کیا کہہ رہے ہو۔"

"میں کال ریکارڈ نہیں کر رہا۔اس لیے ایسے مت بولو۔میرا دل برا ہو رہا ہے۔"

"میں تمہیں نہیں جانتی۔اس لیے دوبارہ مجھے کال مت کرنا۔"

"اور وہ پے منٹس جو تم مجھے کرتی آئی ہو؟"

" کوئی بینک ٹرانسفر، کوئی وائر، کوئی ثبوت ہے تمہارے پاس؟"

عالیان ایک لمحے کو چپ ہو گیا۔سر کھجایا۔

"اسی لیے تم کیش پے منٹس کرتی تھیں۔تمہیں اس دن کا ڈر تھا جب میں تمہیں بلیک میل کروں گا۔"

"میں تم سے کبھی ملی ہی نہیں۔پتہ نہیں تم کون ہو۔"

"میرے پاس ہماری ملاقاتوں کی ویڈیو اور آڈیو ریکارڈنگز ہیں، زارا۔میں وہ..."

"جب میں تم سے ملی ہی نہیں تو یقیناً وہ تم نے deepfake کی ہوں گی۔آج کل AI سے ہر چیز ممکن ہے۔" زارا کا لہجہ بالکل پر سکون تھا۔

عالیان کے چہرے پہ تناؤ در آیا۔ماتھے پہ بل پڑے۔

"دو ماہ بعد تمہاری شادی ہے۔پے منٹ کرنے کی بجائے تم مجھ سے الجھ رہی ہو۔" دبا دبا سا غرایا۔

"جب میں تمہیں جانتی ہی نہیں تو کس چیز کی پے منٹ کروں؟" زارا کے لہجے میں حیرانی تھی۔

عالیان نے گہری سانس لی۔

"ٹھیک ہے۔ری ٹینرز نہ سہی۔تم مجھے یک مشت ادائیگی کرو۔ایک رقم کا فگر بھیج رہا ہوں۔مجھے صبح تک یہ چاہیے۔اگر نہ ملی تو کل صبح دس بجتے ہی میں تمہاری حقیقت کھول دوں گا۔"

" تمہیں مجھ سے ایک پاؤنڈ نہیں ملے گا۔اور جہاں تک بات ہے ماہر کی... وہ تمہارا کبھی یقین نہیں کرے گا۔"

" کس نے کہا میں ماہر کے پاس جاؤں گا؟"

دوسری جانب سناٹا چھا گیا۔

" صبح دس بجے تک کا وقت ہے تمہارے پاس۔بائے مائی ڈیئر۔" مسکرا کے کال بند کی۔موبائل اسکرین بجھ گئی۔ایک دفعہ پھر سے اندھیرا چھا گیا۔اب صرف وہ تھا اور اس کی سوچیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اپنے اپارٹمنٹ کے لونگ روم میں بیٹھی زارا تیزی سے فون پھینک کے اٹھی۔ دوڑ کے بیڈ روم میں گئی۔ الماری کھولی۔ گھٹنوں کے بل زمین پر بیٹھی اور جلدی جلدی لاکر کا کوڈ پنچ کیا۔ اندر بہت سے کاغذات، چیک بکس اور کیش کی گڈیاں ترتیب سے رکھی تھیں۔ کچھ جیولری باکسز بھی تھے۔ اس نے چیک بک نکالی۔ صفحے پلٹائے۔

" کب کب پے منٹ کی تھی میں نے اسے؟ "اس نے ان چیکس کی نقلیں نکالیں جب اس نے پیسے نکلوائے تھے۔ ساتھ ہی پرنٹ شدہ انوائس رکھے تھے جن پہ کسی کمپنی کا نام درج تھا۔ یہ تمام رقم اس نے بیگز کے لیے نکالی تھی۔ کاغذوں پہ یہی درج تھا۔ وہ بیگز خرید کے اس نے بعد میں بیچ دیے تھے۔ کاغذی ٹریل مکمل اور شفاف تھا۔

وہ کچھ بھی ثابت نہیں کر سکتا۔ کچھ بھی نہیں۔ ماہر کبھی یقین نہیں کرے گا۔ زارا ماڈرن لڑکی تھی۔ اسے کیا پتہ جادو ٹونے کی باتوں کا۔ وہ کہاں یقین کرتی ہے ان باتوں پہ۔

الماری بند کر کے وہ اٹھی اور بڑبڑاتی ہوئی لباس کی سلوٹیں درست کرنے لگی۔ اس کی رنگت پھیکی تھی اور پیشانی پہ قطرے تھے۔

کس نے کہا میں ماہر کو کچھ بتاؤں گا؟"

پھر کون؟ اوہ۔ بابا۔ وہ بابا کے پاس جائے گا۔ ہونہہ۔ بابا کو تو ویسے ہی جادو پہ آج تک یقین نہیں آیا۔ بابا کبھی اس کا یقین نہیں کریں گے۔ اور... اور اس نے یہ نہیں کیا بابا کے ساتھ۔ اس نے کچھ نہیں کیا۔

کسی تسبیح کی طرح وہ بار بار دہرا رہی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

سہ پہر ڈھل رہی تھی جب کار ایک سیاہ جالی دار گیٹ کے سامنے رکی۔ گیٹ کھلتا گیا اور ماہر کار اندر لے آیا۔ باہر نکل کے مالا نے چہرہ اٹھا کے دیکھا۔

سامنے تین دراز قد عمارتیں ساتھ ساتھ کھڑی تھیں۔ جیسے ٹاورز ہوں۔ ابھی اسے اس شہر کے راستوں کی اتنی سمجھ نہ تھی کہ وہ بنا جی پی ایس کے جان پاتی کہ یہ کون سا علاقہ تھا۔

اس نے اپنے بیگ کا ہینڈل تھامنا چاہا لیکن ماہر نے وہ اس سے لے لیا۔ وہ خاموشی سے اس کے ساتھ چلنے لگی۔ ابھی اس سے کچھ پوچھنا بے کار تھا۔

ریسپشن سے گزرتے ہوئے ماہر نے کاؤنٹر پہ بیٹھی لڑکی کو سر کے خم سے سلام کیا تھا۔ یعنی وہ یہاں آتا جاتا رہتا

تھا۔

لفٹ میں تمام راستہ خاموشی سے کٹا۔ وہ چپ چاپ کھڑی رہی۔ دھاتی دروازوں میں ان دونوں کا عکس دکھائی دے رہا تھا اور درمیان میں مالا کے بیگز تھے۔ بھورے بیگز۔

دروازے جدا ہوئے اور وہ کسی جانی پہچانی سمت کی طرف بڑھ گیا۔ یہ نیم خوابیدہ سی بتیوں سے روشن راہداری تھی۔

ایک دروازے کے سامنے ماہر رکا۔ وہاں پہلے ہی سوٹ میں ملبوس دو آدمی کھڑے تھے۔ ایک نے تیزی سے اس کا بیگ لے لیا۔

تب ہی اس کی نگاہ دروازے کی تختی پہ پڑی۔ دل دھک سے رہ گیا۔

فرید لار۔

چونک کے اسے دیکھا۔ وہ کوڈ پنچ کر رہا تھا۔ دروازہ کلک سے کھل گیا۔

ماہر ایک طرف ہٹا اور اسے اندر جانے کا اشارہ کیا۔

"میرے گھر میں خوش آمدید۔"

کشمالہ مبین نے بے یقینی سے اسے دیکھا۔ پھر گھر کے دروازے کو۔

وہ اسے اپنے گھر لے آیا تھا؟ کیا سوچ کے؟ اس کا دماغ ایک دم بھک سے اڑ گیا تھا۔

"مالا؟ "وہ اسے چلنے کے لیے کہہ رہا تھا۔ وہ سر کو خم دیتی آگے بڑھی۔

ایک روشن کاریڈور سامنے تھا۔ لیونڈر کی خوشبو نتھنوں سے ٹکرائی۔ وہ اندر داخل ہوئی۔ اس کی سیاہ kitten heels کی ٹھک ٹھک سنائی دینے لگی۔

(کیا وہ اسے یہاں رہنے کو کہنا چاہتا تھا؟ اس کا دماغ درست تھا؟)

وہ اس کے ساتھ اندر نہیں آیا تھا۔ وہ پیچھے مڑ کے نہ دیکھ سکی۔ دروازہ بند ہو گیا۔ شل ذہن کے ساتھ وہ لونگ روم تک پہنچی۔

وہ سیاہ سفید ساڈپلیکس (دومنزلہ) اپارٹمنٹ تھا۔ اونچے سیاہ پردے سمٹے ہوئے تھے اور سفید شفون کے پردے کھڑکیوں کے آگے برابر تھے۔ سیاہ ایل شیپ صوفہ۔ سیاہ، سفید اور سرمئی سا اوپن کچن۔ اس بلیک اینڈ وائٹ منظر نامے میں رنگین شے صرف ایک پستہ قد ہاؤس کیپر تھی جو اس کی طرف بڑھی اور خوش اخلاقی سے اپنی زبان میں کچھ

کہنے لگی۔اس نے ہلکا سا سر ہلایا۔سمجھ میں کچھ نہ آیا۔

دوسری رنگین شے ایک اسٹینڈ پہ جما چوکھٹا فریم تھا۔اس پہ کچھ بنا ہوا تھا۔ساتھ ٹرالی میں رنگین دھاگے رکھے تھے۔ہاؤس کیپر اب اس کو بیٹھنے کے لیے کہہ رہی تھی۔اسے مینٹل شیلف کے ساتھ رکھی ونگ چیئرز دکھائی دیں۔وہ جوتوں سے چلتی ایک چیئر تک آئی۔اور غیر آرام دہ انداز میں اس پر بیٹھی۔

(اس کا دماغ درست تھا؟)

ایک سنہری کتا نہ جانے کہاں سے زینے پھلانگتا نیچے آیا۔پہلے لاؤنج کے کنارے کھڑے ہو کے خوب بھونکا۔پھر دیکھا کہ وہ متوجہ نہیں ہے تو چپ چاپ کھڑکی کے ساتھ لمبا لیٹ گیا اور تھوڑی زمین پر رکھ لی۔

وہ بالکل الجھی ہوئی سی بیٹھی تھی۔اس نے نہیں دیکھا ہلال کب اپنے کمرے سے نکلی ہے، کب ناپ تول کے قدم رکھتی وہاں تک آئی ہے۔اس نے ہاؤس کیپر کی آواز سنی۔وہ ہلال کو کچھ بتا رہی تھی۔ہلال سنے بغیر صوفے تک آئی۔صوفہ شال اٹھا کے عجلت میں ٹپسٹری کے اوپر پھیلانے لگی یہاں تک کہ وہ ڈھک گئی۔

مالا تب چونکی جب ہلال اس کے قریب آ چکی تھی۔

" کیسی ہو، مالا؟ "ہلال اس کے گلے سے لگ کے علیحدہ ہوئی۔بھوری آنکھیں مالا کے پیچھے کسی غیر مرئی نقطے پہ جمی تھیں۔

"ٹھ... ٹھیک۔سب ٹھیک۔"

"تم پریشان ہو، مالا۔ریلیکس۔تم یہاں محفوظ ہو۔فیضی خانم.. مالا کے لیے پانی لائیں۔ "وہ اسی نرمی اور سکون سے کہہ رہی تھی۔اس کا ہاتھ پکڑ کے وہ اس کے قدموں کے قریب کشن کے سہارے بیٹھ گئی۔

" تھینکس۔ "وہ پھیکا سا مسکرائی۔پہلو بدلا۔

ذہن جاگنے لگا۔سیاہ سفید اپارٹمنٹ۔کچھ یاد آیا تھا۔لاہور میں... جب وہ کیف کے پیچھے گئی تھی...اس کے اپارٹمنٹ....وہ بھی انہی دو رنگوں میں آراستہ تھا۔وہ انہی رنگوں کے کپڑے عموماً پہنتا تھا۔کیا اسے یہی دو رنگ پسند تھے؟

پھر پرپل کیوں؟

آہٹ پہ وہ چونکی۔ماہر اب اندر آیا تھا۔جرابوں سے چلتا ہوا وہ لاؤنج کے دہانے پہ رکا۔

وہ سامنے ونگ چیئر پر بیٹھی تھی۔پیروں میں جوتے تھے۔ماہر نے بے اختیار فیضی خانم کو دیکھا جو ان جوتوں کو ہی

دیکھ رہی تھیں۔ ماہر کے دیکھنے پہ جھینپ کے کچن کی طرف چلی گئیں۔

"ماہر.... یہ تمہارا گھر ہے؟ "وہ بے چین سی کرسی کے بالکل کنارے پر بیٹھی تھی۔ جیسے بھاگ جانے کو تیار۔

"So basically...."وہ ساتھ والی ونگ چیئر پر بیٹھا۔"میں چاہتا ہوں کہ تم یہیں رہو۔ دروازے پہ میرے گارڈز ہیں۔ عمارت سیکیور ہے۔ اور تم میری نظروں کے سامنے ہوگی۔"

کشمالہ نے بے یقینی سے پلکیں دو بار جھپکائیں۔ (اس کا دماغ درست تھا؟)

"ادھر؟ تمہارے گھر میں؟ "انگلی سے زمین کی طرف اشارہ کیا۔

"میرے گھر میں نہیں۔ ساتھ والے اپارٹمنٹ میں۔ "اس نے پیشانی چھوئی۔"نیکسٹ ڈور کی بات کر رہا ہوں۔"

"اوہ... "اس کے تنے اعصاب ایک دم سے ڈھیلے ہوئے۔

"وہ بھی ہمارا ہی ہے۔ اسی کا ٹوئن اپارٹمنٹ ہے اور ڈپلیکس ہے۔ basic سا فرنیچر ہے اس میں۔ ہم نے رینٹ پہ چڑھانے کے لیے لیا تھا۔ ابھی خالی ہے۔ بس دو ماہ کی بات ہے۔ تم آرام سے وہاں رہو... "ہاتھ اٹھا کے اسے بولنے سے روکا۔ "یہ مت کہنا تم رینٹ ادا کرو گی۔ تم اس کو افورڈ نہیں کر سکتیں۔ "

مالا کے لب بھنچ گئے۔ آنکھیں چھوٹی کر کے اسے گھورا۔

"میں کرایہ دوں گی بھی نہیں کیونکہ میں اپنی مرضی سے یہاں نہیں آئی۔"

" گڈ۔ اردل تمہارا سامان اور پودے لے آئے گا۔ تمہیں گروسری میں جو چاہیے ہو فیضی خانم (کچن میں کام کرتی روبوٹ نما عورت کی طرف اشارہ کیا) سے لے سکتی ہو۔"

اس کے سینے میں ایک عجیب سا احساس اٹھا۔ (ٹھنڈا کنٹینر۔ بند دروازہ۔)

"میں قید ہوں کیا؟"

ماہر کے تاثرات نرم ہوئے۔

"میں تمہیں قید کیوں کروں گا؟ تم جب اور جہاں چاہے آ جا سکتی ہو۔ بس احتیاط سے۔ باقی یہاں رہنے سے تمہاری حفاظت پہلے سے بہتر ہوگی اور مجھے سکون رہے گا کہ تم محفوظ ہو۔ کیا تم مجھ پہ بھروسہ کر کے یہاں رہ سکتی ہو؟"

وہ آگے کو جھکا اس کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا۔

اس کے چہرے کی لکیریں ڈھیلی پڑیں۔ وہ اس کی حفاظت چاہتا تھا۔ وہ اس کو اپنا اتنا قیمتی اپارٹمنٹ دے رہا تھا

کیونکہ اسے اس کا خیال تھا۔اسے اس کی نیت پہ شک نہیں کرنا چاہیے۔

اس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ماہر فرید کے احسانات بڑھتے جا رہے تھے۔

"مالا؟ "بیربل کی آواز پہ وہ چونکی۔وہ ابھی کمرے سے باہر نکلا تھا۔اسے دیکھ کے خوشگوار حیرت چہرے پہ آئی۔

"مالا آج ڈنر ہمارے ساتھ کرے گی۔ "ماہر اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"بہت اچھا۔ "بیربل نے پہلے مالا کے جوتوں کو دیکھا۔پھر وِنگ چیئر کو۔پھر واپس ماہر کو۔ہلکی سی مسکراہٹ چہرے پہ عود آئی۔ابرو اٹھایا۔

"اچھا لگا تمہیں یہاں بیٹھے دیکھ کے،مالا۔ "مسکرا کے اونچا سا بولا۔پھر باہر کی طرف جاتے ماہر کے پیچھے لپکا۔

"مجھے تم سے بات کرنی..."

"میں ابھی کام سے جا رہا ہوں۔ڈنر پہ ملاقات ہوگی۔ "وہ سنے بنا آگے بڑھ گیا۔اس کا رخ کمرے کی جانب تھا۔

بیربل نے سوچتی نظروں سے مالا کو دیکھا۔

"یہ زیادہ بہتر ہے۔اب ڈنر پہ بات ہوگی۔تم ہوگی نا؟ "قدرے امید سے اسے دیکھا۔مالا کے سامنے ماہر خود پہ قابو رکھ لے گا۔

وہ تکان سے مسکرا دی۔وہ تھک گئی تھی۔زیاد سے ملاقات،پیکنگ،ذہنی الجھن۔

بیربل کے چہرے پہ تھکی ہوئی پھیکی سی مسکراہٹ در آئی۔

ماہر کے باہر آنے تک بیربل جا چکا تھا۔اس نے تادیبی نظروں سے ماہر کو دیکھا۔

"کیا تم نے ابھی تک اس سے بات نہیں کی؟"

"بات کر کے اس کے لیے اعتراف آسان کر دوں؟ "آستین پیچھے موڑتے ہوئے ابرو اٹھایا۔

مالا نے افسوس سے نفی میں سر ہلایا۔

"تم کیوں اس کے ساتھ..."

"دیکھو اور سیکھو۔ "مسکرا کے وہ آگے بڑھ گیا۔گزرتے ہوئے ہلال کے بالوں پر ہاتھ پھیرا جو خاموشی سے وہاں بیٹھی تھی۔یوں جیسے اس محفل کا حصہ نہ ہو۔

جب فیضی خانم مالا کے ساتھ اس کا سامان سیٹ کرنے وہاں سے چلی گئیں تو ہلال اٹھی اور بدقت ٹیپسٹری کو

اسٹینڈ سے اتارنے کی کوشش کرنے لگی۔مگر وہ بنا آنکھوں کے ان پیچ وخم کو نہیں دیکھ سکتی جوان دونوں کو آپس میں جوڑے ہوئے تھے۔تھک کے اس نے اسے چھوڑ دیا۔اور اس کو ڈھانکی ہوئی شال کی گرہیں لگانے لگی تاکہ وہ ہوا سے پھسل نہ جائے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وین کوور میں دو ہی موسم ہوتے تھے۔سرما کا موسم اور کنسٹرکشن کا موسم۔

صد شکر کہ نومبر کی آمد سے بہت پہلے ہی کنسٹرکشن سیزن ختم ہو چکا تھا۔اور ماہ بینہ مبین کے سفید اجلے اجلے سے گھر کے باہر ٹھنڈی سی خزاں اپنے خوبصورت رنگ بکھیرے ہوئے تھی۔جگہ جگہ گھروں کے باغیچوں میں نارنجی حلوہ کدو رکھے تھے۔خزاں حلوہ کدو (pumpkins) کا موسم تھا۔اور ماہی اس وقت کچن میں کھڑی pumpkin spice کے ساتھ ایک گرم ڈرنک بنا رہی تھی۔بچوں کے کمرے سے ان کے بولنے اور کارز سے کھیلنے کی آوازیں آرہی تھیں۔کاؤنٹر پر ان کا بچا ہوا کھانا رکھا تھا جو اب اسے ہی کھانا تھا کیونکہ ماں کا معدہ ہوتا ہی ڈسٹ بن ہے۔اس کو ختم کرنے کے ساتھ ساتھ ڈرنک بن گیا تھا۔

یہ وقت تھا جو جاب اور بچوں کے کاموں میں الجھی ماہی کو قدرے فارغ ملتا تھا۔

گرما گرم ڈرنک اس نے مگ میں انڈیلی۔آنکھیں بند کر کے اس کو سونگھا۔واہ۔

پھر وہ کھڑکی کے ساتھ رکھی آرام دہ کرسی پہ آ گئی۔کتاب اٹھا کے گود میں رکھی۔شال ٹانگوں پر ڈالی اور پیر اوتومن پر رکھے۔مگ اور کتاب کو ساتھ ساتھ رکھ کے تصویر کھینچی۔مگ ایک طرف رکھا اور چند منٹ فلٹر اور میوزک سیٹ کر کے اسٹوری پوسٹ کی۔پھر ایک گھونٹ بھرا۔واہ۔شاندار۔

باہر خزاں کے زرد نارنجی رنگ بکھرے تھے اور سامنے کتاب کھلی تھی۔سائیڈ ٹیبل پر رکھے مگ سے بھاپ اُڑ رہی تھی۔بچے مصروف تھے۔آج کے کام مکمل تھے۔یہ ایک آئیڈیل دن تھا۔

زندگی خوبصورت تھی۔

اس نے مسکرا کے کتاب سامنے کی۔ابھی ڈھائی صفحے ہی پڑھے تھے کہ.....

اچانک سے....

کچھ زور سے کھڑکی پہ آن گرا۔

وہ ڈر کے اچھلی۔کتاب چھوٹ گئی۔مگ اوندھا ہو گیا۔

کھڑکی کے شیشے پر خون کی دھاریں تھیں۔

جیسے کسی نے خون سے بھرا جگ وہاں انڈیل دیا ہو۔

ماہی نے چیخ روکنے کے لیے منہ پہ ہاتھ رکھ دیا۔

مگ سے بہتا ڈرنک کارپٹ کو بھگو چکا تھا۔اور وہ خوفزدہ سی کھڑی بے یقینی سے سرخ شیشے پہ دیکھ رہی تھی۔ بوندیں ٹپ ٹپ کے نیچے جارہی تھیں اور باہر فرش میں جذب ہو رہی تھیں۔

ماہ بینہ کی ٹانگوں سے جان نچڑنے لگی۔

اتنے برس بعد..... کیا پھر سے؟

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

کشمالہ مبین کا نیا اپارٹمنٹ فریدلار کی نقل تھا۔وہی آرکیٹیکچر ۔ ویسی ہی کمروں کی ترتیب۔درمیان میں سیڑھیاں۔البتہ رنگ اور فرنیچر بالکل مختلف تھے۔ جہاں فریدلار سیاہ سفید رنگوں سے پر تعیش انداز میں سجایا گیا تھا، وہاں اس اپارٹمنٹ میں نام کے سفید پردے تھے اور واجبی سا آئیکیا کا فرنیچر۔صرف ایک بیڈروم فرنیشڈ تھا۔باقی خالی خالی تھا۔البتہ فریدلار کی نسبت یہاں روشنی زیادہ تھی۔کھلا۔ہوادار۔اردل شام میں اس کے پودے لے آیا تو انہوں نے سارے میں سبز رنگ بھر دیا۔

البتہ اس اپارٹمنٹ کی فضا میں ماہر فرید کے بڑھتے ہوئے احسانات کا بوجھ بھی تھا جس کے باعث وہ چند منٹ بعد ہی برا محسوس کرنے لگی تھی۔

اسے عبدالمالک فرید کی نگاہیں اور ان میں پنہاں تشویش یاد آئی۔کیا وہ اپنی حفاظت کے لیے ماہر کو غیر محفوظ کر رہی تھی؟

مگر وہ اور کیا کرتی؟ایک ہائپر انڈیپینڈنٹ (شدید خود مختار) عورت کی طرح اتنے برس اپنا خیال خود رکھ رکھ کے اب وہ تھکنے لگی تھی۔کم از کم کوئی تھا جسے اس کی حفاظت کا خیال تھا۔

یہ وہ پہلا فیملی ڈنر نہیں تھا جس میں ماہر اور وہ ایک میز پہ بیٹھے تھے۔اسے معید کی شادی سے پہلے والا ڈنر یاد آیا۔البتہ امید تھی کہ آج کا ڈنر آکورڈ نہیں ہوگا۔

ڈنر ڈائننگ ہال میں سجایا گیا تھا۔ یہ ہال لونگ روم کا دوسرا حصہ ہی تھا، البتہ درمیان میں سیڑھیوں کی وجہ سے یہ دکھائی نہ دیتا تھا۔ یہاں کھڑکی نہ تھی۔ بس دیوار گیر آئینہ لگا تھا جس میں مالا کو ایک دوسری ڈائننگ ٹیبل اور اس پہ براجمان تین افراد دکھائی دے رہے تھے۔ ایک سیاہ لانگ ڈریس میں بیٹھی سبز آنکھوں والی لڑکی جس کے بال بندھے تھے اور کانوں میں ننھے موتی تھی۔ ایک مقابل بیٹھی گھنگریالے بالوں اور جھکے سر والی لڑکی۔ اور ایک سربراہی کرسی پر براجمان سیاہ شرٹ اور پینٹس والا آدمی جو مسلسل اپنے فون پہ لگا تھا۔

اس ڈنر کی چوتھی شریک خاموشی تھی۔ وہ خاموشی جس سے وہ بیربل کے منتظر تھے۔

بیربل کی جگہ ہلال کے ساتھ تھی۔ اس پہ چارجر، پلیٹس، کٹلری، نیپکن سب بچھا تھا۔

فیضی خانم کچن میں خاموشی سے منتظر تھیں۔ کب وہ آئے۔ کب سروس شروع ہو۔

یہ خاموشی چند لمحے بعد مالا کو مزید بوجھل محسوس کروانے لگی۔ شاید اسے ماہر کے فیملی ڈنر پہ نہیں ہونا چاہیے تھا۔ کچھ غیر آرام دہ سا تھا اس میز پہ۔ شاید وہ خود کو چھوٹا محسوس کر رہی تھی۔ وہ پولیس والے معاملات میں اس کی مدد کر رہا تھا۔ اب اس نے اسے اپنا اپارٹمنٹ دے دیا تھا۔ اس کے احسان بڑھتے جا رہے تھے۔ شاید اسے اپارٹمنٹ لینا ہی نہیں چاہیے تھا۔

"تمہارا سامان آ گیا؟" ماہر نے کلائی پہ بندھی گھڑی دیکھی۔ پھر واپس موبائل اسکرین کو۔

وہ بدقت مسکرائی۔ "ہوں۔ سب آ گیا۔"

خاموشی پھر سے چھا گئی۔ ہلال سر جھکائے پلیٹ پر انگلی پھیر رہی تھی۔ جیسے کچھ ان دیکھا سا لکھ رہی ہو۔ طویل میز کے وسط میں پھول رکھے تھے اور اونچی موم بتیاں جل رہی تھیں۔

بالآخر بیرونی دروازہ کھلنے کی آواز آئی تو اس نے جیسے سکون کا سانس لیا۔ جوتوں کی آوازیں۔ بیربل جوتے اتار رہا تھا۔ ہیلز کی ٹک ٹک۔ وہ چونکی۔ بے اختیار ماہر کو دیکھا۔

اس نے بالآخر اپنا موبائل ایک طرف رکھ دیا تھا۔

قدم لاؤنج عبور کر کے اس طرف آتے سنائی دے رہے تھے۔ مالا کمر سیدھی رکھے چوکنی سی بیٹھی تھی۔

پہلے بیربل کا چہرہ دکھائی دیا۔

"آؤ، بیربل۔" ماہر فرصت سے ان کی طرف متوجہ تھا۔

"شام بخیر۔ مجھے آپ لوگوں کو کچھ بتانا ہے۔" وہ ماہر کے مقابل سربراہی کرسی کے پیچھے جا رکا۔ "میں کافی دن

سے ایک بات کرنا چاہ رہا تھا لیکن تم سننا نہیں چاہتے تھے۔ جس سے مجھے اندازہ ہو گیا کہ تم جانتے ہو۔ اس لیے... اب یہ سرپرائز نہیں رہا۔" اب وہ ماہر کو دیکھ رہا تھا۔ تھوک نگلتا۔ رک رک کے کہتا ہوا۔

"میں تم سے سننا چاہتا ہوں۔"

مالا نے بیربل سے نگاہ ہٹا کے ماہر کو دیکھا۔ اس کا چہرہ سنجیدہ اور سپاٹ تھا۔ پھر واپس بیربل کو۔ وہ کرسی کی پشت کو دونوں ہاتھوں سے پکڑے ہوئے بار بار ہونٹوں پر زبان پھیر رہا تھا۔

"میں نے شادی کر لی ہے۔"

"واٹ؟" ہلال نے چونک کے چہرہ اٹھایا۔ ناسمجھی کی لکیریں ماتھے پہ ابھریں۔ صرف وہی ناواقف تھی۔

"اور تم اسے جانتے ہو۔" اس نے گردن موڑ کے کسی کو اشارہ کیا۔ ہیل کی ٹک ٹک قریب آنے لگی۔

"بالکل۔ میں اسے جانتا ہوں۔ لیکن کیا تم اس کو جانتے ہو، بی؟"

مالا نے دیوار گیر آئینے کو دیکھا تاکہ اسے گردن موڑنے کی ضرورت نہ ہو۔ آئینے کے کونے سے وہ آتی دکھائی دے رہی تھی۔

کندھوں تک آتے بھورے بالوں والی لڑکی۔ پوری آستین کا سفید فٹڈ ڈریس پہنے جو جو پنڈلیوں کے درمیان میں ختم ہوتا تھا۔ کانوں میں سنہرے ٹاپس۔ کہنی پہ ایک مٹیلک برکن بیگ جس کے لیے چند دن پہلے اس کی کلائنٹ اور تنکوئے کی مسجد کے سامنے رو رہی تھی۔ اب وہ بیربل کے ساتھ آ کھڑی ہوئی تھی۔ مالا نے آئینے سے نگاہ ہٹا کے اس کے اصلی وجود کو دیکھا۔ اس کی انگلیوں میں بہت سی انگوٹھیاں تھیں۔ ایک میں تین کیرٹ کا ڈائمنڈ واضح دمک رہا تھا۔

ان سب کو اپنی طرف دیکھتے پایا تو سادگی سے مسکرائی۔

"سوزین۔" سر کے خم سے تعارف کروایا۔

"سوزی اور میں نے شادی کر لی ہے۔" وہ ساتھ آ کھڑی ہوئی تو بیربل نے کرسی کا کنارہ چھوڑ دیا۔ گردن قدرے تن گئی۔

مالا کی نگاہیں کورٹ میں دائیں بائیں جاتی ٹینس بال کی طرح ان دونوں سے ماہر کی طرف اٹھ گئیں۔ وہ پیچھے کو ٹیک لگائے بالکل سنجیدہ بیٹھا تھا۔

"کب؟"

"پانچ دن پہلے۔ ہم نے اچانک سے فیصلہ کیا۔ spur of the moment۔ ہمیں لگا یہ ہمارے لیے ٹھیک ہے۔ "وہ کہہ رہا تھا۔ پھر رکا۔ مالا کو دیکھا۔

"سوزی... سوزین... ماہر کی وکیل تھی۔ اس نے ماہر کا کیس لڑا تھا اور اس کو جیل سے نکالا تھا۔ وہ کیس جس میں..." وہ ہچکچایا۔ "زیاد نے اسے پھنسایا تھا۔"

"یاد کروانے کے لیے شکریہ۔ "وہ جبراً مسکرائی۔ سوزی کو سر کے خم سے سلام کہا۔ وہ بھی دوستانہ انداز میں مسکرائی۔ پھر واپس ماہر کو دیکھا۔

"جانتی ہوں آپ لوگ خفا ہوں گے کہ ہم نے آپ کو نہیں بتایا۔"

" کیوں نہیں بتایا، بیربل بھائی؟ "ہلال ابھی تک پریشان بیٹھی تھی۔ بیربل کے چہرے پہ ملال ابھرا۔

" آئی ایم سوری۔ مگر ہم نے وہ کیا جو ہمیں اپنے لیے بہتر لگا۔ سوری ہلال۔ "واپس ماہر کو دیکھا۔ "سوری ماہر۔"

ماہر اسے نہیں دیکھ رہا تھا۔ وہ آنکھوں کی پتلیاں سکوڑے صرف سوزی کو دیکھ رہا تھا۔

"ماہر بے... "وہ کھنکھاری۔ "مجھے اندازہ ہے کہ آپ کو بیربل اور میرے فیصلے سے افسوس ہوا ہوگا..."

"درست اندازہ ہے۔"

"اور یہ بھی کہ آپ بیربل کی چوائس پہ بھروسہ نہیں کرتے۔ کیونکہ ماضی میں بیربل کے ساتھ ایسے واقعات ہو چکے ہیں۔ میں اور بی ایک عرصہ دوست رہے ہیں، سو میں جانتی ہوں کہ اس کی زندگی میں..."

" آگے بولو۔ "اس نے ہاتھ کو گھمایا۔ جلدی کا اشارہ کیا۔ سوزی کے چہرے کی جوت بجھ گئی لیکن وہ جلدی جلدی کہنے لگی۔

"میرا مطلب ہے.... آپ کو یقیناً کچھ خدشات ہوں گے۔ سو آپ کی تسلی کے لیے کچھ بتانا چاہتی ہوں۔ "وہ اسی نرمی سے کہہ رہی تھی۔ ماہر کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے۔

"میں نے اور بیربل نے ایک پری نپ سائن کیا ہے۔"

(پری نپچوئل اگیریمنٹ اس معاہدے کو کہتے ہیں جو شادی سے پہلے میاں بیوی سائن کرتے ہیں جس کے مطابق طلاق کی صورت میں دونوں ایک دوسرے کی دولت یا جائیداد میں حصے دار نہیں بن سکتے۔ یہ عموماً تب سائن کیے جاتے ہیں جب دونوں میں سے کم از کم ایک فرد بے تحاشا دولت کا مالک ہو۔)

مالا کی آنکھیں واپس ماہر تک آئیں۔ اس کے چہرے کی لکیروں میں فرق نہیں آیا تھا۔

"اس پری نپ کی کاپی میں آپ کو ای میل کر دوں گی۔آپ اپنی تسلی کر لیں۔میں نے بیربل سے شادی ایک گھر بنانے کے لیے کی ہے۔اس کی دولت میں حصہ دار بننے کے لیے نہیں۔ "پھر اس نے چہرہ موڑ کے بیربل کو دیکھا۔آنکھوں میں نرمی تھی۔

"وہ چیزیں جن کی وجہ سے عورتیں بیربل کے پیچھے بھاگتی ہیں، میں وہ چیزیں بچپن سے دیکھتی آ رہی ہوں۔" واپس ماہر کو دیکھا اور جیسے اداسی سے مسکرائی۔"یہ بیگز، یہ جواہرات، یہ گھر اور لگژری تعطیلات، یہ میرے لیے نیا نہیں ہے۔میرا اپنا سوشل سرکل ہے۔ایک کامیاب کیریئر ہے۔مگر میری زندگی میں صرف ایک چیز کی کمی تھی۔" ساتھ کھڑے بیربل کا ہاتھ تھاما۔ "Companionship کی کمی۔اس کی تلاش میں، میں بہت سے لوگوں سے ملی ہوں۔بیربل سے امیر۔بیربل سے کم پیسے والے۔مگر پیسہ میرے لیے اہم نہیں ہے کیونکہ میں یہ خود کما سکتی ہوں۔لیکن بیربل وہ واحد شخص ہے جو مجھے سمجھتا ہے۔جس کے ساتھ میں نے خود کو اتنا seen اور heard محسوس کیا ہے۔"

اس کی مسکراتی آنکھوں میں گلابی نمی ابھری۔

"اسی لیے جب اس نے مجھے پروپوز کیا تو میں نے ہاں کر دی۔اور ہم نے فوراً شادی کر لی۔کچھ سوچا نہیں۔کچھ دیکھا نہیں۔"

"سوائے پری نپ کے۔"

سوزی نے گہری سانس لی۔"میں وکیل ہوں، ماہر بے۔دس منٹ میں معاہدہ بنوا سکتی ہوں۔کیونکہ میں نہیں چاہتی تھی کہ آپ مجھے لالچی عورتوں کی کیٹگری میں ڈالیں۔ہم نے پیسے کو پہلے دن سے ہی اپنے تعلق سے نکال لیا ہے۔آپ نے میرے ساتھ کام کیا ہے۔آپ مجھے جانتے ہیں۔میں ان چیزوں کے پیچھے نہیں بھاگتی جن کے پیچھے دوسری عورتیں بھاگتی ہیں۔میں ورکنگ وومن ہوں۔اپنی محنت سے اپنی لگژریز افورڈ کر سکتی ہوں۔بیربل اپنا کام کرے گا اور میں اپنا کام۔ہم اپنی زندگی شیئر کریں گے اور ایک دوسرے کے ساتھی بنیں گے۔لیکن ہم پیسے شیئر نہیں کریں گے۔یہ ہمارا پہلے دن سے معاہدہ ہے۔"

ماہر بالکل خاموشی سے سن رہا تھا۔وہ خاموش ہوئی تو ہال میں سناٹا چھا گیا۔

"کیا آپ ہم سے ناراض ہونے کی بجائے ہمیں اپنی blessings (دعا) دے سکتے ہیں؟"

وہ دونوں آنکھوں میں فکرمندی اور امید لیے سامنے کھڑے تھے۔

"اور تمہارے گھر والوں کی blessings؟ "

سوزی کے چہرے پہ پھیکی سی مسکراہٹ ابھری۔"ماں ناراض ہیں۔ میں نے انہیں آج بتایا ہے۔ وہ امریکہ میں ہیں اور فی الحال میری کالز نہیں لے رہیں۔ "اس کی آنکھوں کے کنارے بھیگنے لگے لیکن اس نے جیسے آنسو نگل لیے۔"مجھے احساس ہے کہ ہم سے غلطی ہوئی ہے۔ ہم نے اپنے لیے ایک فیصلہ لے کر کچھ غلط نہیں کیا۔ لیکن آپ لوگوں کو اعتماد میں نہ لے کر غلط کیا ہے۔ اگر آپ اس فیصلے کو قبول کر لیں تو وہ بھی ٹھیک ہو جائیں گی۔ "وہ رکی۔ پھر دہرایا۔"وہ میری ماں ہیں۔ مجھے ان کو منانے کے لیے بھی آپ کی مدد چاہیے۔"

مالا کے دل کو کچھ ہوا۔ اس نے بے اختیار ماہر کی طرف گردن موڑی۔

ماہر کے تاثرات نہیں بدلے تھے۔

"میرے پاس قبول کرنے کے سوا کیا آپشن ہے، سوزین خانم؟ فیصلہ تم لوگ کر چکے ہو۔ میں صرف اتنا کر سکتا ہوں کہ .... فیضی خانم... "زور سے آواز دی۔ بیربل اور سوزی کا سانس رک گیا۔

فیضی خانم بھاگتی ہوئی آئیں۔ قدرے ڈر کے اسے دیکھا۔

" آپ سوزین خانم کے برتن لگا دیں۔ وہ آج سے اس گھر کی ممبر ہیں۔"

سنجیدگی سے کہتے ہوئے اس نے کرسی کی طرف اشارہ کیا۔

سوزین مسکرا دی۔ بے اختیار بیربل کو دیکھا۔ وہ بھی نروس سا مسکرایا۔ البتہ کرسی پر بیٹھنے اور برتن لگنے تک وہ بار بار پریشانی سے ماہر کو دیکھتا تھا جو اب گود میں نیپکن بچھا رہا تھا۔

کھانا خاموشی سے سرو ہوا۔ خاموشی سے کھایا جانے لگا۔ اسے اپنا آپ بس ایک تماشائی لگ رہا تھا۔ ماہر نے اسے کیوں بلایا؟ بیربل تو چاہتا تھا کہ وہ موجود ہوتا کہ اس کی بے عزتی نہ کی جائے۔ وہ بے دلی سے کھانے لگی۔ البتہ دیکھ سکتی تھی کہ بیربل اور سوزین نے تھوڑا تھوڑا کھایا ہے۔ ڈائننگ ہال کی فضا ابھی تک تناؤ سے بھری تھی۔ ماہر نے یہی الفاظ اگر خوشدلی سے مسکرا کے کہے ہوتے تو وہ سب ریلیکسڈ ہوتے۔ لیکن نہیں۔ کلاسک ماہر فرید۔

"ہم کل ہنی مون کے لیے نکل رہے ہیں۔ "بیربل نے کھانے کے اختتام پہ اطلاع دی۔

" کہاں جاؤ گے تم لوگ؟ "وہ مسکرا کے گفتگو میں شریک ہوئی۔ شاید ماحول کا تناؤ کم ہو۔

"مونٹینیگرو۔"وہ قدرے جوش سے بتانے لگا۔"ابھی تک ہم ہوٹل میں تھے۔ وہیں سے ایئرپورٹ جائیں گے۔ مگر صرف چار دن کے لیے کیونکہ پھر... (سوزی کو دیکھا۔ محبت اور فخر سے)... سوزی کی ایک اہم عدالتی

سماعت ہے۔"

"زیادہ دن کام سے آف بھی نہیں لے سکتی نا۔ "وہ مسکرائی۔

بیر بل نے بات جاری رکھی۔"واپس آ کے پھر ہم..."

"جو بھی کرنا ہے کرو۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ "وہ کانٹے میں پاستا کا ٹکڑا پھنساتا اسی اکتاہٹ سے بولا تھا۔ میز پہ ایک دفعہ پھر سے سناٹا چھا گیا۔ پھر ماہر نے چہرہ اٹھایا۔

"جب میں نے کہا کہ میں تمہارے فیصلے کو قبول کر چکا ہوں تو کر چکا ہوں۔ "پھر انہی نظروں سے سوزی کو دیکھا۔" قاسم فرید کے گھر میں خوش آمدید۔ اس گھر کو اپنا سمجھو۔ فیضی حانم ککنگ کرتی ہیں۔ تم ان سے اپنی مرضی کا جو بھی بنوانا چاہو بنوا سکتی ہو۔" پھر اطراف میں دیکھا۔"اس گھر کا انٹیریئر میں نے بنایا ہے۔ لیکن تم چاہو تو تبدیلیاں کر سکتی ہو۔ جیسے چاہو رہو۔ میری طرف سے کوئی مداخلت نہیں ہو گی۔"

"نہیں، ماہر۔ اٹس اوکے۔ "بیر بل نے بے اختیار بات کاٹی۔

"اب ہمیں اپنی الگ جگہ پہ شفٹ ہو جانا چاہیے۔ "اس کا انداز نارمل تھا کہ یہی اس شہر کا اصول تھا۔ شادی شدہ جوڑے کو جلد از جلد اپنی خود مختار جگہ چاہیے ہوتی تھی۔

ہلال نے چونک کے سر اٹھایا۔" آپ... یہاں سے چلے جائیں گے؟"

"دور نہیں۔ "بیر بل مسکرایا۔"ساتھ والے اپارٹمنٹ میں۔"

کشمالہ مبین نے بہت آہستہ سے چمچ کانٹا نیچے رکھا اور نگاہیں اٹھا کے ماہر کو دیکھا۔

اسے بالآخر سمجھ میں آ گیا تھا کہ وہ یہاں کیا کر رہی تھی۔

"ساتھ والے اپارٹمنٹ میں؟ "ماہر نے ناسمجھی سے بیر بل کو دیکھا۔

"ہاں۔ وہ بھی تو ہمارا ہی ہے۔ یوں ہم قریب بھی رہیں گے اور ہماری اپنی space بھی ہو گی۔"

ایک ابال سا مالا کے سینے میں اٹھا۔ مگر ابھی اسے ضبط کرنا تھا۔

" مگر وہ تو میں نے مالا کو دے دیا ہے۔"

بیر بل اور سوزی نے چونک کے مالا کو دیکھا۔ وہ صرف ماہر کو دیکھ رہی تھی۔ لب بھینچے۔ ضبط کیے۔ آنکھوں میں چنگاریاں لیے۔

"مالا کو؟"

"ہاں مالا کو۔اس کا ایکس ہزبنڈ واپس آ گیا ہے شہر میں۔اسے ایک محفوظ جگہ چاہیے تھی۔میں اسے بلت میں نہیں چھوڑ سکتا۔ "ماہر کے تاثرات بگڑے۔"اگر تم فیصلہ لینے سے پہلے مجھے بتا دیتے تو میں یہ نہ کرتا۔لیکن تم نے مجھے اس قابل نہیں سمجھا تو میں کیا کر سکتا ہوں۔"

کشمالہ بہت سے جذبات حلق سے نیچے دھکیلے بدقت کھنکھاری۔"میری وجہ سے آپ..."

"ہم بھائی بات کر رہے ہیں۔ہمیں بات کرنے دو۔ "ہاتھ اٹھا کے روکا۔"میں نے دو مہینے بعد ویسے بھی لندن چلے جانا ہے۔مالا بھی ایک دو ماہ تک چلی جائے گی۔دونوں اپارٹمنٹ تمہارے ہوں گے۔تب تک یہیں رہو یا کہیں اور شفٹ ہو جاؤ۔تمہاری مرضی ہے۔ "وہ رکا۔تاثرات مزید برہم ہوئے۔"اب میں مالا کا سامان یہاں سے اٹھوا تو نہیں..."

"نہیں نہیں۔"

"بالکل بھی نہیں۔"

بیربل اور سوزی ایک ساتھ بولے تھے۔نفی میں سر ہلاتے۔فکرمندی سے۔

"مالا،تم آرام سے وہاں رہو۔یہ میرا ہی گھر ہے۔ڈونٹ وری۔"

"جی۔ویسے بھی اچھا ہے نا۔مجھے تو ماہر اور ہلال کے ساتھ رہنا زیادہ اچھا لگے گا۔ایک فیملی کی طرح۔ "سوزی نے کہتے ہوئے بہت امید سے ماہر کو دیکھا۔مگر وہاں کوئی فرق نہیں آیا تھا۔

" گڈ۔بات ختم۔ "وہ واپس اپنی پلیٹ پہ جھک گیا۔اب صرف ماہر فرید کے چمچ کانٹے کی آواز آ رہی تھی۔

وہ دونوں معذرت کر کے جلد ہی اٹھ گئے۔انہیں ہوٹل جا کے پیکنگ کرنی تھی۔ان کے جانے کے بعد ہلال بھی اسی خاموشی سے اٹھ گئی۔اس نے بھی کھانا ٹھیک سے نہیں کھایا تھا۔

کھانا صرف ایک شخص نے ٹھیک سے کھایا تھا۔اور ابھی تک کھا رہا تھا۔

خاموشی پہ چہرہ اٹھا کے دیکھا۔وہ کہنیاں میز پر رکھے اس کی طرف پوری گھوم کے بیٹھی اسے گھور رہی تھی۔

" کیا؟"

"اور میں سمجھی تم میری حفاظت کے لیے مجھے یہاں لائے ہو۔تمہارا ایک اور احسان بڑھ گیا تھا مجھ پہ۔لیکن نہیں۔ "سر دائیں بائیں ہلایا۔" تمہیں بیربل کو اس اپارٹمنٹ میں شفٹ ہونے سے روکنا تھا۔اتنی جلدی تمہیں کرایہ دار مل نہیں سکتا تھا۔سو تم نے مجھے استعمال کیا۔"

" کہا تھا نا۔دیکھو اور سیکھو۔ "وہ مسکرایا۔یہ اس کی اس شام پہلی مسکراہٹ تھی۔

"اُف، ماہر.... اُف۔"اس کی مٹھیاں بھنچ گئیں۔الفاظ ختم ہو گئے۔

"حیرت ہے تم نے احتجاج نہیں کیا۔میں سمجھا مجھے تمہیں اپارٹمنٹ خالی کرنے سے بذورِ قوت روکنا پڑے گا۔"

مالا نے گہری سانس لی۔پھر اسی کے انداز میں مسکرائی۔

" کیوں احتجاج کرتی؟ دوپہر سے تمہارے احسان کے نیچے بوجھل تھی۔مگر اب تم میرے احسان تلے ہو۔اچھا لگا جان کر۔"

اس کے کندھے اس بوجھ سے آزاد ہو چکے تھے۔وہ نکل جاتی تب بھی وہ ان کے ہنی مون سے لوٹنے سے پہلے تک کسی اور کو وہاں لے آتا۔کرایہ دار بنا کے۔پھر اسے بھی اپنے بارے میں سوچنا چاہیے تھا۔

" کچھ کچھ سمجھنے لگ گئی ہو تم مجھے۔ "وہ مسلسل مسکرا رہا تھا۔

" کیوں سوزین کو اس گھر میں رکھنا چاہتے ہو؟"

"Keep your enemies closer."

"وہ دشمن نہیں، تمہارے بھائی کی بیوی ہے۔تم ایک فیملی بن کے بھی رہ سکتے ہو۔ویسے بھی وہ لالچی نہیں ہے۔وہ سر سے پیر تک امارت میں ڈوبی ہوئی ہے۔اس نے تمہاری تسلی کے لیے پری نپ سائن کر لیا ہے۔تم خلوصِ دل سے اس کو ایک چانس دے سکتے ہو۔کیا معلوم وہ بیربل کی زندگی سنوار دے؟تم میری بات سن رہے ہو؟"

"میں کھانا کھا رہا ہوں۔"

مالا نے افسوس سے سر دائیں بائیں ہلایا۔

"ایسے مت کرو، ماہر۔بیربل کو اس سے دور کرنے کے لیے کوئی نئی پلاننگ مت کرو۔تم اپنا بھائی کھو دو گے۔"

ماہر نے پلیٹ پرے دھکیلی۔نیپکن سے ہاتھ صاف کرتے ہوئے اسے دیکھا اور مسکرایا۔

"دیکھو اور سیکھو۔"پھر رکا۔"چائے؟"

"نو تھینکس۔مجھے بلانے کا مقصد پورا ہو گیا؟ گڈ نائٹ۔"رکھائی سے کہتی وہ اٹھ گئی۔وہ اٹھنے لگا لیکن اس نے ہاتھ اٹھا کے ماہر کو روک دیا۔

"میں خود جا سکتی ہوں۔"

کچن میں کام کرتی فیضی خانم نے پلٹ کے اسے دیکھا جو کاریڈور میں آگے جا رہی تھی۔پھر گہری سانس

لی۔اس گھر میں نئے نئے کام ہونے لگے تھے۔بیربل ایک بیوی لے آیا تھا اور ماہر ایک لڑکی کے جوتے برداشت کرنے پہ مجبور تھا۔اللہ اللہ۔

مالا کے جانے کے بعد فرید لار پھر خاموش ہو گیا۔

وہ اپنے کمرے کی بجائے ہلال کی جانب آیا۔دروازہ ادھ کھلا تھا اور وہ بیڈ کے کنارے بیٹھی تھی۔

"لالی؟" وہ اس کے قریب آیا۔ایک ننھا اسٹول کھینچا جو ڈریسنگ ٹیبل کا حصہ تھا اور اس کے سامنے بیٹھا۔

وہ گردن سیدھی رکھے کھڑکی پہ آنکھیں جمائے ہوئے تھی۔ابرو اکٹھے بھینچ رکھے تھے۔

"بیربل بھائی نے ہمیں شادی پہ کیوں نہیں بلایا؟"

"اس کو لگا ہم اسے یہ نہیں کرنے دیں گے۔"

وہ غور سے ہلال کے چہرے کے اتار چڑھاؤ دیکھ رہا تھا۔

"وہ اچھی ہے۔پھر آپ اس سے ایسے بات کیوں کر رہے تھے؟"

"وہ ہمارے لیے اچھی نہیں ہے۔"

"اس کی انرجی بری نہیں تھی۔مختلف تھی۔وہ بیربل بھائی کے ساتھ آنے والی لڑکیوں سے مختلف تھی۔وہ واقعی اس گھر میں فیملی کی طرح رہنا چاہتی ہے۔پھر آپ کیوں...؟"

"میں چھٹی حس سے زیادہ اپنی پانچ حسیات پہ بھروسہ کرتا ہوں، ہلال۔"

"اب کیا ہمارے گھر کا ہر ڈنر ایسے ہی ہو گا؟ ٹینشن میں؟"

وہ چند لمحے کے لیے خاموش ہو گیا۔"میں کچھ اور پوچھنے آیا ہوں۔"

ہلال اسی طرح چہرہ کھڑکی کی طرف موڑے بیٹھی رہی۔اس زاویے سے باہر صرف آسمان دکھائی دے رہا تھا۔

"تم نے مالا سے اپنی ٹپسٹری کیوں چھپائی؟"

ہلال کے ابرو چونکنے والے انداز میں اٹھے۔اسی پل پرندوں کا ایک غول کھڑکی کے قریب سے گزرا۔مدھم سی غٹرغوں سنائی دی۔پھر خاموشی۔

"کچھ چیزیں وقت سے پہلے نہیں دیکھنی چاہئیں۔"

"کیا کوئی چیز تم سے پھر سے باتیں کرنے لگی ہے؟ کوئی آواز؟ کوئی وژن؟"

وہ غور سے اس کے برف جیسے چہرے کو پڑھنا چاہ رہا تھا۔

"میں عادی ہوں۔"

ہلال باہر دیکھتی رہی۔ یا شاید اپنے اندر۔ وہ فیصلہ نہ کر سکا۔

"تمہیں ان چیزوں کو بلاک آؤٹ کرنا ہوگا، لالی۔ یہ زندگی مشکل بنا دیتی ہیں۔ مجھے دیکھو۔ میں نے ایک عرصہ ہوا یہ آوازیں سننا چھوڑ دی ہیں۔ ان کی طرف جتنی توجہ کرو، یہ اتنی بڑی ہو جاتی ہیں۔ توجہ ہٹاؤ تو غائب ہونے لگتی ہیں۔ "وہ نرمی سے سمجھا رہا تھا۔ البتہ ایک غیر آرام دہ سا احساس پر پھیلائے ماہر فرید کے کندھوں پہ دباؤ ڈال رہا تھا۔

یہ احساس کہ وہ اس سے کچھ چھپا رہی ہے۔

اور اس سے بہتر کون جانتا تھا کہ جب ہلال نے کچھ نہیں بتانا تو اس نے کچھ نہیں بتانا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

خزاں سڑک کے دونوں کنارے اُگے درختوں پہ اتری تھی۔ وین کوور کے یہ درخت اس موسم میں رنگ بدل لیتے تھے۔ نارنجی سرخ اور بھورے مائل کے درمیان۔ گھاس پہ جگہ جگہ کرارے پتے گرے تھے۔

ایک گھر کے ڈرائیو وے پہ آرائشی کدو رکھے تھے جو غالباً ہالووین کی رات سے اب تک پڑے تھے۔

اس گھر کے مقابل ایک چھوٹا سا گھر تھا۔ باہر رکھے بنچ کے ساتھ وہیل چیئر تھی جس پر ایک بوڑھا آدمی بیٹھا تھا۔ پینٹس پہ لمبا کوٹ پہنے۔ گردن میں مفلر۔ سر پر ٹوپی۔ چھوٹی داڑھی۔ عینک۔ جھریوں زدہ استخوانی ہاتھ کی پشت پر آئی وی لائن کی باقیات موجود تھیں۔ اور چہرے پر مسکراہٹ۔

" کیا چیز تمہیں یہاں لے آئی، ماہ بینہ؟"

وہ وہیل چیئر کا رخ بنچ کی طرف موڑے ہوئے تھے جس پر ماہی بیٹھی تھی۔ اس کی آنکھوں میں ڈاکٹر رائد کے لیے افسوس اور ہمدردی تھی۔

" آپ ٹھیک ہیں؟"

" کینسر کا یہی مسئلہ ہے۔ ایک دفعہ لاحق ہو جائے تو بس... ہر گفتگو اسی بارے میں ہوتی ہے۔ "وہ مسکرائے۔ چہرے کی جھریوں میں اضافہ ہوا۔ ڈاکٹر رائد کی بیٹی نے اسے بتایا تھا کہ دو سال پہلے ان کو کینسر ہوا تھا۔ آخری چند ماہ کی مہلت دی گئی تھی۔ اس مہلت کو ختم ہوئے ڈیڑھ سال ہو چکا تھا۔ اور وہ اب تک جی رہے تھے البتہ بہت کمزور اور

لاغر ہو گئے تھے۔ کیمو کے تازہ ترین سیشن کو چند ہفتے گزر چکے تھے، سو داڑھی اور بال واپس آنے لگے تھے۔ اور مسکراہٹ تو کبھی جدا ہی نہیں ہوئی تھی۔

"میں دنیا کی نظر میں ایک اچھی زندگی گزار رہی ہوں، شیخ۔ یعنی "....اس نے سر جھکا دیا۔"میرے بچے ہیں۔ شوہر ہے۔ گھر ہے۔ شاید دوسروں کو لگتا ہے کہ میرے پاس سب کچھ ہے۔ لیکن صبح شام میرے کیا چیلنجز ہیں، یہ میں جانتی ہوں۔ کبھی کبھی بچے مجھے ایسا پاگل کر دیتے ہیں کہ میں باتھ روم میں چھپ کے زور زور سے روتی ہوں۔ کبھی میری اور عباد کی ایسی لڑائی ہوتی ہے کہ ہمسائے تک سنتے ہیں۔ اور کبھی یہی بچے مجھے بہت ہنساتے ہیں۔ عباد اور میں ٹھیک ہو جاتے ہیں اور ہم ساتھ ٹریول پلان کرتے ہیں۔ جاب میں کامیابیاں بھی ملتی ہیں اور ساتھ ہی ایسے ایسے فنانشل مسئلے درپیش آتے ہیں کہ میں چکرا کے رہ جاتی ہوں۔ ساتھ رہتے رہتے تو جانور بھی ایک دوسرے سے عاجز آ جائیں، ہم چاروں تو پھر انسان ہیں۔ ہم مختلف موڈز سے گزرتے ہیں۔ زندگی میں سب کچھ پرفیکٹ نہیں ہے۔ لیکن دوسروں کو لگتا ہے کہ ماہی سیٹلڈ ہے۔"

"اور؟"

ماہی نے اداس پلکیں اٹھائیں۔

"اتنے عرصے بعد پھر سے وہی چیزیں شروع ہو رہی ہیں۔ میری کھڑکی پہ خون پھینکا گیا ہے جو کسی انسان کا کام نہیں ہے۔ پولیس کو بھی سمجھ نہیں آیا کہ وہ کہاں سے آیا ہے۔"

وہ اسی مسکراہٹ کے ساتھ اسے دیکھے گئے۔

"اور تمہیں کیا محسوس ہوا؟"

"خوف۔ بے بسی۔ کوئی جادو کر رہا ہے مجھ پہ پھر سے۔ "اس کی آنکھیں بھیگنے لگیں۔

"میں کیا کروں؟ میں کیسے اس سب سے نکلوں؟ آپ مجھے کچھ پڑھنے کے لیے بتائیں۔ پکا وعدہ میں نمازیں بھی پوری پڑھوں گی۔ دعائیں بھی مانگوں گی۔ اذکار اور تسبیحات بھی مس نہیں کروں گی۔ "وہ جلدی جلدی دہرا رہی تھی۔

"اور اگر کسی دن بھول گئیں تو؟"

ماہی گنگ سی انہیں دیکھنے لگی۔

" کسی دن بھول جاؤ گی۔ کسی دن دعا مس ہو جائے گی۔ اس دن جادو نقب لگا کے تمہاری زندگی میں داخل

ہو جائے گا۔ پھر کیا کرو گی؟"

ماہی نے ہاتھ باہم پھنسا لیے۔ لب کاٹے۔ وہ اس کے بدترین خدشات کو زبان دے رہے تھے۔ وہ انہیں روکنا چاہتی تھی، لیکن وہ کہہ رہے تھے۔

"اور اگر اذکار کو پڑھتے ہوئے کمی کوتاہی ہوگئی؟ ان کا اثر دوسرے گناہوں جیسے جھوٹ غیبت کی وجہ سے زائل ہوگیا اور جادو تمہاری فیملی کو نقصان پہنچا گیا.... تو؟ اس کے بعد کیا کرو گی، ماہ بینہ؟"

آنسو ٹپ ٹپ آنکھوں سے گرنے لگے۔

"ایسے مت کہیں۔ عورت اپنا خون بہا کے اپنا گھر بناتی ہے۔ بچے پالتی ہے۔ یہ خیال کہ کسی کا جادو اور حسد میری خوشیوں کو نظر لگا سکتا ہے.... اُف ... ایسے مت کہیں۔" دل خزاں کے پتوں کی طرح کانپا تھا۔

"تمہارا سب سے بڑا خوف کیا ہے؟"

ماہی کے ذہن میں چھپے سارے خوف سامنے لہرانے لگے۔ بڑے بڑے ڈیمنٹرز جو الماری سے باہر آ گئے تھے۔

اس نے نفی میں سر ہلایا۔ وہ ان کو زبان نہیں دے سکتی تھی۔

"میں بتائے دیتا ہوں۔ یہی کہ شوہر چھن جائے گا، بچے چھن جائیں گے، رزق چھن جائے گا، گھر چھن جائے گا۔ نعمتوں کے چھننے کا خوف، ہے نا؟"

اس کے آنسوؤں میں روانی آ گئی۔ سر اوپر نیچے ہلا دیا۔

"ہمیں جادو سے خوف نہیں آتا۔ ہمیں جادو کی وجہ سے اپنی نعمتوں کے چھن جانے کا خوف ستاتا ہے۔ جادو ہم سے ہر وہ شے چھین لے گا جس سے ہم محبت کرتے ہیں۔"

وہ اب کے سر بھی نہ ہلا سکی۔ کیا کینسر انہیں مزید دانا بنا گیا تھا یا سنگدل؟ وہ ایسے کیوں کہہ رہے تھے؟

"کیا کرو گی اگر جادو نقب لگا کے تمہاری دنیا میں داخل ہو گیا؟"

اس نے بس نفی میں سر ہلایا۔ ہوا کا سرد جھونکا قریب آیا اور ان کے گرد بھورے پتے بکھیر گیا۔ اونچے، نارنجی درخت چپ چاپ کھڑے اپنے آسیبوں سمیت ان کی گفتگو سن رہے تھے۔ آنکھیں ناک کٹے ہوئے حلوہ کدو (pumpkins) بھی انہی کو دیکھ رہے تھے۔

"میں نے کئی برس پہلے بھی تمہیں ایک نصیحت کی تھی۔ آج دہراتا ہوں۔ جادو توڑنے کے بہت طریقے ہیں۔ کچھ جادو کے ذریعے۔ کچھ قرآن اور مسنون اذکار کے ذریعے۔ دونوں طریقوں سے جادو کٹ جاتا ہے۔ مگر جادو کے

خلاف انسان کا سب سے پہلا ہتھیار یہ سب نہیں ہوتا۔"

اسے کچھ یاد آ رہا تھا۔ کیا کہا تھا انہوں نے؟

"جادو کے خلاف تمہارا پہلا ہتھیار ہے، یہ یاد رکھنا کہ ..... جادو کس کی اجازت سے ہوتا ہے۔"

انہوں نے انگشت شہادت اوپر اٹھائی۔

"جادو صرف اللہ تعالیٰ کی اجازت سے ہوتا ہے۔ وہ اجازت نہ دے تو جادو اثر نہیں کرتا۔ اور وہ جادو کو اجازت دے دے تو تم صبح شام کتنے ہی اذکار کیوں نہ پڑھو، جادو اثر کر جائے گا۔ جو مصیبت تمہیں پہنچنی ہے وہ پہنچ جائے گی۔"

"پھر میں کیا کروں؟ اذکار نہ پڑھوں۔"

"ضرور پڑھو۔ وہی تو تمہیں جادو سے محفوظ رکھیں گے۔ مگر یاد رکھو..... پہلا ہتھیار یہ یقین ہے کہ جادو جس کی اجازت سے ہوتا ہے، وہی تمہیں اس سے نکالے گا۔ جادو سے ڈرنے کی بجائے اس کا سامنا کرنے کو تیار رہو۔ ہر انسان کو اپنے حصے کی مصیبت کاٹنی ہے۔ اگر تمہارے گھر، شوہر یا بچوں کو نقصان پہنچنا ہے تو وہ پہنچ کے رہے گا۔ مگر..."

" مگر؟ " درختوں کے پتے بھی سانس روک کے سننے لگے۔ اور ان پر بیٹھے جنات بھی۔

" مگر اس نقصان کے بعد بھی اللہ تعالیٰ ہوگا جو تمہیں سنبھال لے گا۔ اس کو ایمان کہتے ہیں۔ انسان کا اتنا پختہ یقین رکھنا کہ بھلے میرے اوپر سو جادوگر بھی جادو کریں، جب تک اللہ میرے ساتھ ہے، اول تو جادو اثر نہیں کرے گا، اور اگر کر گیا اور مجھ سے کچھ چھن گیا تو اللہ مجھے وہ لوٹا دے گا۔ مجھے مصیبت پہنچ بھی گئی تو اللہ مجھے سنبھال لے گا۔ یہ یقین جب دل میں پختہ ہو جائے تو انسان جادو کی پرواہ نہیں کرتا۔ اس کی سوچ جادوگروں کے خوف سے اوپر اٹھ جاتی ہے۔ وہ کہتا ہے تم لوگ ڈالو اپنی رسیاں۔ اور لگاؤ اپنا کھیل تماشہ۔ مجھے پرواہ نہیں کیونکہ میرا رب میرے ساتھ ہے۔ پھر مجھے کوئی مصیبت پہنچے یا میرا کوئی نقصان ہو... یا کوئی بیماری مل جائے... تو وہ میرے لیے میرے رب کے تحفے ہیں۔"

"بیماری تحفہ کیسے ہوتی ہے؟ "اس کی نگاہیں ان کے بوڑھے ہاتھ کی پشت پہ لگی آئی وی لائن تک اٹھیں۔

"ہر چیز اس کا تحفہ ہے۔ ٹریجڈی بھی۔ خوشی بھی۔ اللہ آپ کو دونوں تحفے تھمائے گا۔ اپنے ہاتھ بڑھائے رکھو۔ وہ کسی وقت کچھ بھی تھما سکتا ہے۔ جو بھی تھمائے اسے قبول کر لو۔ ہاتھ نیچے نہ کرو۔ خوف سے خود کو بند نہ کر لو۔ ہاتھ

پھیلائے رکھو۔ اگر ٹریجڈی ملے تو اس سے نکلنے کی کوشش کرو۔ اگر خوشی ملے تو اس کا شکر ادا کرو۔ لیکن شکوہ نہیں کرو۔ انسانوں کو الزام نہ دو۔ جادوگروں یا جنوں سے خوف نہ کھاؤ۔ یہ تو بس ایک ذریعہ ہیں اس مصیبت کو تم تک پہنچانے میں جو برسوں پہلے تمہاری قسمت میں لکھ دی گئی تھی۔ مکتوب تخفے۔"

" مکتوب تخفے۔ " وہ بھیگی آنکھوں سے مسکرائی۔ "یعنی جو ہونا ہے میرے ساتھ وہ ہو کر رہے گا۔ کوئی جادو کرے یا نہ کرے، نظر لگے یا نہ لگے۔ جو مصیبت میری زندگی میں لکھی ہے، وہ مجھے ڈھونڈ لے گی۔"

"اور جو خوشی تمہاری قسمت میں لکھی ہے، اسے تم تک پہنچنے سے کوئی نہیں روک سکے گا۔ نہ کسی کی بددعا، نہ کسی کا جادو، نہ کسی کی سازش۔"

اس نے گیلے چہرے اور مسکراہٹ کے ساتھ سر اثبات میں ہلایا۔

"یعنی میں اس امید کے ساتھ اذکار، نمازیں اور قرآن کثرت سے پڑھوں کہ یہ جادو کے خلاف میری حفاظت کریں گے۔ اور اگر ان کے باوجود بھی جادو کے اثر سے مجھ سے کچھ چھن بھی گیا تو اللہ ہے نا۔ وہ میرے اندر کوئی خیر دیکھے گا تو مجھے لوٹا دے گا ہر وہ چیز جو مجھ سے چھینی گئی تھی۔"

وہ ان سے زیادہ خود کو یقین دلا رہی تھی۔ بار بار نگاہوں کے سامنے خون آلود شیشے کی دیوار آ جاتی اور کیسے اس نے اسکرب کر کر کے اس خون کو صاف کیا تھا۔ یہ واقعات ہوتے رہیں گے۔ اسے ان سے ڈرنا چھوڑنا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

جیسے جیسے کیلنڈر نومبر کے دن آگے گزار رہا تھا استنبول کی فضا میں خنکی بڑھتی جا رہی تھی۔ سریار کی اس سڑک کے کنارے کشمالہ مبین چل رہی تھی۔ پس منظر میں اپارٹمنٹ بلڈنگ کے اونچے ٹاورز کھڑے تھے۔ فون کان سے لگا رکھا تھا۔ لمبے بھورے کوٹ کے اوپر کراس باڈی بیگ پہنے وہ ماہی کا آڈیو میسج سن رہی تھی، جس میں اس نے کھڑکی پہ خون پھینکے جانے کی داستان اتھل پتھل سانسوں کے درمیان سنائی تھی۔

میسج سنتے ہوئے مالا کے ابرو بھینچے ہوئے اور دانت بے دردی سے ہونٹ کچل رہے تھے۔ فون نیچے کر کے اس نے جوابی میسج ریکارڈ کرنا چاہا کہ احساس ہوا ایک سیاہ کار اس کے قریب آ کے رکی ہے۔ وہ چونک کے پلٹی۔ کار کی پلیٹ دیکھ کے ماتھے کے بل ڈھیلے ہوئے۔ گہری سانس خارج کی۔ وہ اس گفتگو کے لیے تیار تھی۔

پچھلی سیٹ کا شیشہ نیچے ہوا اور ماہر فرید کا چہرہ دکھائی دیا۔

"میں نے کہا تھا ہم آفس ساتھ جائیں گے۔" اس کا اشارہ صبح والے ٹیکسٹ کی جانب تھا۔

"اور میں نے جواب میں کہا تھا کہ میں اپنی عادتیں خراب نہیں کرنا چاہتی۔" وہ موبائل والا ہاتھ نیچے کیے مسکراہٹ دبائے بولی۔

"ہم نے ایک ہی جگہ جانا ہے۔" ماہر نے ہاتھ سے اشارہ کیا۔ یعنی اندر بیٹھ جاؤ۔

"تم نے کہا تھا میں قید نہیں ہوں۔ اپنی مرضی سے گھوم پھر سکتی ہوں۔"

"اس سردی میں صبح صبح گھوم پھر کر تم نے کیا کرنا ہے؟"

" کہیں بھی رک کے کافی اور ڈونٹ خرید سکتی ہوں۔ تمہاری جج منٹل نظروں کے خوف سے آزاد ہو کے۔"

"آخری دفعہ پوچھ رہا ہوں۔ تمہیں میرے ساتھ آفس چلنا ہے؟"

"تا کہ تمہارے آفس والے مجھے بھی تمہاری طرح سمجھیں۔ سائیکو پیتھ وڈ الرز۔" آنکھیں گھمائیں۔

ماہر دھیرے سے ہنس دیا۔ ڈرائیور اردل کی مسکراہٹ بھی بیک ویو مرر میں دکھائی دی۔

"یہ اس نام سے بہتر ہے جو بیربل کی بیکری کے ملازموں نے اس کا رکھا ہے۔"

" کیا؟"

"Pinocchio. "

کشمالہ کھلکھلا کے ہنس دی۔

"واقعی۔ تمہارا نک نیم زیادہ بہتر ہے۔" وہ ابھی تک ہنس رہی تھی۔ سڑک کنارے کھڑی، گردن کار کی کھڑکی پہ جھکائے۔

"تم نے کبھی آفس والوں کی تصحیح نہیں کی؟"

" کس چیز کی تصحیح ؟"

"انہوں نے تمہیں گوگل کیا ہوگا اور وہ افواہ پڑھی ہوگی نا تمہارے بارے۔ وہ insane asylum والی۔"

"وہ افواہ نہیں ہے۔"

مالا چند لمحے کچھ بول نہ سکی۔ اچھنبے سے پیچھے کو ہوئی۔ کیا وہ مذاق کر رہا تھا؟

"تمہاری کار کا نمبر ٹرپل فائیو کیوں ہے؟ "بنا سوچے سمجھے پوچھا۔ ہر دفعہ اس کی کار دیکھ کے وہ یہ سوچتی تھی، لیکن پوچھنے کا موقع نہیں ملتا تھا۔

" کیونکہ یہ میرا نمبر ہے۔"

" تمہارا لکی نمبر؟"

" نہیں۔صرف نمبر۔"اس نے بٹن دبایا۔شیشہ اوپر اٹھتا گیا اور دونوں کے درمیان حائل ہو گیا۔کشمالہ کو اس میں اپنا عکس دکھائی دے رہا تھا۔اس کے سر پر جمی ٹوپی میں سے چند بال نکل رہے تھے۔بے اختیار بال ٹوپی میں اڑسے۔تب تک کار آگے بڑھ گئی۔

وہ آنکھیں چھوٹی کیے اسے دور جاتے دیکھتی رہی۔

اس نے یہ بات گزشتہ ماہ و سال میں چند ایک دفعہ سنی تھی۔اصلی کیف جمال سے۔انٹرنیٹ پہ کی گئی سرچ سے۔اور شاید کسی مقام پہ زیادہ سے بھی۔اسے ٹھیک سے یاد نہیں تھا۔لیکن تب زندگی میں اتنا کچھ چل رہا تھا کہ بیٹھ کے سوچنے کا موقع ہی نہیں ملا۔اس وقت اس نے یقین بھی کر لیا تھا۔لیکن اب جہاں بہت ساری دھند چھٹ چکی تھی، اس کا ذہن یہ ماننے سے انکاری تھا کہ ماہر فرید جیسا انسان کبھی کسی ذہنی امراض کے ہسپتال میں داخل ہو سکتا ہے۔سائیکو پیتھ ایسے نہیں ہوتے۔

یا ہو سکتے ہیں؟

کیا وہ واقعی ماہر فرید کو جانتی تھی؟

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

کیف کی عمارت آج کچھ زیادہ ہی بے رونق تھی۔شاید آج بہت سے ورکرز کا ورک فرام ہوم تھا۔یا شاید اس کے ٹیب کی خالی اسکرین اس کا منہ چڑا رہی تھی۔کیا بنائے وہ؟ کوئی چیز انسپائر نہیں کر پا رہی تھی۔

اسکرین کو دیکھتے دیکھتے جب اس کی آنکھیں تھک گئیں تو مالا نے انہیں مسلا۔پھر انگلیوں کو دیکھا تو پوروں پہ مسکارے کے دھبے تھے۔اُف۔وہ کوفت سے اٹھی اور مین ہال کی بغلی راہداری کی طرف آئی جہاں واش رومز بنے تھے۔

"ماہر بے کا نمبر ٹرپل فائیو کیوں ہے؟ "

واش روم ایریا کی روشنیاں تیز سفید اور فضا آر کڈ کی خوشبو سے معطر تھی۔دیوار گیر آئینے کے سامنے چند سنک بنے تھے۔ایک ستون سے شبنم ٹیک لگائے ہوئے تھی۔گردن موبائل پہ جھکی تھی۔مالا نے نل کھولتے ہی سوال داغا۔

"یہ ان کا نمبر ہے۔" وہ بے چینی سے موبائل پہ بٹن دبا رہی تھی۔

مالا نے اپنے عکس کو دیکھتے ہوئے گیلے ٹشو کی نوک سے آنکھ کے کنارے صاف کیے۔

" لکی نمبر ہے کیا؟ فون نمبر، کار کی نمبر پلیٹ، ہر جگہ وہ اتنے سارے فائیو کیوں استعمال کرتا ہے؟ " جوتے سے ٹریش کین کا لیور دبایا۔اس کا منہ کھل گیا۔ٹشو اس میں پھینکا۔ٹریش کین نے فوراً اسے ہڑپ کر کے منہ بند کر دیا۔

"ان کی ڈیٹ آف برتھ ہے نا۔ پانچ مئی۔"

"اوہ۔ "مالا چونک کے اس کی طرف گھومی۔لیکن شبنم وہاں متوجہ نہیں تھی۔وہ انگوٹھے کا ناخن دانت سے کتر رہی تھی۔

"اسے unblock تو نہیں کر دیا؟"

شبنم نے چونک کے چہرہ اٹھایا۔

" کون، حلیل؟ نہیں۔وہ تو بلاکڈ ہے لیکن ... " گلابی پڑتے گنجے ناخن والا انگوٹھا نیچے کیا اور سر جھکا دیا۔

"لیکن اب کوئی اور ہے؟ "مالا آئینے کی طرف پشت کیے یوں کھڑی تھی کہ دونوں ہتھیلیاں دائیں بائیں واش بیسن پہ جمی تھیں۔

شبنم کے دانتوں نے اب ہونٹ کو کترنا شروع کر دیا۔

" کیا یہ حلیل سے بہتر ہے؟"

"بات یہ نہیں ہے کہ وہ بہتر تھا یا یہ۔ " شبنم نے آنکھیں اٹھائیں تو عینک کے شیشوں کے پار نمی تھی۔"یہ اچھا ہے۔میرے سٹینڈرڈز پہ پورا اترتا ہے۔لیکن مسئلہ وہ نہیں ہے۔مسئلہ میں ہوں۔"

"یعنی؟"

"یعنی میں ایک دفعہ پھر اس سے obsessed ہو چکی ہوں۔حلیل کو بلاک کرنے کے بعد مجھے لگا تھا میں آزاد ہوگئی ہوں اور دوبارہ کوئی مرد مجھے ایسے محسوس نہیں کروائے گا۔لیکن اب ..."اس نے موبائل اسکرین مالا کے سامنے لہرائی۔ چہرہ روہانسا ہو گیا۔"وہی بے چینی۔وہی تکلیف۔گھنٹوں اس کے میسج کا انتظار۔وہ میسج نہ کرے تو مجھے پریشانی ہونے لگتی ہے۔میں کیا کروں؟ کیا یہ ہمیشہ ہوتا رہے گا؟"

"ہاں۔یہ ہمیشہ ہوتا رہے گا کیونکہ... " کشمالہ پلٹی اور نل کے کنارے سے دو چیزیں اٹھائیں۔ایک نقلی آرکڈ کا گملہ اور ایک ہینڈ واش کی بوتل۔شبنم چونک کے اسے دیکھنے لگی۔

"یہ گملہ حلیل ہے۔وہ مرد جو زندگی سے نکل گیا۔" گملہ زور سے سنک کے سنگ مرمر پر رکھا۔

"اور یہ ہینڈ واش تمہارا اگلا ریلیشن شپ ہے۔وہ مرد جو آگے آئے گا۔"

ہینڈ واش کی بوتل گملے سے ایک فٹ کے فاصلے پہ رکھی۔

"ان دونوں کے درمیان کا فاصلہ تمہاری نارمل زندگی ہے۔جب حلیل تمہاری زندگی میں تھا تو تم ہر وقت بے چین اور بے قرار رہتی تھیں۔اس کے ایک ایک میسج کا انتظار کرتی تھیں۔لیکن اس کے جانے کے بعد..."مالا نے انگلی سے درمیانی فاصلے کی جانب اشارہ کیا۔"تم بالکل پر سکون ہو گئی تھیں۔تمہیں کسی کے میسج کا انتظار نہیں رہتا تھا اور تمہیں لگتا تھا کہ تم خوش ہو۔لیکن پھر..."

انگلی ہینڈ واش پہ رکھی۔

"ایک نیا شخص آیا اور تم اسی بے چینی کا شکار ہو گئیں۔"

شبنم نے دھیرے سے سر ہلایا۔

"ایسا ہی ہے۔"

"اور یہ ہمیشہ ہوتا رہے گا۔زندگی میں نئے نئے لوگ آئیں گے....اور..."مالا اب مزید چیزیں اٹھانے لگی۔سینیٹائزر۔ٹشو باکس۔ایک اور گملہ۔اور انہیں قطار میں ہینڈ واش کے آگے رکھتی گئی۔

"یہ وہ تمام مرد ہیں جو تمہیں زندگی میں ملیں گے۔ان میں سے کسی کو تم پسند نہیں آؤ گی،کوئی تمہیں پسند نہیں آئے گا۔لیکن شادی کرنا چاہتی ہو تو بہت سے لوگوں سے ملنا تو ہوگا۔ہر دو انسانوں کے درمیان ایک گیپ ہوگا۔"

شبنم غور سے اس کے ہاتھوں کو دیکھ رہی تھی۔

"ہر گیپ کے درمیان تم خود کو اچھا محسوس کرو گی۔آزاد۔خوش۔لیکن جیسے ہی کوئی مرد زندگی میں آئے گا تم دوبارہ سے اس کے آگے بے بس ہو جاؤ گی۔"

" مگر کیوں؟"

" کیونکہ یہ بے چینی اور پریشانی جو تمہیں کسی کے میسج کا انتظار کرتے وقت محسوس ہوتی ہے،وہ دراصل تمہاری زندگی کا حصہ ہے۔تمہیں وہ ریلیشن شپ میں بہت بڑی ہو کے دکھائی دیتی ہے۔لیکن جب کوئی مرد نہیں ہوتا اور تم gap period میں ہوتی ہو،تب یہ مرد کی طرف سے نہیں ملتی تو تم خوش ہو جاتی ہو کہ یہ ختم ہو گئی۔مگر یہ دوسرے معاملات میں ضرور ظاہر ہوتی ہے۔تمہارے کام میں۔کسی آن لائن آرڈر کے انتظار میں۔کسی دوست کی ادھوری

بات کو مکمل جاننے کے تجسس میں۔ یہ اینگزائٹی تمہاری ذات کا حصہ بن چکی ہے۔"

"یعنی جیسے ہی کوئی مرد میری زندگی میں آئے گا، یہ اینگزائٹی اس رشتے میں داخل ہو جائے گی۔"

"اور جب وہ مرد چلا جائے گا تو یہ دوسرے معاملات میں گھسی رہے گی۔ اگر تمہیں اس فیلنگ سے نجات چاہیے تو..."

"تو مجھے گیپ کے دوران اپنی اینگزائٹی پہ کام کرنا ہوگا۔"

"بالکل۔ جب تم عام زندگی میں اس اینگزائٹی پہ قابو پا لوگی اور خود کو صابر اور ریلیکس رکھنا سیکھ لوگی تو یہ اینگزائٹی اگلے رشتے میں داخل نہیں ہوگی۔ ورنہ یہ ساری زندگی ہر معاملے میں تمہارا پیچھا کرتی رہے گی۔ کل کو تمہاری شادی ہوگئی تو یہ تمہارے اور تمہارے بچوں کے رشتے کے درمیان بھی آ جائے گی۔ اس لیے..." وہ آگے بڑھی اور چیزیں واپس اپنی جگہوں پہ رکھنے لگی۔ "ابھی سے اس پہ کام کرو۔"

"اور کیسے کام کروں؟ "

کشمالہ نے مڑ کے گھور کے اس کو دیکھا۔

"جیسے میں نے پہلے بتایا تھا۔ خود سے پوچھو کہ تم کیا محسوس کر رہی ہو۔ تمہارے جسم میں درد کہاں ہے۔ اور اس درد کا..."

"درد کا رنگ۔ یاد ہے، یاد ہے۔ خود سے پوچھوں۔ self check-in۔" شبنم کسی سبق کی طرح دہرانے لگی۔ پھر یاد آیا۔

"تمہارے کام کا کیا ہوا؟"

"تمہارے باس کے اس بورنگ آفس نے دماغ مزید بند کر دیا ہے۔ اس لیے میں ایسی جگہ جا رہی ہوں جہاں شاید مجھے کوئی انسپائریشن مل جائے۔"

"ماہر بے نے پوچھا تو....؟"

" کہہ دینا مالا اپنی مرضی کی مالک ہے۔ " مسکرا کے کندھے جھٹکے اور آگے بڑھ گئی۔

اسے اس قرمزی عمارت کی دیواروں پہ ایک بہت خوبصورت سا منظر پینٹ کرنا تھا۔ کیوں نا وہ ایک ایسی جگہ جائے جس کی دیواروں پہ کسی نے ایک شاہکار پینٹ کر رکھا ہو؟

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

مالا جب پینوراما میوزیم پہنچی تو آسمان بادلوں سے سیاہ ہو چکا تھا لیکن نجانے کیوں وہ برس نہیں رہے تھے۔ ہر وقت بھیگا رہنے والا استنبول آج پانی کو ترسا ہوا تھا۔

یہ ایک ایسا میوزیم تھا جہاں سیاح کم تھے اور مقامی افراد زیادہ۔ یہ اس قوم کے لیے ایک حب الوطنی سے جڑا میوزیم تھا۔ نیچے گیلری میں آویزاں فریم 1453 کی جنگ کی داستان سنا رہے تھے۔ البتہ اس کی دلچسپی کی جگہ بالائی منزل تھی۔ وہاں ایک پینوراما بنا تھا۔ پینٹ شدہ آسمان۔ ہال کی گولائی میں گھومتی دیواریں بھی پینٹ شدہ تھیں۔ ان پہ جنگ کا تھری ڈی منظر بنا تھا۔ گولے بارود کی زوردار آوازیں۔ آسمان کی گرج۔ جنگی میوزک۔ کہیں جرنیلوں کی للکار۔ دیواروں کے سامنے رکھی توپیں اور اصلی جنگی سازوسامان۔

وہ کسی ایکسائٹڈ سے بچے کی طرح گھوم پھر کے سارے کو دیکھنے لگی۔ یوں لگتا تھا جیسے وہ کسی جنگ کے میدان میں ہو۔ قدیم زمانوں کی وہ جنگ جس نے اس شہر کو فتح کروایا تھا۔ تب استنبول کا نام قسطنطنیہ.....

"تم مجھے ڈھونڈ رہی تھیں۔" کسی نے اس کے کان کے قریب اردو میں کہا۔ وہ ایک دم ڈر کے دور ہٹی۔ پھر ایڑیوں پہ گھومی۔

اگلے ہی پل وہ ساکت رہ گئی۔

سنہری بالوں والا نوجوان اس کے سامنے کھڑا تھا۔ جیبوں میں ہاتھ ڈالے۔ چہرے پہ مسکراہٹ۔ ہڈی کی ٹوپی سر پر گرائے۔

"میرا اسکیچ بنوانے کی کیا ضرورت تھی؟ تم ہوا کے دوش پہ کہہ دیتیں (انگلی گول گول گھمائی) کہ عالیان..... مجھ سے ملنے آجاؤ اور میں آجاتا۔" سینے پر ہاتھ رکھ کے سر جھکایا۔ پھر سیدھا ہوا۔

وہ بنا پلک جھپکائے اسے دیکھ رہی تھی۔

"تم بھی میرا اسکیچ بنا سکتی تھیں۔ لیکن شاید تم نے اس روز مجھے ٹھیک سے دیکھا نہیں تھا۔ ڈونر لیتے وقت۔ ہم نے انوائرمنٹ کے بارے میں بات کی تھی۔ بھول گئیں؟"

مالا نے کچھ کہنے کے لیے ہونٹ کھولے۔ لیکن الفاظ حلق میں اٹک گئے۔ کچھ تھا جس نے اس کے سارے وجود کو پکڑ لیا تھا۔

"تم سے بولا نہیں جا رہا۔ ہے نا؟ تمہاری گردن کو کوئی پکڑ رہا ہے جیسے۔"

عالیان ریلنگ کی طرف پشت کیے کھڑا تھا۔ وہ ریلنگ جس کے عقب میں جنگ کا منظر تھا۔ اور وہ اس سے دو فٹ کے فاصلے پہ ساکت کھڑی تھی۔ بے یقینی سے ساکت۔

کیا یہ سرکار تھا؟ اس کا ذہن منجمند تھا۔ کسی قسم کا کنارہ ملانے سے قاصر۔

"میں..."

اس نے کچھ کہنا چاہا لیکن شاید شور تھا یا اس شخص کا اثر، الفاظ حلق میں پھنس گئے۔

"ہم کزنز ہیں۔ کیا تمہیں ہلال نے نہیں بتایا؟"

"ہلال؟" وہ چونکی۔ اپنی آواز مختلف سی سنائی دی۔

"بدر میرے پاس ہے۔"

ایک دم جیسے بہت سا خون مالا کے چہرے پہ سمٹ آیا۔ اسے لگا وہ اس پہ جھپٹ پڑے گی لیکن قدم ہلنے سے انکاری تھے۔

"اگر تم نے اس جگہ کوئی ری ایکشن دکھایا تو بدر تمہیں زندہ نہیں ملے گا۔"

اس کی مٹھیاں بھنچ گئیں۔ ضبط سے سانس اندر کھینچی۔

"میں... میں کیسے مانوں کہ تم سچ بول رہے ہو؟" اس نے خود کو غراتے سنا۔ وہ مجمع کے درمیان اس کے ساتھ تنہا کھڑی تھی۔ اسے چلانا چاہیے۔ پولیس۔ سیکیورٹی۔ کسی کو بلانا چاہیے۔ وہ کیوں نہیں بلا پا رہی تھی؟

"اگر بدر میرے پاس نہ ہوتا تو میں کیوں یہ دعویٰ کرتا، کزن؟ چچ چچ..." افسوس سے سر دائیں بائیں ہلایا۔ پھر آواز دھیمی کی۔

"میں نے تمہیں زارا کے ہاتھ پیغام بھجوایا تھا کہ بدر میرے پاس ہے۔ اس نے نہیں بتایا؟"

" کون زارا؟ " اس نے اچنبے سے اس نوجوان کو دیکھا۔ وہ کس زارا کی بات کر رہا تھا؟ اس کی تو کسی فرینڈ یا رشتے دار کا نام زارا نہ تھا۔

"بدر میرے پاس بالکل محفوظ ہے۔ میں کوئی برا آدمی نہیں ہوں۔ بس تھوڑا..." انگلی اور انگوٹھے کے درمیان فاصلہ بنا کے دکھایا۔ "...تھوڑا شر پسند ہوں۔ مجھے پرسکون دنیا اچھی نہیں لگتی۔ میں جان بوجھ کے chaos پیدا کرتا ہوں۔ پھر اسے خود ہی توازن پہ لے آتا ہوں۔ سائیڈ ہابی۔ " ہاتھ نیچے گرایا اور مسکرا کے اسے دیکھا۔

وہ انہی عجیب سی نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔ کیا وہ حیران زیادہ تھی؟ یا بے یقین؟

"عالیان ۔میرا نام عالیان ہے۔ ہوسکتا ہے ہلال نے تمہیں نہ بتایا ہو۔ سوئیٹ گرل۔ ہم ایک ساتھ قید تھے۔" پھر رک کے تصیح کی۔"میں قید نہیں تھا۔ میری قید اس وقت ختم ہوگئی تھی جب میں نے نگینہ بیگم کو اپنی ماں تسلیم کر لیا تھا۔حالانکہ میری بائیولوجیکل مدر... "اس کی طرف اشارہ کیا۔"تمہاری آنٹی کبیرہ تھیں۔"

پسِ منظر میں کوئی گولہ پھٹا۔چیخوں کی آوازیں گونجیں۔

"اور رہی ہلال تو..... چچ چچ ..... وہ اپنے بھائی کی طرح ضدی نکلی۔اگر وہ نگینہ بیگم کی سن لیتی تو اس کی زندگی بھی میری طرح آسان ہوتی۔ "

عالیان کو شور کے باعث اونچا بولنا پڑ رہا تھا۔

وہ یک ٹک اسے دیکھ رہی تھی۔ وہ اثر جس کے زیرِ ہو کے وہ چند لمحے پہلے بولنے سے معذور ہو چکی تھی، وہ دھیرے دھیرے زائل ہونے لگا۔اب وہاں صرف حیرت تھی۔اچھنبا تھا۔(یہ تھا سرکار؟اس شخص نے اس کا بچہ اغوا کیا تھا؟)

"اگر میرا تعارف ہضم ہوگیا ہو تو ہم کام کی بات کریں؟"

"میرا بیٹا تمہارے پاس ہے؟ "وہ اب غصے میں نہیں تھی۔وہ جیسے الجھن سے سوال پوچھ رہی تھی۔

" کہا نا وہ میرے پاس ہے۔تم ٹھیک تھیں، مالا۔ایک نیا سرکار اپنا وجود رکھتا ہے۔میں نے اپنی ماں کی legacy کو آگے بڑھایا ہے۔تم ٹھیک تھیں اور تمہارے خواب بھی... جن میں تم مجھے دیکھتی آئی ہو۔"

وہ اگلا سانس نہ لے سکی۔

" تمہیں کیسے...؟"

"میں سرکار ہوں اور سرکار بننے کے لیے جو قیمت چکانی پڑتی ہے، اس کے بدلے میں مجھے بہت سی آنکھیں ملی ہیں جو میرے دوستوں اور دشمنوں کا پیچھا کرتی ہیں۔"

"بدر سے کیا دشمنی تھی تمہاری؟"وہ ابھی تک آنکھوں میں شک اور الجھن لیے اسے دیکھ رہی تھی۔

"اس کا قصور یہ ہے کہ وہ زیادہ سلطان کا بیٹا ہے اور زیادہ میرا دشمن ہے۔لیکن... "عالیان نے ٹوپی کے نیچے سے بال کھجائے۔ "آئی ایم رئیلی سوری۔اس ساری مشکل کے لیے جو میری وجہ سے تمہیں اٹھانی پڑی۔"

"سوری؟ "اس نے پلکیں جھپکائیں۔کیا وہ اپنے ہوش میں تھا؟ یا کسی ڈرگ کے زیرِ اثر تھا؟

"میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ یہ وہ آخری تکلیف ہے جو تمہیں میری طرف سے ملی ہے۔کیونکہ میں تمہیں بدر

واپس کر دوں گا اگر..."

مالا کا سانس رک گیا۔

"اگر کیا؟ "وہ اس کی آنکھوں سے نگاہیں نہیں ہٹا پا رہی تھی۔

"اگر تم وہ کرو جو میں چاہتا ہوں۔"عالیان نے اس کی آنکھوں میں دیکھا۔

اور اس لمحے کشمالہ مبین کو احساس ہوا کہ اگر وہ اسے گلاطہ کی چھت سے کود جانے کو کہے تو وہ بنا سوچے سمجھے یہ کر دے گی۔ اگر وہ اس سے اس کی ساری عمر کی کمائی سے دوہری رقم بھی مانگ لے تو وہ خود کو گروی رکھوا کے رقم ادا کر دے گی۔ وہ کچھ بھی کرنے کو تیار تھی۔

" کیا چاہتے ہو؟ کیا کروں میں؟"

عالیان نے جواب نہیں دیا۔ اپنا سفید ہاتھ جیب میں ڈالا اور جب وہ باہر آیا تو اس میں ایک موبائل تھا۔ اسکرین اپنی طرف کیے وہ اب ایک نمبر ملا رہا تھا۔ شاید ویڈیو کال کیونکہ رابطہ ملنے کی ٹون سنائی دی۔ وہ موبائل کی پشت دیکھ سکتی تھی۔ اور مدھم سی آواز بھی سن سکتی تھی۔

" کیوں کال کر رہے ہو مجھے؟ اگر مجھے بلیک میل کر کے... "ایک ناگوار سی نسوانی آواز گونجی۔

"دس کب کے بج گئے، زارا۔ تمہاری مہلت ختم ہو گئی۔ دیکھو میں کس کے ساتھ ہوں۔" کہتے ہوئے عالیان نے رخ موڑا، یوں کہ اب وہ کشمالہ کے ساتھ کھڑا تھا اور موبائل سیلفی کے انداز میں اٹھا رکھا تھا۔

اسکرین پہ زارینہ فرید کا بگڑا بگڑا چہرہ دکھائی دے رہا تھا۔ وہ غصے میں کچھ کہہ رہی تھی۔

اس کی نگاہ مالا پہ پڑی۔

یکدم اس کا چہرہ منجمند ہو گیا۔ اگلے ہی لمحے اسکرین سیاہ ہو گئی۔

عالیان نے ہنس کے سر جھٹکا اور موبائل جیب میں ڈالا۔ پھر اس کی طرف پلٹا۔

اب وہ اس کے بہت قریب تھا۔ وہ اس کے آفٹر شیو کی خوشبو بھی سونگھ سکتی تھی۔

"میں بدر کو تمہارے حوالے کر دوں گا اگر تم ایک سچ بولنے پہ تیار ہو جاؤ۔"

" کیسا سچ؟ "اس کا ذہن سائیں سائیں کر رہا تھا۔ زارا؟ یہ والی زارا کیسے....؟

" تمہیں ماہر کو وہ بتانا ہو گا جو میں تمہیں بتانے جا رہا ہوں۔"

اردگرد پھیلے سیاح اور گولے بارود سے لیس منظر نامہ سب جیسے غائب ہو گیا تھا۔ بس وہ تھی اور ساتھ سرگوشی میں

کہتا ہڈی والا نوجوان۔

"زارینہ فرید میری کلائنٹ ہے اور اس نے اپنے باپ پہ جادو کروا کے اس کو ٹیومر کا شکار کیا ہے۔ "

کشمالہ ٹکر ٹکر اسے دیکھے گئی۔ ایسے جیسے کسی دیوانے کا چہرہ دیکھتے ہیں۔

"ٹیکنیکلی اس نے مجھے ماہر پہ جادو کرنے کا کہا تھا تاکہ ان دونوں کی شادی ہو جائے۔ مگر میں ماہر کے ریڈار پہ نہیں آنا چاہتا تھا۔ اس لیے میں نے اس کے بجائے مالک فرید پہ عمل شروع کر دیا جس سے ان کا ٹیومر recurring ہو کے واپس آ گیا۔ اور rest is history۔" وہ اسی انداز میں مسکرایا۔

وہ ابھی تک جیسے سمجھ نہیں پا رہی تھی۔ کوئی کیسے اس طرح مسکرا کے یہ سب کہہ سکتا ہے؟

" کیا مطلب...؟ زارا کیوں...؟"

اس دراز قد سنہری بالوں والے نوجوان کے الفاظ اس سے ٹکرا کے واپس پلٹ رہے تھے۔

" کیا تمہیں سمجھ میں نہیں آیا؟ " عالیان نے اس کے چہرے کے سامنے چٹکی بجائی۔

"زارا کی ماہر سے منگنی میرے جادو کا نتیجہ ہے۔ مالک فرید کی بیماری بھی میرے جادو کا نتیجہ ہے۔ اور اس کے لیے زارا نے مجھے ایک خطیر رقم ادا کی ہے۔"

"تم جھوٹ بول رہے ہو۔"

"تم نے ابھی اسے ویڈیو کال پہ دیکھا ہے۔ کیا وہ بھی جھوٹ تھا؟"

مالا نے کچھ کہنا چاہا لیکن کچھ تھا فضا میں۔ الفاظ حلق تک پھنس گئے۔

"اور یہ وہ سچ ہے جو تم جا کے ماہر فرید کو بتاؤ گی۔ جس دن تم ماہر کو یہ سچ بتا دو گی اس رات بدر تمہارے گھر پہنچ جائے گا۔ گھر یعنی ماہر کے اپارٹمنٹ میں جہاں تم رہ رہی ہو۔ فیصلہ تمہارا ہے۔"

وہ مسکرا کے اسے دیکھتے ہوئے قدم قدم پیچھے ہٹنے لگا۔ پھر پیشانی تک دو انگلیاں لے جا کر سلام کیا اور پلٹ گیا۔

وہ اسی طرح وہاں کھڑی رہی۔ کتنی ہی دیر۔ ساکت۔ جامد۔ پھر بدقت قریب بنے زینے پر بیٹھی۔ گہرے سانس لے کر خود کو پرسکون کرنے کی کوشش کی کیونکہ دل بری طرح دھڑک رہا تھا۔

یہ کیسا احساس تھا جس نے اسے جکڑ لیا تھا؟ اس نے سیکیورٹی کو کیوں کال نہیں کی؟ اس نے پولیس کیوں نہیں بلوائی؟ وہ اپنا فون تک نہیں نکال سکی۔

اس کا سارا خون سمٹ کے چہرے میں آ گیا۔ وہ کہہ رہا تھا اس نے بدر کو اغوا کیا ہے۔ اتنے مہینوں کی تکلیف۔ کسی بچے کی جلی ہوئی لاش، بدر کو کسی کوریئر کے ہاتھوں استنبول پہنچانا۔ سب اس کا کام تھا۔ اُف۔ اس نے اس کا منہ کیوں نہیں نوچ لیا؟

وہ سحراب ٹوٹ چکا تھا۔ وہ بے اختیار زینے اترنے لگی۔ اسے اس کے پیچھے بھاگنا تھا۔

سیاحوں کا سمندر اس طرف آ رہا تھا۔ اسکول کا گروپ ٹور۔ وہ بہت سے لوگوں سے ٹکرائی۔ بہت سے سوری کہے۔ لیکن جب تک وہ ایگزٹ تک پہنچی وہ نوجوان کہیں نہیں تھا۔

زینوں سے اوپر.... جنگ اسی زوروشور سے جاری تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ واپس آفس نہیں گئی۔ اس نے ماہر کو بھی کچھ نہیں بتایا۔ بادل بھی نہیں برسے۔ دونوں ہی تیار نہیں تھے۔ اوپر سے بیربل کی کال آ گئی۔ وہ پہلی دفعہ اس سے فیور مانگ رہا تھا۔ وہ ہنی مون پہ تھا اور چاہتا تھا کہ مالا بیکری جا کے آج کے اکاؤنٹس دیکھ لے اور پیسوں کا حساب کتاب کر لے کیونکہ کل بیکری کے پاس ایک کیٹرنگ آرڈر تھا۔ عام حالات میں وہ بیربل کو ضرور جتاتی کہ وہ فارغ نہیں ہے لیکن اس وقت یہ غنیمت تھا۔ وہ ماہر کا سامنا کرنے سے بچ جائے گی۔

ابھی اسے اس سب کو جذب کرنا تھا جو عالیان نے اسے بتایا تھا۔

"یعنی عالیان کے بارے میں میری ساری تھیوریز غلط ثابت ہوئیں۔" ماہی نے سنتے ہی مایوسی کا اظہار کیا تھا۔

وہ اس وقت بیکری کے کاؤنٹر کے اونچے اسٹول پر بیٹھی تھی اور کانوں میں ہینڈز فری لگے تھے۔ سامنے اسکرین پہ بیکری کا پورٹل کھلا تھا۔

"ویسے کیا وہ واقعی عالیان تھا؟ وہ لڑکا جس کے بارے میں بچپن سے ہم سنتے آئے ہیں کہ .... افففف .... کبیرہ تائی سے اِن چ ہوگا وہ کیا؟"

"تمہیں اس کی پڑی ہے۔ تم وہ نہیں سن رہیں جو میں بتا رہی ہوں۔ بدر... ماہی... بدر اس کے پاس ہے۔" وہ غرائی۔ سارا غصہ اور فرسٹریشن اب ماہی پہ نکلنی تھی۔

گزرتے ہوئے اسٹاف نے گھور کے اسے دیکھا۔ وہاں کسی کو بھی اس کی مداخلت پسند نہیں آئی تھی۔ وہ جب

سے آ کے بیٹھی تھی وہ لوگ اس کے ساتھ تعاون نہیں کر رہے تھے۔عجیب قوم تھی یہ۔زبان نہیں سمجھتے تھے یا نہ سمجھنے کی اداکاری کرتے تھے۔اور حد درجے کے سست۔

"ہاں مگر... "ماہی دھیمی ہوئی۔"اس نے کیوں کیا بدر کو اغوا؟"

وہ کہنا چاہتی تھی کہ دیکھو ماہی، میرا بدر زندہ ہے۔سب کے بچے نہیں مرجاتے۔دیکھو میں درست تھی۔ لیکن....اس نے گہری سانس لے کر سب کچھ اندر دبا دیا۔

"پتہ نہیں۔زیاد سے دشمنی شاید۔"

"اور وہ صرف اس لیے بدر کو چھوڑ دے گا اگر تم ماہر اور زارا کی منگنی تڑوا دو؟"

"منگنی تڑوانے کا نہیں کہا۔صرف بتانے کا کہا ہے۔"

"اس بتانے کا انجام یہی ہوگا نا۔ "دونوں طرف خاموشی چھاگئی۔وہ لب کاٹتی اسکرین کو دیکھے گئی۔

"تمہیں ماہر کو بتا دینا چاہیے۔"

"ایسے کیسے بتا دوں؟ کیا معلوم وہ جھوٹ بول رہا ہو۔"

"پھر زارا نے اس کی ویڈیو کال کیوں اٹھائی؟ ظاہر ہے وہ ایک دوسرے کو جانتے ہیں۔"

"میں ان دونوں کے درمیان نہیں آنا چاہتی۔"

"یعنی تم ان دونوں کے درمیان آ سکتی ہو؟"ماہی چونکی۔پھر اس کی آواز میں تشویش در آئی۔"مالا، تمہارے اور ماہر کے درمیان کیا چل رہا ہے؟"

"پہلے غلط فہمیاں تھیں۔اب وہ نہیں رہیں۔باقی وہ میری مدد کر رہا ہے اور کچھ نہیں۔"

اس کے دوٹوک انداز پہ ماہی مزید کچھ نہ کہہ سکی۔

"اب تم کیا کرو گی؟"

"وہی سوچ رہی ہوں۔"باہر سے بادلوں کے زور سے گرجنے کی آواز آئی تو اس نے چہرہ اٹھایا۔بیکری پہ رش آج معمول سے بہت کم تھا۔اکادکا لوگ آتے اور چلے جاتے۔گلاس والز کے باہر مغرب پھیل چکی تھی اور آسمان بادلوں سے سیاہ تھا۔مگر نہ جانے انہیں کس چیز نے روک رکھا تھا۔

اور نہ جانے اسے کس چیز نے روک رکھا تھا۔

اس نے کئی دفعہ موبائل اٹھایا اور ماہر کے نمبر پہ انگوٹھا رکھا۔پھر اسے نیچے کر دیا۔وہ اسے کیا بتائے؟ کتنا بتائے؟

نوفلٹر، نوججمنٹ کا دعویٰ کرنا آسان تھا۔ پورا کرنا بہت مشکل۔

" کیا عجیب حساب کتاب ہے۔ " وہ اب اپنی جھنجھلاہٹ پورٹل پہ نکال رہی تھی۔ ٹھک ٹھک کیز دباتی۔ ماتھے پہ بل لیے۔ موبائل چہرے کے قریب کیے وہ بیربل کو میسیج بھی ریکارڈ کر کے بھیج رہی تھی۔

اس دوران دروازہ بہت دفعہ کھلا اور بند ہوا۔ اس نے سر نہیں اٹھایا۔ لیکن اس دفعہ اس نے دروازہ کھلنے سے پہلے ایک دم چہرہ اٹھایا۔ جانتی تھی اگلے ہی لمحے...

وہ چوکھٹ پہ نمودار ہوا۔ مالا کے ہونٹوں پہ مسکراہٹ در آئی۔ انگلیاں کی بورڈ سے ہٹائیں اور پیچھے کو ہوئی۔ جیسے کندھوں کا تناؤ ایک دم سے ختم ہو گیا ہو۔

" کیا شہر میں کوئی دوسری کافی شاپ نہیں ملی؟ " وہ مسکرا کے کھڑی ہوئی۔

"اس وقت تک ساری اچھی کافی شاپس بند ہو چکی ہوتی ہیں۔" وہ ٹائی ڈھیلی کرتا مسکراتے ہوئے کاؤنٹر کے قریب چلا آیا۔

باریستا تیزی سے آگے بڑھی لیکن مالا نے ہاتھ اٹھا کے اسے روک دیا۔

"ڈارک روسٹ۔ میڈیم۔ ون ملک۔ نو شوگر؟ " اسے اس کا کافی آرڈر یاد تھا۔ کبھی بھولا ہی نہیں تھا۔ وہ کینیڈا کے اس مال کی کافی شاپ میں کیپ پہنے کھڑی تھی اور وہ اس کے سامنے کھڑا کافی کا آرڈر دے رہا تھا۔

"اس وقت صرف ڈی کیف decaf۔ لیکن اچھی بنانا۔ " ابرو اٹھا کے تنبیہ کی۔

وہ کافی مشین کی طرف جاتے جاتے چونکی۔ پہلے وہ شام میں ڈی کیف نہیں لیتا تھا۔ صرف وقت بدلا تھا یا کافی پینے والا بھی؟

"سنا ہے آج تم انسپائریشن کے لیے سٹی ٹور پہ نکلی تھیں۔ کچھ انسپائر کیا؟"

بھاپ اُڑاتا کپ کاؤنٹر پر رکھا تو وہ جو اونچے باراسٹول پر بیٹھا تھا، کپ اپنی طرف کھسکاتے ہوئے بولا۔ مالا نے چونک کے اسے دیکھا۔

" تمہیں کس نے بتایا؟ " ساتھ ہی تھوک نگلا۔

" شبنم نے۔ " ماہر نے کافی کی بھوری سطح کو دیکھا اور پھر اسے۔ "براؤن کیوں؟"

وہ مسکرا دی۔

"پرپل کیوں؟"

"ایک ڈیل کرتے ہیں۔" گھونٹ بھر کے کپ نیچے رکھا۔"اگر میں تمہیں بتا دوں کہ میرا نمبر ۵۵۵ کیوں ہے تو کیا تم بتا دو گی کہ براؤن کیوں؟"

"اب دیر ہو چکی ہے۔ میں شبنم سے پوچھ چکی ہوں۔ یہ تمہاری ڈیٹ آف برتھ ہے۔"

ماہر نے افسوس سے سر دائیں بائیں ہلایا۔

"میں کیا کروں جو تم بتاؤ گی؟"

"ایک سوال۔"اس نے انگشت شہادت اٹھا کے دکھائی۔"ایک سوال کا جواب دو گے؟"

"شیور۔"

ماہر نے مسکراہٹ دبائے ایک اور گھونٹ بھرا۔ پھر دائیں طرف دیکھا جہاں اسٹاف ٹھکا ٹھک کھڑکیاں بند کر رہا تھا۔

وہ کچھ کہنے لگا، پھر رک کے اسے دیکھا۔

"تم یہاں بیٹھنا چاہتی ہو یا...؟"

"نہیں۔ ان کو کلوزنگ کرنے دیں۔"ایک تیز نگاہ باریستا لڑکی پہ ڈالی جو کھٹا کھٹ درازوں میں چیزیں درست کر کے انہیں بند کر رہی تھی۔ اور جھک کے اپنا بیگ اور ایک کھڑکتا ہوا شاپنگ بیگ اٹھا لیا۔

"مجھے تم سے ایک اور بات بھی کرنی تھی۔ اس کے بعد میں گھر جاؤں گی۔"

ماہر نے ایک گھونٹ میں کافی ختم کی۔ کپ کاؤنٹر پر رکھا۔ باریستا کو اشارہ کیا۔ وہ تیزی سے اس کی طرف بڑھی۔ کپ اٹھایا۔ کاؤنٹر پر گرا ایک قطرہ پونچھا۔ مسکرا کے ماہر کو شب بخیر کہا۔ واپس مالا کو دیکھا اور مسکراہٹ سمٹ گئی۔ ایک اچٹتی نگاہ اس پہ ڈال کے کچن کی طرف بڑھ گئی۔

وہ دونوں ساتھ ساتھ باہر نکلے۔ ٹھنڈ بڑھتی جا رہی تھی مگر آسمان ابھی تک ضبط کیے ہوئے تھا۔ کہیں کہیں بجلی چمکتی اور سارے کو روشن کر دیتی۔ پھر اندھیرا چھا جاتا۔ خشک اندھیرا۔

"اپنا سوال پوچھو۔" وہ سڑک کنارے چل رہے تھے جب ماہر نے اسے یاد دلایا۔ اس کی خاموشی پہ گردن موڑ کے اسے دیکھا۔ وہ شاپنگ بیگ سے کچھ نکال رہی تھی۔ ہاتھ باہر آیا تو ایک نیلی گرم ٹوپی تھی جس کے اوپری سرے پہ اون کی گیند (pompom) تھی۔

"یہ ٹوپی تمہیں بیس پچیس سال پہلے لینی چاہیے تھی۔" وہ مسکراہٹ دبائے اسے دیکھ رہا تھا جو ٹوپی کو زبردستی کھینچ

کے سر پر فٹ کر رہی تھی۔ اور بالآخر وہ فٹ آ گئی۔

"یہ اپنے لیے نہیں لی۔ بدر کے لیے لی ہے۔"

ماہر کی مسکراہٹ تھم گئی۔ نگاہ شاپنگ بیگ پہ ڈالی۔ اس میں سے چند سوئیٹرز اور ایک جیکٹ جھلک رہی تھی۔ بچے کے سائز کے۔ وہ واپس سائیڈ واک پہ چلنے لگی تو ماہر نے دیکھا ٹوپی کے پیچھے ٹیگ بھی لٹک رہا تھا جسے مالا نے نہیں دیکھا تھا۔

"تم اس کے لیے شاپنگ کرتی رہتی ہو؟ "

"آج کی ہے۔ کیونکہ..." مالا نے خشک لبوں پر زبان پھیری۔ "آج مجھے میوزیم میں عالیان ملا۔ سرکار عالیان۔"

پھر چہرہ موڑ کے ماہر کو دیکھا جو بیچ سائیڈ واک کے رک گیا تھا اور اسے یوں دیکھ رہا تھا جیسے اس کا دماغ چل گیا ہو۔

" کیا مطلب؟"

کشمالہ مبین نے گہری سانس لی۔ اب وہ دونوں آمنے سامنے کھڑے تھے۔ ایک طرف سے ٹریفک تیزی سے گزر رہا تھا۔ پانچ کارز، دو بائیکس اور ایک واٹر ٹرک کے گزرنے تک وہ تمام قصہ سنا چکی تھی۔

سوائے اس آخری بات کے۔

"نہیں۔ میں سمجھا نہیں۔ اس لڑکے نے اعتراف کیا کہ وہ سرکار ہے اور تمہارا بیٹا اس کے پاس ہے؟"

"ہاں۔ "اس نے شانے جھٹکے۔" میں کہتی تھی نا۔ سرکار وجود رکھتا ہے۔"

"نہیں مگر.... کیوں؟ وہ کیا چاہتا تھا؟"

اس نے تھوک نگلا۔" پتہ نہیں۔"

"اس نے کوئی مطالبہ کیا ہوگا۔ کوئی تاوان کوئی شرط؟"

"نہیں۔ "اس نے سر دائیں بائیں ہلایا۔

"پھر وہ تم سے ملنے کیوں آیا؟ صرف اپنی شکل دکھانے؟ "وہ غور سے اس کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا۔ اس کا دل بری طرح دھڑکا۔

"اس نے.... اس نے بس یہی بتایا کہ بدر کا قصور زیاد کا بیٹا ہونا ہے۔ اس لیے اس نے اسے اغوا کیا۔ اور..."

پھر سے تھوک نگلا۔"وہ اسے واپس کر دے گا۔"

" کب؟"

"اس نے اور کچھ نہیں بتایا۔بس ایسی ہی عجیب سی باتیں کر کے وہ چلا گیا۔میں اتنی شاکڈ تھی، یا اس نے کچھ کیا تھا میرے ساتھ کہ میں اسے روک نہیں سکی۔"

لیکن ماہر نفی میں سر ہلا رہا تھا۔

" نہیں۔وہ صرف یہ بتانے نہیں آیا تھا۔اس کا کوئی مقصد ہوگا۔ "پھر رک کے اسے دیکھا۔یوں کہ آنکھوں کی پتلیاں سکوڑ رکھی تھیں۔" آر یو شیور اس نے اور کچھ نہیں کہا؟"

" نہیں۔ "اس نے گردن دائیں بائیں ہلائی۔

ماہر چند لمحے اسے دیکھتا رہا۔وہ چند لمحے بہت بھاری تھے۔اسے اپنا چہرہ بالکل مطمئن رکھنا تھا،البتہ اس کی پلکیں لرزی تھیں۔

"اوکے۔تمام۔اس کا مقصد سامنے آجائے گا۔"

وہ اب خاموشی سے چلنے لگا۔کنکھیوں سے وہ اس کی ٹوپی کے پیچھے لٹکتا ٹیگ دیکھ سکتا تھا۔ایک دفعہ کچھ کہنے لگا لیکن وہ سڑک عبور کر رہی تھی۔سامنے شور لائن تھی اور اس کے پار بوسفورس کا سیاہ پانی جو عمارتوں کی روشنی میں جھلملا رہا تھا۔

"شاید وہ زیاد کا ساتھی ہو۔"وہ دونوں پانی کے کنارے رکھے اونچے پتھروں پر بیٹھ گئے تو وہ استنبول کی اسکائی لائن کو دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

"ساتھی ہوتا تو زیاد کے بیٹے کو کیوں اغوا کرتا؟ "وہ اسی تیزی سے بولی۔پھر گہری سانس لی اور آواز دھیمی کی۔

"میں یہ نہیں کہہ رہی کہ زیاد بدل گیا ہے یا ایک دم سے اچھا ہو گیا ہے۔نہیں۔لیکن ایک دفعہ... تمہیں میری بات ماننی پڑے گی۔تم ہر دفعہ درست ہوتے ہو گے۔لیکن اس دفعہ میں بھی غلط نہیں ہوں۔سرکار ہے۔اور بدر اسی کے پاس ہے۔"

ماہر نے سر اثبات میں ہلا دیا۔

"شاید وہ تم سے دوبارہ ملنے کی کوشش کرے۔"

اس کے ذہن کی جمع تفریق جیسے پوری نہیں پڑ رہی تھی۔کچھ تھا جو غلط تھا۔مسنگ تھا۔

"تم نے کہا تھا میں تم سے ایک سوال پوچھ سکتی ہوں؟"

وہ چونکا۔ پھر اسے دیکھا جو ساتھ پتھر پر بیٹھی تھی اور اس کی سبز آنکھوں میں دور روشن عمارتوں کا عکس جھلملا رہا تھا۔

"پوچھو۔" وہ ہلکا سا مسکرایا۔

مالا چند لمحے اس کی آنکھوں میں دیکھتی رہی۔

"تم بدر کا نام کیوں نہیں لیتے؟"

ماہر کی مسکراہٹ سمٹ گئی۔ چہرہ واپس پانی کی طرف پھیر لیا۔

"کیا اس لیے کہ وہ زیاد کا بیٹا ہے؟"

پانی پہ دور سے ایک فیری تیرتا ہوا آ رہا تھا۔ اس کے عرشے پہ میوزک اور شور کی آوازیں تھیں۔ غبارے بھی لگے تھے۔ جیسے کوئی پارٹی عروج پہ تھی۔

"تمہیں میرا کافی آرڈر یاد تھا۔"

بہت دیر بعد وہ بولا۔ وہ خاموشی سے سنہری چادر میں ڈوبے پانی کو دیکھے گئی۔

"مگر آج میری کافی بناتے ہوئے تم وہ نہیں تھیں جیسی وین کوور میں ہوتی تھیں۔ وہ لڑکی تلخ تھی۔ خوفزدہ۔ غصے میں۔ تم بدل گئی ہو بلکہ .... تم اس مالا جیسی بن چکی ہو جس سے میں پہلی دفعہ ملا تھا۔ اوشن میں جاب انٹرویو کے وقت۔"

"کرائسس سے پہلے کی مالا۔" وہ مسکرائی۔ وہ اس کی پرسکون زندگی کو بدلنے والے دن سے پچھلی صبح کی بات کر رہا تھا۔

"وہ مالا ٹھنڈے مزاج کی تھی۔ مسکرانے والی اور مہربان۔ اس کے اندر امن تھا جو میرے اندر نہیں تھا۔ شاید میں اسی امن کو تلاش کر رہا تھا۔ کرائسس ہمیں بدل دیتا ہے لیکن اگر ہم اس کو ہرا دیں تو اپنے اصل کی طرف واپس پلٹ جاتے ہیں۔"

"تم مجھے یہ کیوں بتا رہے ہو؟"

"میں بھی ویسا نہیں تھا جیسا شمس نے مجھے بنا دیا۔"

"شمس؟"

"میرے باپ کا باڈی گارڈ جس نے میری ماں پہ (کرب سے آنکھیں بند کیں) سحر عشق کیا تھا۔ وہ نگینہ بیگم کا

کلائنٹ تھا۔"

"اوہ۔"

"اس نے میرے باپ پہ سحر مرض کیا تھا جس سے ان کو ٹیومر ہو گیا۔ یا شاید ٹیومر ان کی قسمت میں تھا۔ جادوگر یونہی گناہگار رہوا۔"

"اور تمہاری ماں نے ان کی ڈیتھ کے بعد..."

"نہیں۔ ڈیتھ سے پہلے۔ جب وہ بیمار تھے۔ تب ماں نے انہیں چھوڑ دیا۔ اور شمس سے شادی کر لی۔"

اس کا منہ کھل گیا۔ پھر سنبھل کے جلدی سے بولی۔

"آئی.... آئی ایم سوری۔"

"بیربل نے سمجھوتہ کر لیا۔ میں نہیں کر سکا۔"

"آئی ایم سو سوری، ماہر۔" وہ اسے دیکھ رہی تھی اور وہ اپنے جوتوں کو۔ اس کی ماں نے اس کی گردن جھکا دی تھی۔

"ابا نے ماں کو اپنی دولت سے محروم نہیں کیا۔ لیکن میں جانتا تھا شمس کی نظر اسی دولت پہ ہے۔ وہ کسی نہ کسی طرح ہماری کمپنی کا حصہ بننا چاہتا تھا۔ اس نے بہت کوشش کی۔ مگر ابا کے بعد.... مالک اور میں ایک page پہ رہے۔ ہم نے ماں کو بہت سے قانونی طریقوں سے اس دولت کو ضائع کرنے سے روکے رکھا۔"

فیری کے عرشے پہ شور مچاتے نوجوانوں کی آوازیں بلند ہو رہی تھیں۔ وہ خوش تھے یا شاید دنیا کو یقین دلانا چاہ رہے تھے کہ وہ خوش تھے۔

"اس وقت ہم میں سے کوئی جادو جنات پہ یقین نہیں کرتا تھا۔ جب شمس کسی قانونی طریقے سے کمپنی میں داخل نہ ہو سکا تو اس نے روحانی طریقے اپنا لیے۔ اس نے میرے اوپر کچھ کروایا۔ مجھے آوازیں آنے لگیں اور میرا paranoia شروع ہو گیا۔ خوف ان چیزوں کی غذا ہے۔ ماں کے اس عمل سے پہلے میں ٹھنڈے مزاج کا انسان تھا۔ لیکن شمس کے آنے کے بعد.... کرائسس کے بعد.... میں تلخ ہو گیا۔ غصے والا۔ میرا غصہ قابو نہیں ہوتا تھا اور وہی میری کمزوری بن گیا۔ غصہ اور خوف۔ جنات ان دو چیزوں کو استعمال کرتے ہیں۔"

اس نے گھٹنے سینے سے لگا لیے اور تھوڑی ان پر رکھے اسے دیکھے گئی۔ وہ آہستہ آہستہ بولتا اب سامنے دیکھ رہا تھا۔ عمارتوں کی روشنیاں اس کی آنکھوں میں بھی جھلملانے لگی تھیں۔

"سبرینہ نے مجھے احساس دلایا کہ روحانی طاقتیں وجود رکھتی ہیں۔ مگر میں ان چیزوں کا مقابلہ نہیں کر سکا۔ میں نے سبرینہ پہ بھی حملہ کیا۔"

"سبرینہ ٹھیک ہے؟" اس نے نگاہیں چرا لیں۔ دل میں قلق سا ابھرا۔

"ڈونٹ وری۔ وہ محفوظ ہے۔ زیاد اس کو کبھی نہیں تلاش کر سکے گا۔"

پانی اب پرسکون ہونے لگا تھا کیونکہ فیری اپنا چکر مکمل کر کے ان سے دور جا رہی تھے۔

"مالک ہمیشہ میرے ساتھ کھڑا رہا تھا۔ وہ چاہتا تو ابا کے مرنے کے بعد ہماری دولت میں نقب لگا سکتا تھا۔ اس دولت میں اس کا حصہ بہت کم تھا۔ لیکن اس نے امانت کا حق ادا کیا۔ اس نے کمپنی کو بچائے رکھا.... مگر..."

" مگر؟"

" مگر ماں اور شمس نے اس کو بھی کنفیوز ڈ کر دیا۔ میرا سائیکوسس اسے دکھائی دے رہا تھا۔ مالک جادو کو نہیں مانتا تھا۔ علاج کو مانتا تھا۔ اس نے مجھے ماں کے ساتھ مل کے ذہنی امراض کے ہسپتال داخل کروا دیا۔"

ماہر نے گردن اٹھا کے سیاہ آسمان کو دیکھا۔ بادل ہر طرف پھیلے تھے۔ اندھیرے پہ اندھیرا۔ درمیان میں کہیں سے چاند جھلک رہا تھا۔ آدھا چاند۔

"میں اس دن کو کبھی نہیں بھول سکتا جب مالک کے رپورٹ کرنے پہ وہ مجھے لینے آئے تھے۔ کسی مجرم کی طرح انہوں نے مجھے گرفتار کیا تھا۔ پھر وہ مجھے راہداری میں زبردستی آگے لے جا رہے تھے۔"

وہ چاند کو دیکھتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

"تب ہلال نے مجھے روکا تھا۔ اور اس نے کہا تھا کہ جب میں واپس آؤں گا تب وہ وہاں نہیں ہوگی۔ ہلال ایسی پراسرار باتیں کیا کرتی تھی۔ لیکن تب اس نے وہ نام لیا تھا۔ کہ وہ اس کا انتظار کرے گی۔ وہ اسے بچا لے گا۔"

"بدر؟"

ماہر نے اثبات میں گردن ہلائی۔

"اگلے چند ماہ جو اسائیلم میں گزرے.... یہ نام میرے ذہن پہ دستک دیتا رہا۔ کون بدر؟ وہ کس کی بات کر رہی تھی؟ جب میں اپنے خوف کا مقابلہ کر کے تندرست ہو کے باہر آیا تب تک بہت سا نقصان ہو چکا تھا۔ زیاد نے میری ماں کو مار دیا تھا۔ ہلال غائب تھی۔ پھر میں نے اپنی زندگی کی ٹوٹی کرچیاں سمیٹیں اور اپنے اصل کی طرف واپس لوٹا۔ خود ساختہ جلاوطنی اختیار کی اور ہلال کو ڈھونڈنے لگا۔ لیکن یہ نام ہمیشہ ذہن میں رہا۔ یہ نام واحد lead تھا جو

مجھے ہلال تک لے جا سکتا تھا۔ درمیان میں کئی نام آئے۔ کشمالہ مبین۔ عالیان سادان۔ کبیرہ بیگم۔ مگر بدر کو کوئی نہیں جانتا تھا۔"

اب کے اس نے گردن موڑ کے مالا کو دیکھا۔ اس کی آنکھیں بھیگی ہوئی تھیں۔

"میں اس لیے اس کا نام لینے سے نہیں ہچکچاتا کیونکہ وہ زیاد کا بیٹا ہے، بلکہ اس لیے کہ وہ میرا ایک ٹراما ہے۔ مجھے وہ دن یاد آتا ہے جب وہ مجھے کسی قیدی کی طرح ایمبولینس میں ڈالنے لے جا رہے تھے اور راہداری کی دیوار پر مون فیز کے اسٹکرز لٹک رہے تھے۔ بدر سے ہلال اور ہلال سے بدر تک۔"

چند ثانیے خاموشی سے کٹ گئے۔ فیری دور جا چکا تھا اور آوازیں دم توڑ گئی تھیں۔

" کیا تم کبھی مکمل طور پہ heal ہو سکو گے، ماہر؟ "

" کوئی بھی مکمل طور پہ کبھی heal نہیں ہو سکتا، مالا۔ میں بھی نہیں۔ تم بھی نہیں۔ اس عمر میں تو کبھی نہیں۔ بس ہر وقت خود پہ کام کرنا پڑتا ہے۔ اپنے اصل سے قریب ترین جانے کے لیے۔"

"تم نے کبھی اپنی ماں کو معاف نہیں کیا؟"

"معاف کرنے سے healing کہاں ہوتی ہے۔"

پھر وہ اس کی طرف گھوما اور مسکرا کے اسے دیکھا۔

"اب بتاؤ... میری دی ہوئی تکلیف کا رنگ براؤن کیوں تھا؟"

وہ بھیگی آنکھوں سے مسکرا دی۔

" تمہاری دی گئی تکلیف جب بھی یاد آئی تمہارا چہرہ یاد آیا۔ اور... "

اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے ابرو سے اشارہ کیا۔

ایک لمحے کے لیے ماہر نے ناسمجھی سے اسے دیکھا۔

"اوہ۔ " پھر وہ بے اختیار ہنس دیا۔

وہ اس رنگ کو مالا سے جڑی چیزوں میں ڈھونڈتا آ رہا تھا۔ وہ رنگ تو اس کے اندر تھا۔

"اب تم بتاؤ، پرپل کیوں؟"

"یہ ڈیل نہیں ہوئی تھی۔ میں اپنے حصے کا جواب دے چکا ہوں۔ " وہ ہاتھ جھاڑتے ہوئے کھڑا ہو رہا تھا۔

"ہم ایک نئی ڈیل کر سکتے ہیں۔"

مگر وہ نفی میں سر ہلا رہا تھا۔ وہ اٹھ کے اس کے پیچھے آئی۔

"تم نے زارا سے منگنی کیوں کی؟"

وہ وہیں پانی کے کنارے رک گیا۔ گہری سانس لے کر سوچا۔

"نو فلٹر؟ "جیسے اس سے اجازت مانگی۔ اس نے اثبات میں سر ہلایا۔

"مالک بیمار تھا۔ اور میں گلٹی۔ میں اسے اس کی زندگی کی آخری خوشی دینا چاہ رہا تھا۔"

"پھر تم اس سے اتنا detached کیوں ہو؟"

ماہر نے ابرو اٹھا کے دیکھا۔

"یعنی؟"

"تمہاری شادی ہونے والی ہے۔ اس وقت تمہیں اس کے ساتھ ہونا چاہیے۔ لیکن تم نہیں ہو۔ "وہ رک رک کے کہہ رہی تھی۔ اس کے چہرے کو بغور دیکھتے ہوئے۔ ان کے تعلق کی گہرائی کتنی تھی؟

"تمہیں ایک دم سے زارا کا خیال کیوں آیا؟"

"کیونکہ وہ مجھے پسند نہیں کرتی۔ اور تم نے مجھے اپنے ساتھ والا اپارٹمنٹ دے دیا ہے۔ کیا وہ یہ بات جانتی ہے؟"

"وہ یہ جانتی ہے کہ میں نے تم سے تمہاری مدد کا وعدہ کیا ہے۔ اس کے لیے مجھے جو کرنا ہوا میں کروں گا۔ باقی اس نے مجھ سے منگنی مجھے جانتے ہوئے کی تھی۔ میرا لائف اسٹائل، میرا کام اس کو سب معلوم ہے۔"

"کیا تم اس کے ساتھ بھی یہاں واک کرنے آتے ہو؟"

وہ دونوں آمنے سامنے کھڑے تھے۔ ایک طرف سڑک تھی۔ دوسری جانب پانی۔ دونوں ہی تاریک تھے۔

"نہیں۔ ہم بچپن سے ایک دوسرے کو جانتے ہیں۔ ہم نے بہت سی پکنکس اور ویکیشنز ایک ساتھ کی ہیں۔ کچھ بھی نیا... "وہ رک گیا اور سر جھٹکا۔ "تم کیوں پوچھ رہی ہو؟"

"کیونکہ مجھے تمہارے اور زارا کے ریلیشن شپ کی فکر ہے۔"

"تم زارا کے لیے فکرمند ہو یا اپنے لیے؟"

"اپنے لیے؟ "مالا نے دو بار پلکیں جھپکائیں۔

وہ ہلکا سا مسکرایا۔

"شاید تمہیں یہ خوف ہے کہ اگر تم ماہر فرید کی شخصیت کو قریب سے جان لو تو تمہیں اس سے محبت نہ ہو جائے؟"

مالا نے گہری سانس کھینچی۔

"اگر مجھے تم سے محبت ہوئی تو تمہاری شخصیت کی وجہ سے نہیں ہو گی۔"

وہ چونکا۔سانس رک گیا۔

"پھر کس لیے ہو گی؟"

"تمہارے پیسے کے لیے ہو گی نا۔ بہت پسند ہے مجھے پیسہ۔زندگی بدل جائے گی میری۔" آنکھیں گھما کے کہا اور سر جھٹکتی آگے بڑھ گئی۔

وہ زور سے ہنس دیا۔وہ آگے جا رہی تھی اور اس کی ٹوپی کی گیند دائیں بائیں جھول رہی تھی۔

"میری کار اس طرف پارکڈ ہے۔"وہ بیکری سے مخالف سمت میں جا رہی تھی جب ماہر نے پکارا۔

"اور میری بس یہاں سے آئے گی۔"مڑے بغیر بازو لمبا کر کے اشارہ کیا۔

"ہماری ایک ہی منزل ہے، مالا۔"وہ جیسے تھک گیا تھا۔

"راستے الگ ہیں۔"اٹھے ہاتھ کی تین انگلیاں ہلائیں اور آگے بڑھتی گئی۔

وہ وہیں کھڑا کتنی ہی دیر اسے دور جاتے دیکھتا رہا۔اس کی کہی بات سے چہرے پہ آئی مسکراہٹ ابھی تک موجود تھی۔پھر سر جھکایا اور انگلی میں پہنی انگوٹھی دیکھی تو مسکراہٹ تھمی۔

حقیقت نے جیسے دماغ کے چودہ طبق کھول دیے تھے۔

ماہر نے دوبارہ چہرہ اٹھایا۔وہ دور چلتی جا رہی تھی۔پہلو میں شاپنگ بیگ اٹھائے جس میں اس کے بچے کے کپڑے تھے۔وہ بچہ جس کو لے کر وہ یہاں سے چلی جائے گی۔

یہ کشمالہ مبین کی حقیقت تھی۔

اور وہ پھر سے وہی غلطی کر رہا تھا۔وہ اس کی حقیقت کو بھولنے لگا تھا۔

اور اپنی بھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ماہر سے اس کی اگلی ملاقات صبح آفس کی لفٹ میں ہوئی۔وہ باہر نکل رہا تھا اور وہ عجلت میں اندر جانے لگی تھی۔

"ماہر... پولیس کمشنر نے بلایا ہے۔عالیان کا اسکیچ بنوانے۔تم چلو گے؟ "اس نے چنگیز کی کال کے بعد ماہر کو میسج بھی چھوڑے اور کالز بھی کیں لیکن جواب ندارد۔اب دکھائی دیا تو چھوٹتے ہی پوچھا۔

"نہیں۔بزی ہوں۔"وہ اس سے نگاہ ملائے بنا آگے بڑھ گیا۔

"میں پھر... اکیلی چلی جاؤں؟ "وہ لفٹ کے دروازوں کے درمیان کھڑی ایڑیوں پہ گھومی کیونکہ وہ مخالف سمت میں آگے بڑھتا جارہا تھا۔

"ہوں۔ "سر کو خفیف سا خم دیا۔مالا نے اچھنبے سے اسے دیکھا۔وہ ایک دفعہ بھی نہیں پلٹا۔کان میں ہینڈز فری بھی نہیں تھے۔شاید اس کی طبیعت خراب ہو۔یا کسی سوچ میں ہو۔

اور اس کے کام بھی تو بہت ہوں گے۔وہ فارغ تھوڑا ہی تھا۔یقیناً سرخ عمارت کا کوئی نیا مسئلہ ہوگا۔وہ پہلے ہی اس کا بہت وقت لیتی تھی۔اور اس ملاقات میں ماہر کی ضرورت ہی نہیں تھی۔وہ خود کو تسلیاں دیتی لفٹ میں سوار ہوئی۔

دھاتی دروازے آپس میں ملنے سے پہلے مالا نے دیکھا ماہر ایک آرکیٹیکٹ کے کیبن پہ جھکا اس کی اسکرین کو دیکھتا کچھ کہہ رہا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

دیوار گیر کھڑکی سے آتی روشنی باش کو مسار چنگیز کے آفس کو چمکائے ہوئے تھی۔ٹیبل پر حسب معمول فائلز، کاغذ اور رسیدوں کے انبار لگے تھے۔فضا میں کولون اور باسی سگریٹ کی مہک تھی۔

چنگیز رسیور کان سے لگائے مقامی زبان میں کسی سے کچھ کہہ رہا تھا،ایسے کہ ماتھے پہ تیوریاں تھیں۔

دروازہ کھٹکا تو اس نے رسیور کندھے پہ رکھا اور اُکھڑے انداز میں آجاؤ کہا۔لیکن دروازہ کھلنے کے ساتھ ہی نووارد کا چہرہ دیکھ کے اس کے تاثرات بدلے۔آنکھوں میں استعجاب اترا۔اپنے کالر سے معذرت کی،ریسیور کریڈل پر واپس رکھا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

"ماہر بے؟"

ساتھ ہی اس نے دیوار پہ لگی گھڑی کو دیکھا۔یہ یقیناً اس کی لنچ بریک کا وقت تھا۔

" کشمالہ خانم کچھ دیر پہلے ہی یہاں سے نکلی ہیں۔"اس نے بیٹھتے ہوئے اچھنبے سے ماہر کو دیکھا۔وہ کوٹ کا بٹن

کھولتے ہوئے کرسی کھینچ رہا تھا۔ چہرہ سنجیدہ اور بے تاثر تھا۔ صبح وہ مالا کے ساتھ اسٹیشن نہیں آیا۔ اور اب اس کے جانے کے بعد آ رہا تھا۔ کیوں؟

"ہم نے عالیان نامی شخص کا اسکیچ بنوالیا ہے۔ بلکہ حانم نے خود ہی بنا کے دیا ہے۔ میں اس کے بارے میں انکوائری کھول چکا ہوں۔ جیسے ہی کچھ معلوم ہوتا ہے، بتاؤں گا۔" چنگیز آخر میں "فون پر" کہتے کہتے رک گیا۔

(اسے آنے کی کیا ضرورت تھی؟)

"جانتا ہوں۔" ماہر ٹیک لگائے بیٹھا تھا۔

"تم خیریت سے آئے ہو؟ کوئی کام تھا؟" چنگیز بغور اسے دیکھ رہا تھا۔

"میری سرخ عمارت کی کنسٹرکشن چل رہی ہے، تم جانتے ہو۔ وہ بھی اس موسم میں۔"

چنگیز ہاتھ باہم پھنسائے آگے کو ہوا، تشویش سے اسے دیکھے گیا۔

"اور میرا اوپر نیچے بہت خرچہ ہو چکا ہے۔"

چنگیز کے ماتھے کی لکیریں گہری ہوئیں۔ سینے میں تنگی اٹھی۔

اور میں چھ سو ڈالر بچانا چاہتا ہوں۔"

"یعنی؟"

"میری تھیراپسٹ ایک سیشن کے چھ سو ڈالر لیتی ہے۔"

چنگیز چند لمحے ناسمجھی سے اسے دیکھے گیا۔

"لیکن ... تم بنا پیسے لیے میری بات سن سکتے ہو۔"

چنگیز کے ابرو استعجاب سے اوپر اٹھے۔ وہ اسی انداز میں کہے جا رہا تھا۔

"میں کسی اور دوست کے پاس جاتا لیکن تم سے زیادہ objectively کوئی بھی میری سچوئیشن کو نہیں دیکھے گا۔"

"اور میں آبجیکٹیو کیوں ہوں گا؟"

" کیونکہ تم مجھے پسند نہیں کرتے، اس لیے بے رحم سچ بول سکو گے۔" ماہر فرید مسکرایا۔

چنگیز چند لمحے آنکھیں چھوٹی کیے غور سے اسے دیکھتا رہا۔ سامنے بیٹھا سوٹ میں ملبوس مسکراتا ہوا آدمی وہی تھا جس کی وجہ سے اسے سارے ڈیپارٹمنٹ کے سامنے شرمندگی اٹھانی پڑی تھی۔ اس نے کورٹ میں اسے نادان

ثابت کیا تھا۔اور پھر اگلے چھ ماہ جب اس کا کیس چلا، تب کیسے چنگیز اس سے نگاہ پھیر کے گزر جاتا تھا۔
لیکن وہ ایک لمحہ جب چنگیز کو محسوس ہوا کہ وہ مالی تنگی کا شکار ہے تو اسے اپنے سینے میں بھی وہی تنگی محسوس ہوئی تھی۔
"اور میں یہ کیوں کروں گا؟ "اس نے کلائی پہ بندھی گھڑی دیکھی۔اور پھر ماہر کو۔اس کا وقت تھیراپسٹ سے زیادہ قیمتی تھا۔
ماہر نے جیب سے کچھ نکال کے میز پہ رکھا تو چنگیز کے چہرے پہ مسکراہٹ امڈ آئی۔
"Cohiba Behike 56" کا باکس سامنے تھا۔یہ اس برانڈ کے کیوبن اسگارز کی Bentley تھے۔
جب تک ماہر نے سگارز دونوں کے سامنے رکھے، چنگیز ریسیور اٹھا کے اپنے اسسٹنٹ کو اگلے نوے منٹ تک مخل نہ ہونے کا کہہ چکا تھا۔اور ساتھ ہی کھڑکی کا شیشہ سلائیڈ کر کے کھول دیا تھا۔ایسے کہ ٹھنڈی ہوا اندر آنے لگی تھی۔
" کہو جو کہنا ہے۔"
ماہر کا چہرہ اب پہلے جیسا بے تاثر نہیں تھا بلکہ اس پہ شدید ہیجان اور تذبذب تھا۔
"میں سب کے بارے میں درست ہوتا ہوں۔سوائے اپنے۔"
"بولتے رہو۔"چنگیز نے شعلہ سگار کو دکھاتے ہوئے اسے ہونٹوں کے درمیان رکھا۔دھوئیں کا مرغولہ اٹھا اور تیزی سے اوپر کو اٹھا۔پھر چھت سے ٹکرا کے وہ کھڑکی کی جانب لپکا۔
دھوئیں کو دیکھتے ہوئے اس نے سوچا تھا کہ اگر کشمالہ وہاں ہوتی تو اسے سخت ناپسندیدگی سے دیکھتی۔لیکن وہ وہاں نہیں تھی۔نہ اسے وہاں ہونا چاہیے تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

.

پولیس اسٹیشن سے نکل کے وہ سیدھا بس اسٹاپ تک آئی تھی۔وہاں پہنچ کے یاد آیا کہ اپنا ڈرائیورز لائسنس وہ اسٹیشن میں بھول آئی ہے۔سیکیورٹی کے لیے ایک اہلکار نے ہر دفعہ کی طرح وہ اس سے لے لیا تھا۔واپسی پہ وہ اسے لینا بھول گئی۔وہ اگلی بس لے لے گی، یہ سوچ کے الٹے قدموں واپس آئی۔اپنا کارڈ لیا، اہلکار کو جتایا کہ اسے یہ بات خود یاد رکھنی چاہیے تھی(جس پہ اس نے ترکش انداز میں کندھے اچکا دیے۔)اور جب باہر نکلی تو ایک دم رک

گئی۔

پولیس اسٹیشن کے سامنے کارز پارک کرنے کی ایک ہی جگہ تھی۔اور وہاں کھڑی سیاہ کار اور اس کی نمبر پلیٹ وہ دور سے پہچان گئی تھی۔

ماہر؟ ادھر؟ اس نے فوراً فون نکالا اور دیکھا۔شاید وہ اس کے پیچھے آیا ہو۔شاید کوئی پیغام یا مسڈ کال ہو۔لیکن ندارد۔

یعنی وہ اس کے لیے مصروف تھا۔اپنے کسی کام سے آیا تھا۔

کشمالہ کی پیشانی پہ بل پڑ گئے۔واپس بس اسٹاپ تک جاتے ہوئے وہ بل اسی طرح قائم رہے۔

پھر وہ آفس نہیں گئی۔سیدھی گھر جانے والی بس پکڑ لی۔

گھر؟ اس نے تلخی سے سوچا تھا۔وہ تو خانہ بدوش تھی۔لاہور سے مکہ اور وین کوور سے استنبول تک۔اس کا گھر کہیں نہیں تھا۔بہت سے کرایے کے مکان تھے اور بہت سے عارضی مکین تھے۔

نشانتشی سے گزرتے ہوئے وہ بس سے اتر گئی حالانکہ یہ اس کا اسٹاپ نہ تھا۔اسے ایک دکان کے چمکتے شیشوں کے پار بچوں کے جوتے دکھائی دیے تھے۔

بدر کا سائز اسے ازبر تھا۔وہ جوتا ہاتھ میں پکڑ کے بتا سکتی تھی کہ اسے پورا آئے گا یا نہیں۔لیکن کیا ان گزرے چار ماہ میں اس کا پیر بڑا ہوا ہوگا؟ کیا اس کے اغوا کاروں نے اس کو خوراک ٹھیک سے دی ہوگی؟ اسے خالص دودھ ملا ہوگا؟ چار ماہ میں اس کا پیر کتنا بڑھ سکتا تھا؟

وہ ایک ایک جوتے کو ہاتھ میں لیے دیکھ رہی تھی۔کیا وہ جب اسے ملے گا تو ویسا ہی ہوگا؟ کیا وہ اپنے ہی بیٹے کو پہچان جائے گی یا وہ قدیم داستانوں کی طرح changeling بن جائے گا؟ وہ جعلی بچہ جسے پریاں اس کے پنگھوڑے میں اصلی بچے کی جگہ رکھ آتی تھیں۔وہ چینجلنگ جس کی آنکھوں کی چمک عالیان کی آنکھوں جیسی تھی۔وہ اسکیچ آرٹسٹ کو اس کے خدوخال سمجھا سکتی تھی لیکن اس چمک کو لفظوں میں بیان کرنا ناممکن تھا۔

موبائل تھرتھرایا تو اس کے ماتھے کے بل واپس آ گئے۔اس وقت عموماً ماہر ہی کال کر سکتا تھا۔کیا وہ ظاہر کرے کہ اسے معلوم تھا وہ پولیس اسٹیشن آیا تھا یا....؟

چمکتی اسکرین پہ آتا نمبر "بلاکڈ نمبر" تھا۔اس کی ساری حسیات جاگ اٹھیں۔

" کون؟ "وہ وسط دکان میں کھڑی جوتے ہاتھ میں لیے بالکل ساکت تھی۔

"لگتا ہے تمہیں میری بات پہ یقین نہیں آیا۔" اس کی دھیمی آواز مالا کے کانوں میں گونجی۔

"تم نے ماہر کو حقیقت نہیں بتائی، حالانکہ یہ بدر کا get out of jail free card تھا۔ چچ چچ..."

"مجھے بالکل بھی یقین نہیں ہے کہ تم اسے چھوڑ دو گے۔ تم صرف مجھے ستا رہے ہو۔"

"کم آن، کزن۔ میں اتنا برا نہیں ہوں۔ اپنے قول کا پابند ہوں۔ تم جیسے ہی ماہر کو بتاؤ گی، میں بدر کو تمہارے گھر پہنچا دوں گا۔"

"تم جھوٹ بول رہے ہو۔ زارا تمہاری کلائنٹ نہیں تھی۔ میں جھوٹی باتیں آگے نہیں پہنچا سکتی۔ میں تمہیں کسی اور طریقے سے تلاش کر لوں گی۔"

"پولیس کو میرا اسکیچ دے کر؟" وہ ہنسا۔ "اگر مجھے اس کا ڈر ہوتا تو ماسک پہن کے تم سے ملتا۔" پھر وہ سنجیدہ ہوا۔ "سنو، مالا... تمہارے بیٹے کے پاس وقت کم ہے۔ اس کو ضائع مت کرو۔ میں زیادہ دیر اس کا خیال نہیں رکھ سکتا۔ اگر تم نے دیر کی تو میں اس سے چھٹکارا پا لوں گا۔"

کسی نے اس کا دل پیر تلے کچل دیا جیسے۔

"تم..." شدت جذبات سے چہرہ سرخ ہوا۔ "تم... کیا ثبوت ہے کہ وہ زندہ ہے؟"

دوسری جانب خاموشی چھا گئی۔

"مجھے تمہارے سوال پہ حیرت ہوئی ہے۔ تمہیں ہی سب سے زیادہ یقین تھا کہ وہ زندہ ہے۔ تم کیوں بے یقین ہونے لگیں؟"

"مجھے ثبوت دو کہ وہ زندہ ہے۔ پھر میں کچھ کروں گی۔"

"کیا چاہتی ہو؟ آج کے اخبار کے ساتھ اس کی تصویر بھیجوں تاکہ تم بیک گراؤنڈ میں موجود چیزوں میں سے کلیوز ڈھونڈ کے اس تک پہنچ جاؤ۔ ناں ناں۔ نیٹ فلکس نہیں چل رہا یہاں۔ تمہیں بیٹا چاہیے تو وہ کرو جو میں نے کہا ہے۔ ورنہ نتائج کا ذمہ دار میں نہیں ہوں گا۔"

ٹوں ٹوں سنائی دی اور کال کٹ گئی۔ وہ جوتے ہاتھ میں لیے بھیگی آنکھوں کے ساتھ کھڑی رہ گئی۔

وہ کیسے ماہر اور زارا کے درمیان آ سکتی تھی؟

اور کیا گارنٹی تھی کہ عالیان اپنی بات پہ قائم رہے گا؟

وہ واپس اپارٹمنٹ آ گئی۔ جوتے نہیں لیے۔ وہ اب بدر کے سائز کے بارے میں پہلے جیسی پر یقین نہیں رہی

تھی۔ وہ کسی بھی چیز کے بارے میں پر یقین نہیں تھی۔

یہ اپارٹمنٹ پہلے روز کی نسبت ہرا بھرا لگ رہا تھا کیونکہ ہر کھڑکی میں جہاں جہاں سے سورج جھانکتا، مالا نے وہاں ایک گملا سجا دیا تھا۔ سبز سبز پتے سفید اپارٹمنٹ کو تازگی کا احساس دے رہے تھے۔

اس وقت بھی وہ جگ سے ایک گملے میں پانی ڈال رہی تھی جب ڈور بیل بجی۔

کیا وہ بھی پولیس اسٹیشن سے واپس آ گیا تھا؟ کیا وہ اس سے صبح کے رویے کے لیے معذرت کرے گا؟ یا یہ ظاہر کرے گا کہ....

چوکھٹ میں ہلال کھڑی تھی۔ مسکراتے ہوئے ایک ڈسپوزیبل باکس پکڑے۔

"چیز کیک۔ فیضی خانم نے گھر میں بنایا ہے۔ میں تمہارے لیے لے آئی۔"

نیلی جینز پہ ڈھیلا ڈھالا سا سفید سوئیٹر پہنے، لمبے گھنگریالے بالوں والی ہلال مسکرا رہی تھی۔

وہ بھی مسکرادی۔ ہلال کو دیکھ کے ساری کلفت دور ہوگئی۔

"تم چیز کیک بنا سکتی ہو، ہلال؟"

" کیا جن کی آنکھیں نہیں ہوتیں وہ چیز کیک نہیں بنا سکتے ؟ "

وہ ہنس دی۔ اب وہ صوفے پر ساتھ ساتھ بیٹھی تھیں، ایسے کہ دونوں کا رخ ایک دوسرے کی جانب تھا۔ باکس وہ فریج میں رکھ چکی تھی یہ کہہ کر کہ بعد میں کھائے گی۔ وہ ہلال کا دل نہیں توڑنا چاہتی تھی لیکن اتنے میٹھے سے اس کے دانے واپس آسکتے تھے۔

"تم اپ سیٹ ہو، مالا؟" کچھ دیر بعد ہلال کے ابرو تشویش سے اکٹھے ہوئے۔ بھوری آنکھیں مالا کے کندھے کے پیچھے دیکھ رہی تھیں۔ کسی دوسری دنیا میں۔

"نہیں۔ "وہ پھیکا سا مسکرائی اور آواز کو تازہ دم بنانے کی کوشش کی۔ "بس تھک گئی ہوں۔"

" کنفیوزڈ ہو تم جیسے۔ دو راستوں کے درمیان۔"

مالا پیر اوپر کیے کشن گود میں رکھے بیٹھی تھی۔ گہری سانس لی اور دکھتی کنپٹی دبائی۔

"اگر انسان دو راستوں میں کنفیوزڈ ہو تو کیا کرنا چاہیے؟"

ہلال سادگی سے مسکرائی۔

"جو دل کہے۔ دل سچ بولتا ہے۔"

پھر اس کے چہرے کی جوت بجھ گئی۔

" کیا ماہر بھائی کبھی سوزی کو قبول کرے گا؟"

"وہ اسے پہلے ہی قبول کر چکا ہے۔اور اب تو بیربل اور سوزی واپس آ چکے ہیں۔صبح فلائیٹ تھی نا ان کی؟" ساتھ ہی دل میں گلٹ ابھرا۔اس کی وجہ سے وہ دونوں الگ اپارٹمنٹ میں نہیں رہ سکتے تھے۔لیکن خیر.... اگر انہیں الگ رہنا ہوتا تو کہیں کرایے پہ گھر لے لیتے۔وہ اب دوسرے دفعہ ان کے لیے شفٹنگ نہیں کرے گی۔

" نہیں۔وہ ان سے خفا ہے۔صبح جب وہ آئے تو ماہر بھائی ان سے کوئی بات کیے بنا ہی باہر نکل گیا۔وہ انہیں جب بھی دیکھتا ہے،اس کی انرجی ایک دم بہت closed up ہو جاتی ہے۔"

مالا نے نرمی سے اس کے دونوں ہاتھ پکڑے۔وہ ٹھنڈے تھے۔برف جیسے۔

"ماہر ایڈجسٹ کر لے گا۔مجھے تو وہ بری نہیں لگی۔تمہیں کیسی لگی؟"

"میں انسانوں میں برائی نہیں ڈھونڈتی،مالا۔" ہلال اداسی سے مسکرائی۔

مالا چند لمحے اس کا چہرہ دیکھتی رہی۔اس کی کنپٹی کا زخم۔تھوڑی کا نشان۔وقت کے ساتھ سب مندمل ہو گیا تھا لیکن ختم نہیں ہوا تھا۔

" مجھے ماہر نے بتایا تھا.... تمہاری ماں کے بارے میں۔اور کس طرح زیاد نے... "اس نے افسوس سر جھٹکا۔

"وہ سب ماضی میں ہے،مالا۔"

"تم سے ایک بات پوچھوں،ہلال؟"

"پوچھو۔"

کیا تم کبھی زیاد کو معاف کر سکو گی؟"

اس بات پہ ہلال شمس مسکرا دی۔

" کب کا کر دیا،مالا۔"

کشمالہ نے بے یقینی سے دونوں ابرو اٹھائے۔

" کیا تم نے واقعی اسے معاف کر دیا ہے؟ زیاد؟ اور... اور نگینہ بیگم؟ سب کو؟ ہر اس چیز کے باوجود جو انہوں نے تمہارے ساتھ کی؟"

اس نے سادگی سے سر اوپر نیچے ہلایا۔

" مگر کیوں؟"

"دل بہت چھوٹا سا ہوتا ہے، مالا۔ اس میں پرانی نفرتیں بھرتے رہیں گے تو نئی محبتوں کی جگہ کیسے بنے گی؟ "

کشمالہ کی آنکھیں بھیگنے لگیں۔

" کیا واقعی انسان اتنے زیاں کے بعد کسی کو معاف کر سکتا ہے؟"

" کر سکتا ہے۔"

"اور جو نہ کر سکے؟"

"جو معاف نہیں کرتے وہ دوسروں کے دیے زخموں سے خود کو بھرتے رہتے ہیں۔ کسی کے گناہ کا بوجھ ہم کیوں اٹھائیں؟"

اس کی پلکوں سے آنسو ٹوٹ ٹوٹ کے گرنے لگے۔ وہ کچھ کہنے لگی تھی کہ ڈور بیل بجی۔

"ہلال کی کال ہے۔" دروازے پہ فیضی خانم کارڈلیس فون ہاتھ میں لیے کھڑی تھیں۔ مالا نے آنکھیں رگڑتے ہوئے انہیں اندر آنے کا رستہ دیا۔ وہ صوفے تک گئیں اور فون ہلال کو تھمایا۔

"اس نے کہا کہ وہ کچھ دیر بعد دوبارہ کال کرے گا۔ میں واپس جا رہی ہوں۔ میرا کھانا اوون میں ہے۔" وہ عجلت میں باہر نکل گئیں۔

کشمالہ جب تک واپس آ کے بیٹھی تو دیکھا ہلال کے چہرے پہ کچھ بدلا ہوا تھا۔ کارڈلیس سختی سے ہاتھ میں پکڑے وہ بے چین نظر آئی۔

" کس کا فون تھا؟" اس نے غور سے ہلال کا چہرہ دیکھا۔

"ایک دوست کا۔" وہ بڑبڑائی۔

" تمہارے دوست ہیں یہاں، ہلال؟"

ہلال نے جواب نہیں دیا۔ فون پہ اپنی گرفت سخت کر لی۔ اب وہ پیر نیچے اتار چکی تھی، جیسے جانے کو بے تاب ہو۔

"میں اصل میں تمہیں کچھ اور کہنے کے لیے آئی تھی۔" وہ عجلت میں بتانے لگی۔

" مالک ہاسپٹل سے گھر آ چکا ہے۔ اور بیربل بھائی لوگ واپس۔ تو سوزی نے کہا کہ سب کہیں ڈنر کرتے ہیں۔ ماہر بھائی نے مجھے کہا تھا کہ میں تمہیں بھی انوائیٹ کر لوں۔"

" مجھے؟" اس نے سینے پہ انگلی رکھی، حالانکہ وہ اس کی انگلی نہیں دیکھ سکتی تھی۔

"میں کیا کروں گی فیملی ڈنر پہ؟"

"تمہاری موجودگی سے شاید وہ دونوں لڑنے سے باز رہیں۔ورنہ مجھے ڈر ہے ماہر بھائی ایک دم اس پہ پھٹ پڑے گا۔پلیز تم ضرور آنا۔"

اسے پچھلے ڈنر کی آکورڈنس یاد تھی۔اور پھر اس دفعہ ماہر نے اسے خود نہیں بلایا۔ہلال سے کہہ دیا۔خود بھی کہہ سکتا تھا۔لیکن صبح سے اس کا رویہ بدلا بدلا سا تھا۔ایسے میں وہ بالکل بھی ان کے کسی فیملی ڈنر میں شرکت نہیں کرے گی۔

"زارا بھی ہو گی۔"

وہ جو انکار کے لیے الفاظ جمع کر رہی تھی، چونک گئی۔

"زارا بھی ہو گی؟"

"ہاں۔تم اس سے ملی ہو کیا؟"

اسے زارا سے آخری ملاقات یاد آئی جو عالیان کے فون کے توسط سے ہوئی تھی۔دو سیکنڈ کی یادگار ملاقات۔

"تم آؤ گی نا، مالا؟"

مالا نے مسکرا کے سر ہلا دیا۔ہلال منتظر بیٹھی رہی تو وہ جلدی سے بولی۔"ہاں ہاں۔میں ضرور آؤں گی۔"

ہلال کارڈلیس فون لیے واپس اپنے اپارٹمنٹ میں آئی۔فیضی خانم کچن میں مصروف تھیں۔وہ چپ چاپ بالکونی کا دروازہ کھول کے باہر آ بیٹھی۔

باہر ٹھنڈ تھی۔سرد ہوا سے بال اڑنے لگے جنہیں وہ بار بار کان کے پیچھے اڑستی تھی۔چہرے پہ بے چینی تھی۔دفعتاً کارڈلیس فون تھرتھرایا۔اس نے جلدی سے انگلیوں سے بٹن ٹٹولے۔کال کا بٹن پریس کیا۔پھر فون کان سے لگایا۔

"تم نے میرے خط کا جواب نہیں دیا، ہلال۔"ایک سرد مگر ہلکی آواز سماعتوں میں گونجی۔

ہلال شمس کی پیشانی پہ بل پڑے۔

"مجھ سے دور رہو۔میں تمہارے لیے کچھ نہیں کر سکتی۔"فون نیچے کیا اور بٹن دبا دیا۔اسے امید تھی کہ وہ دوبارہ بجے گا لیکن وہ بالکونی کی کرسیوں کی طرح سرد رہا۔سرد اور خاموش۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

کھڑکی کھلی ہونے کے باوجود دھواں پوری طرح سے پولیس کمشنر کے آفس سے باہر نہیں نکل رہا تھا۔چنگیز پیچھے

ٹیک لگائے سگار انگلیوں میں دبائے سوچتی نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"یعنی وہ سب جھوٹ تھا۔ کہ میں مالا سے مووآن کر چکا ہوں۔ میں اسے بھلا چکا ہوں وغیرہ وغیرہ۔"

ماہر نے جھک کے سگار کی راکھ ایش ٹرے میں جھٹکی۔

"جھوٹ تھا۔"

"یعنی تم اسے ابھی تک دل سے نہیں نکال سکے؟"

"نہیں نکال سکا۔"

"اور اب تمہیں ڈر ہے کہ وہ تمہارے اور زارا کے درمیان آ جائے گی؟"

"مجھے ڈر ہے کہ ہر چیز پیچیدہ ہو جائے گی۔" اس کی آنکھوں میں شکست تھی اور پیشانی پہ لکیریں۔

"میں زارا کے ساتھ زیادتی کر رہا ہوں۔"

"کر رہے ہو۔"

ماہر نے ملامتی نگاہوں سے اسے دیکھا۔

"کیا؟ بے رحم سچ سننا چاہتے تھے تو سنو، ماہر بے۔" وہ سنجیدگی سے کہہ رہا تھا۔ "تم ایک one woman man ہو۔ اس لیے ایک عورت کے ہوتے ہوئے اگر تم دوسری عورت کی طرف متوجہ ہو گے تو تمہارا دل ہمیشہ گلٹ کا شکار رہے گا۔ اس لیے تمہارے پاس صرف دو آپشنز ہیں۔"

چند لمحے خاموشی سے گزر گئے۔ پھر ماہر نے بچا ہوا سگار ایش ٹرے میں رکھ دیا۔

"بتاؤ۔" ٹیک لگائے بیٹھا اب وہ جیسے چنگیز کا بے رحم سچ سننے کے لیے تیار تھا۔

"پہلا آپشن۔ مالا سے دور رہو۔ اور زیادہ سے زیادہ وقت زارا کے ساتھ شادی کی تیاری میں صرف کرو۔ دھیان بٹ جائے گا۔ مالا اپنے بیٹے کو لیے بنا یہاں سے وین کوور جائے یا نہ جائے، تم نے چند ہفتے بعد ویسے بھی لندن چلے جانا تھا۔ تم وہاں چلے جاؤ۔ اپنا گھر سیٹ کرو۔ شادی کی تیاری کرو۔ وغیرہ وغیرہ۔"

"آنکھ سے اوجھل۔ دماغ سے اوجھل۔" وہ زخمی سا مسکرایا۔

"دوسرا آپشن؟"

چنگیز نے گہری سانس لی اور کندھے اچکائے۔

"دوسرا آپشن تم پہلے سے جانتے ہو۔ میرے پاس اس لیے آئے ہو کہ میں تمہیں کہہ سکوں کہ وہ آپشن آسان

ہوگا۔تاکہ تم اس پہ غور کرو۔"
ماہر کی گردن میں گلٹی سی ڈوب کے ابھری، مگر بولا کچھ نہیں۔
"دوسرا آپشن آسان نہیں ہوگا، ماہر بے۔تمہارا چچا مرنے والا ہے۔اس موقع پہ اس کی بیٹی کو چھوڑو گے تو خود کو کبھی معاف نہیں کر سکو گے۔مالک فرید تمہیں کتنا ہی اپنا بیٹا سمجھے، کتنی ہی محبت کیوں نہ کرے تم سے، وہ اس کی بیٹی ہے۔اور وہ ہے بھی کافی جذباتی۔"اس نے جھرجھری لی۔"وہ بہت بری طرح ری ایکٹ کرے گی۔مالک مر جائے گا۔اور تم ہمیشہ گلٹ میں رہو گے۔"
"میں مالک کو دکھ نہیں دے سکتا۔"اس کے چہرے پہ شکست لکھی تھی۔"میں مسلسل گلٹی محسوس کر رہا ہوں۔رات مجھے مالک اور زارا کے ساتھ ڈنر پہ جانا ہے۔اور مجھے اپنا آپ مجرم لگ رہا ہے۔"
"شادیوں میں سمجھوتے کرنے پڑتے ہیں۔تم نے کچھ سوچ کے ہی زارا سے منگنی کی تھی۔اب اس کو قائم رکھو۔چپ چاپ وہی کرو جس سے مالک کو دکھ نہ پہنچے۔"
"یاسمین مجھے یہ مشورہ نہ دیتی۔وہ مجھے کہتی کہ میں اپنے دل کی سنوں۔ "افسوس سے چنگیز کو دیکھتے ہوئے نفی میں سر ہلایا۔
"اسی لیے تم اس کے پاس نہیں گئے۔اور چھے سو ڈالر کے سگارز لیے میرے پاس چلے آئے۔"
وہ دھیرے سے ہنس دیا۔چنگیز بھی مسکرا دیا۔کمرے میں صرف سگار نہیں جلے تھے۔بہت سی رنجشیں بھی راکھ ہو گئی تھیں۔
"ویسے... "چنگیز نے سگار نیچے کیا اور سوچتی نظروں سے اسے دیکھا۔
"بالفرض تم مالک کو دکھ دے کر زارا سے رشتہ توڑ دو.... تب بھی.... کیا مالا اور تم ایک ہو سکتے ہو؟"
ماہر نے کچھ کہنے کے لیے ہونٹ کھولے، پھر رک گیا۔اس کے پاس اس بات کا جواب نہ تھا۔
" کیا اسے تمہارے اندر دلچسپی ہے؟ یا تم صرف اس کا ایک سپورٹ سسٹم ہو جو اس کے بیٹے کی تلاش میں اس کی مدد کر رہا ہے؟"
اس نے سر جھکا دیا۔سارے جواب واضح تھے۔
"یاسمین خانم تمہیں یہ ضرور کہتی کہ اپنے دل کی سنو۔لیکن وہ یہ بھی یاد دلاتی کہ دل کی وہاں سنی جائے جہاں دوسری جانب سے فیلنگز برابر کی ہوں۔مجھے وہ صرف ایک پریشان عورت لگتی ہے جس کے دل و دماغ میں صرف اس کا بچہ

ہے۔ ہونا بھی چاہیے۔"

ماہر کھلی کھڑکی سے باہر دیکھنے لگا۔ دھوئیں کے بادل اب کم ہو گئے تھے اور اصلی بادل دکھائی دینے لگے تھے۔

"وقتی طور پہ شاید وہ تم سے اٹیچڈ ہو جائے۔ جیسے انسان ٹرین میں کسی ہم سفر سے ہو جاتا ہے۔ اچھی گپ شپ۔ ہنسی مذاق۔ ایک دوسرے کا خیال کرنا۔ لیکن منزل آنے پہ ہم سفر کو الوداع کہنا بہت آسان ہوتا ہے۔"

"وہ چلی جائے گی اور میں اپنے گلٹ کے ساتھ تنہا رہ جاؤں گا۔"

"اور یاسمین خانم تمہیں یہ ضرور کہتی کہ زارا یا مالا کو چننے کی بجائے اپنا چناؤ کرو۔"

اور ماہر فرید نے سمجھ کے سر ہلا دیا۔ بے رحم سچ تکلیف دہ تھا لیکن سچ تھا۔ وہ اس سے منہ نہیں موڑ سکتا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ٹیکسی نے اسے ریستوران کے دہانے پہ اتارا جہاں ڈنر کا اہتمام کیا گیا تھا۔ مالا نے سر اٹھا کے پہلے آسمان کو دیکھا جو صاف تھا۔ اور پھر ریستوران کی گلاس وال میں اپنے عکس کو۔ وہ سادگی سے تیار ہوئی تھی۔ سفید گرم کوٹ کے نیچے لمبا سبز لباس جھلک رہا تھا۔ بال کھلے تھے اور کانوں میں ننھے زمرد تھے۔ سبز رنگ آنکھوں کو مزید اٹھا رہا تھا۔

خود پہ ایک تنقیدی نگاہ ڈال کے کشمالہ دروازے کی طرف بڑھی جب کلچ میں رکھا موبائل تھرتھرایا۔

واٹس ایپ پہ کسی دوسرے ملک کے نمبر سے میسج آیا تھا۔

"تم ہی کہتی تھیں نا کہ ہر شخص کو اس کے حصے کا سچ جاننا چاہیے۔ کیا آج تم فرید لار کے فیملی ڈنر پہ سچ بول پاؤ گی، مائی ڈئیر مالا؟"

اس نے جواب نہیں دیا۔ وہ اس نمبر کے بارے میں چنگیز کو نہیں بتا سکتی تھی، کہ ایسی صورت میں اسے میسج کا اسکرین شاٹ بھیجنا پڑتا۔ اُف۔

وہ ڈنر ہال میں داخل ہوئی تو چہرے پہ جھنجھلایا ہوا تاثر تھا، جسے وہاں بیٹھے لوگوں کی خود پہ اٹھتی نگاہوں کے باعث اسے جلدی سے درست کرنا پڑا۔

چھت سے لٹکتے فانوس اور دیواروں پہ لگے قمقموں کے باعث وہ جگہ خوب روشن تھی۔ عموماً شام کے وقت ریستوران ایسے روشن نہیں ہوتے تھے، لیکن شاید میزبان نے خود ہی ایسی جگہ کا انتخاب کیا تھا جہاں روشنی تیز ہو اور سب عیاں ہو جائے۔

طویل میز بھر چکی تھی۔ شاید وہی دیر سے پہنچی تھی۔ سب کی نگاہیں اس کی طرف اٹھیں تو اس نے رسمی مسکراہٹ کے ساتھ سلام کیا۔

سربراہی کرسی پر مالک فرید براجمان تھے۔ وہ اس روز سے کمزور دکھائی دیتے تھے۔ البتہ سوٹ بے شکن تھا اور بال جیل سے پیچھے جمے تھے۔ نگاہ اٹھا کے اسے دیکھا۔ موہوم سا مسکرائے اور کرسی کی طرف اشارہ کیا جو عین ان کی سیدھ میں تھی۔

میز کی دوسری سربراہی کرسی۔

باوردی بیرے نے وہ کرسی کھینچی تو اس نے کوٹ اتارا، جسے بیرے نے فوراً تھام لیا اور پھر کرسی پر بیٹھی۔ پھر فرصت سے میز پہ موجود نفوس کا جائزہ لیا۔

مالک فرید کے بائیں ہاتھ زارا بیٹھی تھی۔ اس نے کشمالہ سے نگاہ نہیں ملائی تھی۔ وہ فون کان سے لگائے کسی سے بات کر رہی تھی۔ جیسے ورک کال ہو۔ مالا کی گہری نظریں اس سے ہوتی ہوئی بیربل اور سوزی کی طرف اٹھیں جو زارا کے بائیں جانب بیٹھے تھے۔ سوزی نے خوشگوار مسکراہٹ کے ساتھ اس کے سلام کا جواب دیا اور واپس بیربل کو کچھ بتانے لگ گئی۔

ہلال نے بھی چہرہ اٹھا کے اس کو سلام کیا۔ پھر سر جھکا دیا۔ اس کی گود میں کوئی کتاب تھی جسے وہ انگلیوں سے پڑھ رہی تھی۔ شاید ڈنر ٹیبلز پہ کتابیں لے آنا اس کی عادت تھی اور کوئی اسے اس بات پہ ٹوکتا نہیں تھا۔

وہ مالک فرید کے دائیں ہاتھ براجمان تھا۔ زارا کی سیدھ میں۔ اپنے موبائل پہ جھکا۔ کشمالہ کے سلام کا جواب اس نے سر کے خم سے دیا تھا لیکن نگاہ نہیں اٹھائی تھی۔

کچھ تھا فضا میں جو پھر سے آکورڈ تھا۔ ایک دم ہی اسے افسوس ہونے لگا۔ وہ یہاں کیوں آئی؟ لیکن نہیں۔ اسے آنا تھا۔ اسے زارا کی آنکھوں میں ایک دفعہ دیکھنا تھا۔ تاکہ وہ یہ جان سکے کہ اس روز عالیان کے موبائل پہ دکھائی دینے والی زارا اصلی تھی یا کسی AI کی پیداوار۔

"تمہارے والد اچھے انسان تھے۔ ان کی موت کا بہت افسوس ہوا۔ " مالک فرید بے تاثر چہرے اور مشینی انداز میں سوزی سے مخاطب ہوئے، تو وہ جو بیربل سے بات کر رہی تھی، فوراً مؤدب سی ان کی طرف متوجہ ہوئی۔

"بابا کی ڈیتھ بہت اچانک ہوئی۔ بہت بڑی ٹریجڈی۔"

سوزی کے چہرے پہ ملال ابھرا۔ نگاہیں جھکا دیں۔

مالا نے پانی کا گھونٹ بھرتے ہوئے غور سے اس کو دیکھا۔ٹیبل پہ موجود تمام افراد سیاہ سفید پہنے ہوئے تھے۔ زارا کا ڈریس بھی سیاہ تھا۔البتہ سوزی نے خون جیسے رنگ کا سرخ لباس پہن رکھا تھا۔اس کا کیلی بیگ میز پر جما تھا۔

"تمہاری باقی فیملی...؟" مالک فرید نے سوالیہ انداز میں فقرہ ادھورا چھوڑا۔ان کی آنکھیں سوزی کو اسکین کر رہی تھیں۔

"بابا کی ڈیتھ کے بعد ماما بہت ڈس ہارٹ ہوئیں اور امریکہ شفٹ ہو گئیں۔ میرا چھوٹا بھائی بھی ان کے ساتھ ہوتا ہے۔چھوٹی سی فیملی ہے میری۔ " وہ اداسی سے مسکرائی۔پھر ٹیبل پہ موجود افراد کو باری باری دیکھا۔

"لیکن اس فیملی کا حصہ بننے کے بعد اب میری فیملی چھوٹی نہیں رہی۔ مجھے ہمیشہ سے بڑی فیملیز اچھی لگتی تھیں۔ "

بیربل نے بھی مسکرا کر اسے دیکھا۔وہ آج پہلے سے زیادہ معتبر اور سوبر لگ رہا تھا۔اسے شاید ہی کبھی مالا نے اتنے فارمل ڈنر سوٹ میں دیکھا ہو۔

"تو تمہاری چھوٹی سی فیملی ہم سے ملنے کب آئے گی؟" ماہر نے ایک دم چہرہ اٹھا کے اسے دیکھا تو سوزین کی مسکراہٹ پھیکی ہوئی۔

"میں نے آپ کو بتایا نا.. ہمارے اس فیصلے سے... "اس نے دانت سے نچلا لب کاٹا۔"وہ لوگ مجھ سے ناراض ہیں۔ "پھر بے اختیار مالک فرید کو دیکھا۔

"میں چاہتی تھی کہ اگر آپ ماما سے بات کریں اور انہیں یہاں انوائیٹ کریں،تو شاید وہ نرم پڑ جائیں۔"

مالک فرید نے کچھ کہنے کے لیے لب کھولے ہی تھے کہ...

"بالکل نہیں۔یہ تمہارا اپنا مسئلہ ہے۔اس کو خود حل کرو۔ "ماہر نے بات کاٹ دی۔

مالک فرید نے ناگواری سے ماہر کو دیکھا،لیکن بولے نہیں۔

میز پہ عجیب سا تناؤ در آیا تھا۔جہاں سوزی کے چہرے کی جوت بجھ گئی،وہاں بیربل نے بے چینی سے پہلو بدلا۔

"میں بات کروں گا۔وہ جب ہم سے ملیں گی تو ٹھیک ہو جائیں گی۔ "اس نے نرم آواز میں بیوی کو تسلی دی۔

سوزی نے بے اختیار بیربل کو دیکھا اور مسکرائی تو اس کی آنکھوں میں پانی تھا۔

اس نے انگلی کی نوک سے آنکھ کا کنارہ صاف کیا اور سر اثبات میں ہلایا۔

مالا کی نگاہ زارا کی طرف اٹھی جواب فون نیچے کر چکی تھی۔وہ اب ماہر کو دیکھ رہی تھی۔کشمالہ مبین جیسے اس کے

لیے invisibility cloak پہنے ہوئے تھی۔اسے دکھائی ہی نہ دی۔

"آپ کا کلینیکل ٹرائل کب شروع ہو رہا ہے؟ "سوزی نے مالک فرید سے بات کرنے کی کوشش کی تو ایک دم سب نے چونک کے اسے دیکھا۔

وہ پزل سی ہوگئی۔فوراً بیربل کی طرف اشارہ کیا۔

"سوری۔مجھے بیربل نے بتایا تھا۔میری دعائیں آپ کے ساتھ ہیں۔ "

مالک فرید نے بس ہوں کہہ کے نیپکن اٹھایا اور گود میں بچھانے لگے۔ان کے ہاتھوں میں ہلکی سی لرزش تھی۔

میز پہ ایک دفعہ پھر سے خاموشی چھا گئی۔آکورڈ سی خاموشی۔ہر شخص جیسے اپنے ہی کسی خیال میں تھا۔

"آپ کا ہنی مون کیسا گزرا؟ "ہلال کی مدھم آواز نے خاموشی کو توڑا۔وہ چہرہ ان دونوں میاں بیوی کی طرف کیے ہوئے تھی۔مگر وہ اداس لگتی تھی۔یا کسی تفکر بھری سوچ میں گم۔

"بہت اچھا۔ "بیربل قدرے پر جوش سا بتانے لگا۔وہ کہاں کہاں گئے۔انہوں نے کیا کیا۔مونٹینیگرو کا موسم کیسا تھا۔

وہ بول رہا تھا اور مالا بار بار ماہر کو دیکھ رہی تھی۔کچھ تھا اس کے انداز میں جو بدلا ہوا تھا۔اس نے ایک دفعہ بھی نگاہ اٹھا کے اسے نہیں دیکھا تھا۔کیا اس نے کچھ کیا تھا؟ کیا وہ اس سے خفا تھا؟ یا کہیں......

اس کا دل زور سے دھڑکا۔

اوہ نو.... کہیں عالیان نے اس سے رابطہ کر کے کچھ کہہ تو نہیں دیا؟

کیا وہ یہ سمجھ رہا ہے کہ مالا ایک دفعہ پھر اس سے حقیقت چھپا رہی ہے؟

اتنی مشکل سے وہ دونوں ایک دوسرے پہ بھروسہ کرنے لگے تھے۔اُف۔

"آپ کو اپنے بیٹے کا کچھ پتہ چلا؟ "

سوزی نے ایک دم اسے مخاطب کیا تو وہ اپنے خیال سے چونکی۔

سب اس کی طرف متوجہ تھے۔زارا بھی۔دونوں کی نگاہ ملی۔

زارا واپس ماہر کو دیکھنے لگی۔لیکن وہ ایک نظر.... بظاہر بہت پرسکون، لاتعلق سی نظر تھی....

لیکن وہ نظر اسے سمجھا گئی کہ ان کی دو سیکنڈ کی آخری ملاقات اصلی تھی۔

مالا نے نگاہ واپس سوزی کی طرف موڑی۔پھیکا سا مسکرائی۔

"میرے بیٹے کا اغوا کار مجھ سے ملنے آیا تھا۔"

سب اسے دیکھ رہے تھے۔ سوائے ماہر فرید کے۔ وہ موبائل سامنے کیے بٹن دبا رہا تھا۔ وہ کنکھیوں سے اسے دیکھ سکتی تھی۔

" کون؟" مالک فرید چونکے تھے۔

"اس کا نام عالیان ہے اور وہ witchcraft میں ملوث ہے۔ مجھے خود ابھی معلوم ہوا ہے کہ وہ میری extended فیملی کا حصہ ہے۔"

" تمہاری فیملی میں بہت زیادہ ہی witchcraft نہیں ہوتا، مالا؟ کبھی ساس...کبھی شوہر...اور کبھی کزن..." زارینہ فرید نے اسے پہلی دفعہ مخاطب کیا۔ دونوں کی نگاہ پھر ملی۔

"ہر فیملی میں ہوتا ہے، زارا۔ "

"ہر فیملی میں نہیں ہوتا۔" زارا کی آواز اونچی ہوئی۔ تنبیہی نظریں مالا پہ جمی تھیں۔

"ہوتا ہے۔ ہر فیملی میں ایک شخص ہوتا ہے جو ان چیزوں میں ملوث ہوتا ہے۔ لیکن اس کا راز کسی کو معلوم نہیں ہوتا۔" وہ اسی سنجیدگی سے زارا کی آنکھوں میں دیکھ رہی تھی۔

زارا کے چہرے پہ سایہ سا لہرایا۔ لیکن اس نے کندھے اچکا کے چہرہ سامنے کر لیا۔

پھر ایک دم وہ مسکرائی اور کھنکاری۔ چمچ کو کانچ کے گلاس سے تین دفعہ ٹکرایا۔

"بائی داوے... مجھے آپ سب کو کچھ بتانا تھا۔"

ماہر نے چونک کے فون سے چہرہ اٹھایا۔

"بابا اور میں نے فیصلہ کیا ہے کہ ہم شادی کی تاریخ کو پیچھے لے آئیں۔"

ماہر کے ابرو نا سمجھی سے اکھٹے ہوئے۔

" کیا مطلب؟" پہلے اس نے مالک کو دیکھا، پھر زارا کو، جس نے اس کا سوال سنا ہی نہیں تھا۔

"...اور بابا کے کلینیکل ٹرائل شروع ہونے سے پہلے ہماری شادی کا ایونٹ رکھا جائے۔ یعنی آج سے..." اس نے کلائی پر بندھی سمارٹ واچ دیکھی۔ "دو ہفتے بعد۔ "

اور مالا کے دل کو جیسے کسی نے مٹھی میں جکڑ لیا۔ اتنے زور سے کہ سانس آنا رک گیا۔

ماہر نے آہستہ سے فون میز پر رکھا۔ مٹھی بھینچ لی، جیسے وہ بہت ضبط کر رہا ہو۔

پھر جب بولا تو لہجہ دھیما مگر دو ٹوک تھا۔

"ہم اس بارے میں بعد میں بات کریں گے، زارا۔"

"شیور۔ ویسے میں نے وینیو پسند کر لیا ہے اور دو ہفتے بعد کی تاریخ میں وہ available ہے۔ "وہ مسکرا کے اسی انداز میں اسے کہہ رہی تھی۔

ماہر نے پھر سے پہلو بدلا۔

"ہم بعد میں بات کریں گے۔" زارا کو دیکھتی اس کی بھوری آنکھوں میں تنبیہہ تھی۔

"یہ تو بہت اچھا فیصلہ ہے۔ "سوزین ایک دم سے چہکی۔ "فیملی ویڈنگ۔ سو ایکسائٹنگ۔ زارا... آپ کو جہاں میری ضرورت ہو بتایئے گا۔ وینیو سلیکشن، کیک ٹیسٹنگ... جہاں بھی مجھے ساتھ لے جانا ہو میں..."

زارا نے سنجیدگی سے اسے دیکھا۔

"I can manage."اور واپس سیدھی ہو گئی۔

سوزی کا چہرہ بجھ گیا۔ اس نے ماہر کو دیکھا۔ شاید وہ اس کے لیے کچھ بولے۔ لیکن اس کا چہرہ تناؤ کا شکار لگتا تھا۔

سوزی کے کندھے ڈھلک گئے۔

"ہم دونوں ساتھ شاپنگ پہ جا سکتے ہیں۔" ہلال کی آواز پہ سوزی نے چہرہ اٹھایا۔ پھر اس کی آنکھوں میں نمی در آئی۔ مسکرا کے سر ہلایا۔ پھر بے اختیار کشمالہ کو دیکھا۔

"آپ بھی ہمارے ساتھ چلنا۔ "اس نے جیسے رسماً پیشکش کی۔

مالا نے سنجیدہ نظروں سے اسے دیکھا۔

"سوری۔ مجھے پولیس اسٹیشن اور دوسرے کاموں سے اتنی فرصت ہی نہیں ملے گی کہ..."بدقت وہ کہنے لگی کیونکہ سینے میں عجیب سی گھٹن ہو رہی تھی۔ جیسے متلی ہو۔ مگر...

"لیکن دوسروں کے فیملی ڈنرز میں شرکت کے لیے آپ کے پاس بہت وقت ہے۔ "

زارا نے اسی مسکراہٹ سے اسے دیکھا۔

"زارا۔" ماہر نے پہلے اسے گھورا... اور پھر... بے اختیار مالا کو دیکھا۔ یہ پہلی دفعہ تھا جب اس نے اس کا چہرہ دیکھا تھا۔ سبز لباس والی لڑکی کی رنگت زرد ہو رہی تھی اور وہ شدید غیر آرام دہ دکھائی دیتی تھی۔ کھانا ابھی تک سرو نہیں ہوا تھا اور وہ یوں کنارے پر بیٹھی تھی گویا بھاگ جانا چاہتی ہو۔ زارا کے الفاظ پہ وہ کچھ بول نہ سکی۔ ہونٹ کھولے ہی

تھے کہ....

"میں نے سنا ہے بیربل نے بھی تمہارے ذمے زائد کام لگا دیے۔ "مالک فرید کی آواز گونجی۔

ساتھ ہی انہوں نے ایک تنبیہی نظر بیربل پہ ڈالی جو قدرے بجھا ہوا بیٹھا تھا۔ اس بات پہ پھیکا سا مسکرایا اور ممنون نظروں سے مالا کو دیکھا۔

"مجھے معلوم تھا آپ یہ کام انجوائے کریں گی۔ "پھر رک کے اضافہ کیا۔ "میرا اسٹاف آپ کو اتنا پسند نہیں کرتا۔ جس کا مطلب ہے کہ آپ نے ان پہ ٹھیک سختی کی تھی۔ اب تک انہوں نے یقیناً آپ کے بہت سارے نام رکھ لیے ہوں گے۔"

زارا کی بات کا اثر زائل ہونے لگا۔ وہ مسکرادی اور بوتل سے پانی گلاس میں انڈیلتے ہوئے بولی۔

"وہ میرا جیسا بھی نام رکھ لیں، وہ Pinocchio جیسا کیوٹ نہیں ہوگا۔ "

پانی کا گھونٹ بھرا۔ پھر گلاس نیچے رکھا تو دیکھا ... سب اس کو دیکھ رہے تھے۔ حتیٰ کہ ماہر بھی۔ بے یقینی سے۔ ایک لمحے کے لیے اس کو سمجھ میں نہ آیا کہ اس نے ایسا کیا کہا ہے۔ پھر اس نے بیربل کا چہرہ دیکھا۔ اس پہ ناسمجھی تھی۔

"Pinocchio کون؟"

"یعنی جو تمہارا اسٹاف تمہیں... "وہ رک گئی۔ ماہر کو دیکھا۔ اس نے بے اختیار ماتھے کو چھوا تھا۔

اور تب اسے احساس ہوا کہ اس نے کیا کر دیا ہے۔

بیربل کا چہرہ ایک دم سفید ہوا تھا۔

"میرے اسٹاف نے میرا کوئی نام نہیں رکھا۔ کبھی بھی نہیں۔ "اس نے نیپکن مروڑ کے آہستہ سے میز پر رکھا۔ وہ بے یقینی سے کشمالہ کو دیکھ رہا تھا۔ بنا پلک جھپکے۔

سوزی نے بے اختیار اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا۔ لیکن بیربل نے اپنا ہاتھ چھڑا لیا۔ ایک کانٹا چھری زور سے زمین پر گرے۔

"میں اپنے اسٹاف کے ساتھ کسی....کسی....(ماہر اور مالک کو دیکھا) روبوٹ یا مشین کی طرح بی ہیو نہیں کرتا۔ میں ان کا خیال کرتا ہوں۔ ان کے ساتھ....ان کے ساتھ اچھے سے بات کرتا ہوں۔ وہ کبھی بھی....وہ کبھی بھی میرا کوئی نام نہیں رکھ سکتے۔ "سفید چہرہ اب سرخ ہونے لگا تھا۔

"نہیں... سوری.. میرا مطلب... " وہ گھبرا کے کہنے لگی لیکن وہ نہیں سن رہا تھا۔

"وہ لوگ مجھے..." بیربل نے تھوک نگلا۔ آنکھیں بھیگنے لگیں۔ "وہ مجھے Pinocchio کہتے ہیں؟ وہ میری پیٹھ پیچھے میرا نام رکھتے ہیں؟" اس نے گردن موڑ کے باری باری سب کو ملامتی نظروں سے دیکھا۔

"اور آپ سب جانتے تھے۔" وہ کرسی دھکیل کے اٹھا۔

"بیربل... بی...!" ماہر پیچھے سے چلایا۔ لیکن وہ لمبے ڈگ بھرتا باہر نکل چکا تھا۔

مالا کا چہرہ گلابی ہونے لگا۔ بے اختیار ماہر کو دیکھا۔ ہونٹ سوری میں گول ہوئے۔ لیکن ماہر نے افسوس سے سر دائیں بائیں ہلایا۔

"وہ sensitive ہے۔ اس کو ہر بات نہیں کہی جا سکتی۔ وہ sensitive ہے۔ "اس نے پھر دہرایا۔ یہ وہ پہلی بات تھی جو اس نے مالا کو دیکھ کے کہی تھی۔

سوزی فوراً سے اٹھنے لگی تو ماہر نے ہاتھ اٹھا کے اسے روکا۔

"تم یہیں ٹھہرو۔" اس کا انداز سخت تھا۔ وہ وہیں رک گئی۔

وہ مالا پہ ایک افسوس بھری نظر ڈال کے اٹھا اور تیزی سے باہر آیا۔

بیربل ریستوران کی گلاس وال کے باہر دکھائی دیا۔ سڑک کنارے جیبوں میں ہاتھ ڈالے۔ اس نے اپنا کوٹ نہیں پہن رکھا تھا۔ ماہر نے دروازہ کھولا تو سرد تھپیڑا چہرے سے ٹکرایا۔ اس وقت وہ اپنا کوٹ نہیں مانگ سکتا تھا۔ نہ اسے سردی کی پرواہ تھی۔

"اِٹس اوکے، بی۔ ہر اسٹاف اپنے مالک کا نام رکھتا ہے۔"

بیربل نے گردن موڑی تو گیلی آنکھوں میں شکوہ تھا۔

"نہ میں کوئی سائیکوپیتھ ہوں، نہ کوئی سخت باس۔ میں ان کا خیال رکھتا ہوں۔ کسی فیملی ممبر کی طرح۔"

وہ دونوں اب آمنے سامنے سڑک کنارے کھڑے تھے۔ اور تاریک گلاس وال میں ان کا عکس بھی ایسے ہی موجود تھا۔

"جس کو جتنے پیسے چاہئیں، دے دیے۔ جس کو چھٹی چاہیے، اس کو ریلیکس کر دیا۔ اور وہ لوگ..." وہ سر دائیں بائیں ہلا رہا تھا۔

"کارپوریٹس کسی کی فیملی نہیں ہوتیں۔ وہ لوگ کام کے لیے آتے ہیں۔ کام کر کے چلے جاتے ہیں۔ تم ان کو پے

کرتے ہو۔ آپ کا اسٹاف کبھی بھی آپ کی فیملی نہیں ہوتا۔ نہ بن سکتا ہے۔ سو ان چیزوں پہ اتنا sensitive ہونے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ ایک مذاق ہے یہ، بی۔ چلتا رہتا ہے۔"

بیربل نے سر ہلایا۔ گہری سانس لی۔

"ٹھیک کہہ رہے ہو۔ جہاں فیملی ہی آپ کے خلاف ہو جائے، وہاں اسٹاف کا کیا گلہ کرنا۔"

ماہر کے لب بھینچ گئے۔ وہ جانتا تھا بات کس طرف جا رہی ہے۔

ایک سرد سا تناؤ دونوں کے درمیان پھر سے حائل ہو گیا۔

"تم نے دل سے سوزی کو قبول... "

"میں اس بارے میں اگر کچھ بولوں گا تو تمہیں برا لگے گا۔ کیا تم واقعی چاہتے ہو کہ میں کچھ بولوں؟ "اس کا لہجہ ایک دم سخت ہو گیا۔

بیربل چند لمحے اس کا چہرہ دیکھتا رہا۔ پھر سر ہلایا۔

"ٹھیک ہے۔ درست۔ "ساتھ ہی موبائل نکالا۔ ماہر نے چونک کے اسے دیکھا۔ وہ کال ملا کے فون کان سے لگائے ہوئے تھا لیکن دیکھ وہ ماہر کو رہا تھا۔ اس کی آنکھوں میں۔

"تم کس کو کال کر رہے ہو؟ "اس کے ذہن میں خطرے کی گھنٹی بجی۔

بیربل نے جواب نہیں دیا۔ اس کو دیکھتا رہا۔ یہاں تک کہ سلسلہ کلام جڑ گیا۔

"شیف۔ "وہ ماہر کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہہ رہا تھا۔ "تم سمیت پورا اسٹاف اس نوکری سے فارغ ہے۔ کل سے کام پہ مت آنا۔ شب بخیر۔" ماہر کو دیکھتے ہوئے اس نے فون نیچے کیا۔

"ٹھیک کہا تم نے۔ یہ میری فیملی نہیں ہے۔ اس لیے sensitive ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔"

"مت کرو ایسے۔ وہ غریب لوگ ہیں۔ ایسے کسی کو تم نوکری سے نہیں نکال سکتے۔"

مگر بیربل نے چند بٹن دبائے اور ریستوران اسٹاف کی گروپ چیٹ کھولی۔ موبائل چہرے کے قریب لے گیا اور پیغام ریکارڈ کیا۔

"میں تم سب کو جاب سے فائر کر رہا ہوں۔ پورے مہینے کی تنخواہ صبح سے پہلے کلیئر کر دی جائے گی۔ کل سے کوئی بیکری میں داخل نہ ہو۔ "فون نیچے کیا اور اس کی آنکھوں میں دیکھا۔

"اندر سب انتظار کر رہے ہوں۔ چلیں؟ "طنزیہ نگاہ ماہر پہ ڈال کے وہ ریستوران کے اندر چلا گیا۔ ماہر تیزی

سے پیچھے لپکا۔

"ڈیلیٹ کرواپنا میسیج۔کہو یہ ایک مذاق تھا۔وہ تمہاری ساری بیکری رن کرتے ہیں،بی۔"

وہ لابی میں آگے پیچھے چلتے جارہے تھے۔

" مگر وہ میری فیملی نہیں ہیں۔ "اس کا چہرہ زخمی تھا۔

"یہی ہوتا ہے۔یہی ہوتا ہے جب تم غلط پارٹنر چنتے ہو... وہ تمہیں تمہارے اصل سے دور کر دیتا ہے۔"

بیربل نے افسوس سے سر دائیں بائیں ہلایا۔

"تم کبھی اس کو قبول نہیں کرو گے۔مجھے مزید تمہارا اپروول نہیں چاہیے۔ "

وہ ابھی اس بات کا اچھا سا جواب دیتا لیکن ہال کے دہانے پہ اس کے قدم زنجیر ہو گئے۔

مالک فرید کی سیدھ میں سربراہی کرسی اب خالی تھی۔

"مالا کہاں ہے؟ "اس نے بے اختیار پوچھا۔

زارا نے یوں ظاہر کیا جیسے اس نے نہیں سنا۔سوزی بے اختیار بیربل کی طرف بڑھی تھی۔جواب خود کو پرسکون کر چکا تھا۔البتہ مالک فرید نے بغور اسے دیکھتے ہوئے بس اتنا کہا۔

"اسے کہیں جانا تھا۔کوئی کال آگئی تھی اسے۔"

ایک دم سے ہال کی ساری رونق ختم ہوگئی۔

وہ کس راستے سے گئی تھی؟اس نے تو اسے باہر جاتے ہوئے نہیں دیکھا۔کیا وہ ابھی تک ریستوران کے اندر تھی؟ شاید باتھ رومز میں؟اس انتظار میں کہ ماہر اور بیربل سامنے سے ہٹیں تو وہ باہر نکلے؟اس کا چہرہ گلابی ہو رہا تھا۔کیا وہ رو رہی ہوگی؟

کیا اسے مالا کے پیچھے جانا چاہیے؟

یا اسے بیکری کے ملازموں کے بارے میں کچھ کرنا چاہیے؟

وہ ہمیشہ کی طرح دو راستوں کے دہانے پہ کھڑا تھا۔

بیرے پکوان ہتھیلیوں پہ اٹھائے ہال میں داخل ہو رہے تھے۔ہلال اسے پکار رہی تھی۔وہ سر جھٹک کے واپس اپنی کرسی پر آ بیٹھا۔اور آکورڈ ڈنر وہیں سے شروع ہو گیا جہاں سے ٹوٹا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

واپس اپارٹمنٹ میں آتے ساتھ ہی کشمالہ مبین نے جوتے اور پرس دائیں بائیں پھینک دیے۔ دل بہت خراب ہورہا تھا۔ بار بار آنکھیں بھر آتیں اور وہ انہیں رگڑ دیتی، جس سے سارا مسکارا بہہ گیا تھا۔

اسے سب سے زیادہ برا کیا لگا تھا؟ وہ لاؤنج میں صوفے پر لیٹ گئی اور چھت پر لٹکے فانوس کو دیکھتے ہوئے سوچنے لگی۔ یہ ان گزرے برسوں میں بنائی اس کی عادت تھی۔ self check-in۔ خود سے پوچھنا۔ اب بھی وہ خود سے پوچھ رہی تھی۔ تمہیں سب سے زیادہ کیا برا لگا ہے، مالا؟

زارا کے الفاظ؟ بیربل کو دکھ دینا؟ ماہر کی سرد مہری؟ یا یہ کہ دو ہفتے بعد وہ زارا سے شادی کر رہا تھا۔

اسے عالیان کا میسیج یاد آیا۔ فیصلہ کتنا آسان تھا۔ وہ عالیان کی بات مان کے زارا کا تاش کے پتوں سے بنا گھر بہت آرام سے ملیامیٹ کر سکتی تھی۔ اور اس کے بدلے میں اس کا بیٹا اس کو واپس مل جائے گا۔

لیکن اگر وہ ایسا کرتی تو وہ مالا نہ ہوتی۔

اُف ... وہ کیا کرے؟

پھر وہ اٹھی۔ رگڑ رگڑ کے چہرہ دھویا۔ کانوں سے زمرد کے ٹاپس نوچ اتارے اور سویٹ پینٹس اور ہڈی پہن کے گھر سمیٹنے لگی۔ ایک ایک کمرے کا فرش صاف کیا۔ ایک ایک کھڑکی کا شیشہ چمکایا۔ وہ کچن کا کاؤنٹر ٹاپ صاف کر رہی تھی جب گھنٹی بجی۔ دستانے کھینچ کے اتارے۔ جانتی تھی کون ہوگا۔ اس دفعہ وہ درست ہوگی۔

پہلے سنک کا نل کھولا۔ ہاتھ دھوئے۔ چند چھینٹے ہڈی کے اوپر پڑے۔ گھنٹی پھر سے بجی۔ اس نے ہڈی سے ہی گیلے ہاتھ پونچھے۔ اور جا کے دروازہ کھولا۔

وہ چوکھٹ میں کھڑا تھا۔ ایسے کہ کوٹ بازو پر تہہ کر کے ڈالا تھا۔ ساتھ والے اپارٹمنٹ کا دروازہ ابھی ابھی بند ہوا تھا۔ آوازیں آرہی تھیں۔ بہت سے افراد کے اندر جانے کی۔ جوتے اتارنے کی۔ وہ سب ابھی ابھی واپس آئے تھے۔

"تم ڈنر چھوڑ کے کیوں آ گئیں؟" وہ تکان سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"مجھے کیا معلوم تھا کہ تمہاری فیملی کے درمیان اتنے راز ہوتے ہیں۔ آئندہ نہ میرے ساتھ اپنا کوئی فیملی سیکرٹ شئیر کرنا نہ مجھے اپنے آکورڈ فیملی ڈنرز پہ مدعو کرنا۔" مالا نے چہرہ سپاٹ رکھنا چاہا لیکن وہ سرخ ہوتا گیا اور آواز غصے سے کپکپا گئی۔

وہ چند لمحے اسے دیکھتا رہا۔

پونی میں بندھے بال اور سوئیٹ شرٹ کے سینے پر گیلی انگلیوں کے نشان لیے وہ جیسے بھری ہوئی کھڑی تھی۔

"میری زندگی میں پہلے ہی بہت مسئلے ہیں۔ پلیز ان میں اضافہ مت کرو۔"

"اوکے۔" ماہر نے آہستہ سے کہا اور اپنے دروازے کی جانب بڑھ گیا۔

کشمالہ مبین کے سر پہ لگی تلووں پہ بجھی۔

اوکے؟ اوکے کیا ہوتا ہے؟

پہلے اس نے کل سارا دن اس کے ساتھ عجیب سا رویہ رکھا۔ اور اب اتنا بھی نہیں کہا کہ اٹس اوکے مالا، بیربل والے معاملے میں تمہاری غلطی نہیں تھی۔

اوکے؟ صرف اوکے؟

اس نے زور سے دروازہ بند کیا۔ بہت سا غصہ اُبل اُبل کے باہر آنے کو بے تاب تھا۔ وہ کاؤنٹر ٹاپ کے ساتھ جا رکی۔ آنکھیں بند کیں۔ چند گہرے سانس لیے۔

اسے غصہ نہیں کرنا تھا۔ اسے اپنی صفائی مکمل کرنی تھی۔

وہ بالکونی میں چلی آئی۔ پہلے دیوار گیر کھڑکیوں کے شیشے پر اسپرے کیا۔ پھر مائیکرو فائبر کپڑے سے انہیں صاف کرنے لگی۔ باہر ٹھنڈ بڑھتی جا رہی تھی۔ چند لمحوں میں ہی اس کے ہاتھ جمنے لگے۔ اس وقت صفائی کا فیصلہ...

"تم خود سے کیسے اتنا بڑا فیصلہ کر سکتی ہو؟ اور وہ بھی ایک فیملی ڈنر پہ اناؤنسمنٹ کی صورت میں؟"

مالا کا سارا وجود ساکت ہو گیا۔ بے یقینی سے وہ پلٹی۔ اس کی بالکونی خالی تھی۔ لیکن ہوا مشترک تھی۔ ساتھ والی بالکونی سے آوازیں صاف سنائی دے رہی تھیں۔ قدموں کی آواز۔ جیسے دو لوگ یکے بعد دیگرے باہر آئے ہوں۔

"خود سے کچھ نہیں کیا میں نے۔ بابا کے ساتھ ڈیسائڈ کیا ہے۔"

مالا نے کپڑا مٹھی میں بھینچ لیا۔ بنا چاپ کے وہ اس مشترکہ دیوار تک سرکتی گئی جس نے دونوں بالکونیز کے درمیان پردہ کر رکھا تھا۔ لیکن ہوا تو سانجھی تھی۔ اور آسمان بھی۔ سو وہاں ہونے والی گفتگو یہاں صاف سنائی دیتی تھی۔

"تمہیں پہلے مجھ سے پوچھ لینا چاہیے تھا۔ میں بہت سے مسئلوں میں پھنسا ہوا ہوں۔ اگر میں نے جنوری کی تاریخ طے کی تھی تو کسی وجہ سے کی تھی۔"

"تب میں بابا کی بیماری کے بارے میں نہیں جانتی تھی۔ .Thanks to all of you" زارا کی آواز

میں بھی اتنا ہی غصہ تھا۔

"وہ میرے بابا ہیں۔ کچھ فیصلے مجھے ان کے لحاظ سے لینے پڑیں گے، ماہر۔ کلینیکل ٹرائل میں جانے کے بعد ہمیں نہیں معلوم ان کی حالت کیا ہوگی۔ میں چاہتی ہوں کہ وہ اس شادی کو اپنے ہوش وحواس میں دیکھ سکیں۔ نہ کہ بعد میں جب وہ.... جب وہ...."اس کی آواز بھیگنے لگی۔

"تم مجھ سے بات کرسکتی تھیں۔"مردانہ آواز دھیمی ہوئی۔

"بات کرنا چاہتے ہو تو پہلے میری بات سنو۔"

مالا سانس روکے دیوار سے پشت لگائے کھڑی تھی۔ وہ اگر اس وقت اندر جاتی تو کھڑکی سلائیڈ کر کے کھولنی پڑتی۔ آواز سے وہ دونوں سمجھ جاتے کہ ساتھ والی بالکونی میں کوئی موجود ہے۔

"تم نے اسے ساتھ والے اپارٹمنٹ میں کیوں لا بسایا ہے؟"

"مالا؟ اس کا کیا تعلق ہے اس سب سے؟"

"میں اس سے ان کمفرٹیبل ہوں، ماہر۔ وہ سارا دن آفس میں تمہارے ساتھ ہوتی ہے۔ میں نے کہا اٹس اوکے۔ لیکن اب وہ گھر میں بھی تمہارے ساتھ ہوگی۔"

"زارا.... اس کا بیٹا..."

"اس کا بیٹا... اس کا بیٹا... کب سے ایک ہی بات سن رہی ہوں میں۔ مجھے اب یقین بھی نہیں ہے کہ اس کے بیٹے کو کچھ ہوا بھی ہے۔ "وہ زور سے چلائی تھی۔"وہ ساتھ والے اپارٹمنٹ میں کیوں رہتی ہے؟ وہ ہمارے فیملی ڈنرز میں کیوں شریک ہوتی ہے؟"

"تم اس سے اِن سیکیور کیوں ہو رہی ہو؟"

" کیونکہ تم دونوں کی ایک ہسٹری ہے۔ جانتی ہوں میں سب۔ "وہ پھنکاری۔

چند لمحے کی خاموشی۔

وہ دم سادھے کھڑی رہی۔ پیروں سے سردی گھستی سارے وجود کو منجمد کر رہی تھی۔

" تمہیں کیا لگا تھا، زارا کو کچھ نہیں معلوم؟ سب جانتی ہوں میں۔"

اسے کرسی کھینچنے کی آواز آئی۔ دونوں میں سے کوئی ایک بیٹھا تھا۔

"میری اور اس کی کوئی ہسٹری نہیں ہے۔ وہ مختلف حالات تھے، زارا۔ ہم دونوں موو آن کر گئے تھے۔ اور

اب... اب وہ وہ مجبوری کے تحت یہاں آئی ہے۔ ہم اچھے acquaintances ہیں۔ اچھے دوست۔ تمہارا بھی تو ایک زمانہ دوست ہے۔ مگر مجھے تم پہ بھروسہ ہے۔ اس لیے اعتراض نہیں کرتا۔ "وہ آہستہ آواز میں کہہ رہا تھا جیسے تھک گیا تھا۔

" گیس لائٹ مت کرو مجھے۔"

"زارا... "اس کی آواز دھیمی مگر دوٹوک تھی۔" اگر تم... اس سے اتنی اِن سیکیور ہو..... تو ہم اس رشتے کو یہیں ختم کر دیتے ہیں۔ میں ایسے نہیں چل سکتا۔"

خاموشی۔ خوفناک سرد خاموشی۔

" کل گیارہ بجے ... وینیو مینیجر کے ساتھ میری اپائنٹمنٹ ہے۔ "وہ گہرے سانسوں کے درمیان کہہ رہی تھی۔

"زارا... میں کچھ اور کہہ رہا ہوں۔"

"نہیں، ماہر۔ اب تم میری سنو گے۔ ساری زندگی میں نے تمہاری سنی ہے۔ ایک عرصہ تم دونوں بھائیوں نے میرے باپ کو اپنا دشمن سمجھا ہے۔ اب ڈیتھ بیڈ پہ تم میرے باپ کو تکلیف نہیں دو گے۔ صبح گیارہ بجے۔ تمام؟"

ٹھک ٹھک دور جاتے قدم۔ دروازہ سلائیڈ ہونے کی آواز۔ پھر بند ہونے کی ٹھاہ۔

وہ دیوار سے لگی دھیرے دھیرے ٹھٹھر رہی تھی۔ ہونٹ جامنی پڑ رہے تھے۔ وہ اس کنٹینر میں تھی۔ ہاتھ پیر زنجیروں میں تھے۔ اور سردی بڑھتی جا رہی تھی۔

پھر دروازہ دھیرے سے سلائیڈ ہوا۔ پھر آرام سے بند ہوا۔ لاک کی آواز۔ پھر خاموشی۔

وہ اندر چلا گیا تھا۔ اس کے لبوں سے گہری سانس خارج ہوئی اور دھوئیں کی صورت اوپر اٹھ گئی۔

" گیارہ بجے!" وہ لاؤنج میں ہیٹر کے سامنے کھڑی ہاتھ رگڑتی کانپ رہی تھی۔

" صبح گیارہ بجے۔" اس نے خود سے دہرایا۔

اسے معلوم تھا اسے کیا کرنا ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ماہر فرید نے کلائی پر بندھی گھڑی دیکھی۔ وہ گیارہ بج کے دس منٹ بجا رہی تھی۔

اس نے ہاتھ نیچے کیا اور بظاہر پوری توجہ سے سامنے دیکھا۔

ایک سرد اور روشن صبح ان کے آس پاس پھیلی تھی۔قدموں تلے تا حد نگاہ گھاس تھا۔ایک قلعے جیسی اونچی عمارت سامنے تھی۔اور بہت سے باوردی ملازم کام کرتے اندر باہر آجا رہے تھے۔

وہ کھلی فضا تلے بچھی کرسیوں پر بیٹھے تھے۔زارا اس کے ساتھ تھی اور وینیو مینجر سامنے۔درمیان میں میز پر بہت سے سیمپل رکھے تھے۔نیپکن۔نیپکن رنگز۔پھولوں کی اقسام۔ربن۔ربن کس چیز کے لیے تھے؟ اس نے سوچتے ہوئے زارا کو دیکھا جو پرجوش سی ہاتھ ہلاتے ہوئے مینیجر کو کچھ سمجھا رہی تھی۔

مینیجر مسکراتے ہوئے سر ہلا کے سن رہی تھی۔چند چیزیں نوٹ بھی کرتی جا رہی تھی۔مینیجر کی آنکھیں لانبی تھیں۔بادامی شکل کی۔گال کی ہڈی اونچی اور ہونٹ بھرے بھرے۔ماہر نے بغور اس کے چہرے کو دیکھا۔پھر واپس زارا کو۔ان دونوں کی شکل ملتی تھی۔

اس نے ٹائی کی ناٹ ہلکی سی ڈھیلی کی۔پہلو بدلا۔گھڑی دیکھی۔(یہ ربن کس چیز کے لیے تھا؟)

"آپ کی رنگوں کے حوالے سے ترجیحات؟ "مینیجر اب ماہر کو مخاطب کیے ہوئے تھی۔وہ جبراً مسکرایا اور ابرو سے زارا کی طرف اشارہ کیا۔پھر دائیں طرف دیکھنے لگا۔زارا نے ایک سلگتی نگاہ اس پہ ڈالی اور واپس مینیجر کی طرف متوجہ ہوئی۔کل رات کی لڑائی کے زخم ابھی باقی تھے۔

دائیں جانب سے ایک دوسرا ایونٹ مینیجر ایک کپل کے ساتھ چلتا آ رہا تھا۔گھاس پر قدم بڑھاتے ہوئے وہ ہاتھوں کے اشارے سے ان کو کچھ سمجھا رہا تھا۔ماہر کی نگاہ اس جوڑے کی متوقع دلہن پہ جا ٹکی۔گال کی اونچی ہڈی۔بادامی آنکھیں۔کس کے بنائی اونچی پونی ٹیل۔اس کی شکل بھی ویسی ہی تھی۔زارا جیسی۔مینیجر جیسی۔

وہ خوبصورت چہرہ اب بہت عام ہو چکا تھا۔عام اور سستا۔

اس نے پھر سے پہلو بدلا۔مسکراہٹ اب مکمل عنقا ہو چکی تھی۔

"جیسے ہی آپ ڈیپازٹ کروا دیں گے میں وینیو... "اس نے مینیجر کو کہتے سنا۔ڈیپازٹ کے لفظ پہ وہ ایک دم سیدھا ہوا۔

زارا بھی اسے دیکھ رہی تھی۔آنکھوں میں اشارہ کیا۔

"ڈیپازٹ؟"

"میں ابھی ڈیپازٹ نہیں جمع کرواؤں گا۔پہلے ہم شادی کی ڈیٹ ڈسکس کریں گے۔"

زارا کے لب بھنچ گئے۔"ہم کل رات ڈسکس کر چکے ہیں۔"

"نہیں۔کل رات ہم نے یہ طے کیا تھا کہ ہم گیارہ بجے یہاں ملیں گے۔میں آ گیا ہوں۔لیکن ڈیٹ وہی ہوگی جو ہم نے پہلے طے کی تھی۔جنوری۔"

زارا نے مینیجر کو دیکھا جو دونوں کو معنی خیز نظروں سے دیکھ رہی تھی۔اور مسکرا کے آواز کو دھیما کر کے کہا۔

"آپ ہمیں ایکسکیوز کریں گی؟"

اس کے اٹھ کے جانے کے بعد وہ اس کی طرف گھومی۔ضبط سے گہرے سانس لیے۔وہ اسی طرح پرسکون ٹیک لگائے بیٹھا تھا۔

"ماہر... "وہ بولی تو لہجہ نرم تھا۔"میں یہ بابا کے لیے کر رہی ہوں۔میری پوزیشن سمجھو۔"

"تمہیں اس وقت ان کے ساتھ ہونا چاہیے۔کلینکل ٹرائل تکلیف دہ عمل ہوتا ہے۔تمہیں شادی میں مصروف ہونے کے بجائے ان کو وقت دینا چاہیے۔"

وہ لب بھینچے اسے دیکھے گئی۔

"میں تب تک ڈیپازٹ نہیں جمع کروں گا جب تک یہ میرا فیصلہ نہیں ہوگا۔تم مجھے بچپن سے جانتی ہو۔تم ماہر کو کسی کام کے لیے مجبور نہیں کر سکتیں۔"وہ سنجیدہ تھا۔

"اگر تم ڈیپازٹ نہیں دو گے تو میں دے دوں گی۔"

"پھر چودہ دن بعد تم یہاں اکیلی کھڑی ہوگی۔ "وہ کوٹ کا بٹن بند کر کے اٹھ کھڑا ہوا۔گھاس پر چلتی متوقع دلہن قریب آ رہی تھی۔وہ کسی بات پہ ہنستے ہوئے اپنے منگیتر سے کچھ کہہ رہی تھی۔اس کا سائیڈ پوز بالکل زارا کے جیسا تھا۔ماہر نے پھر سے ٹائی ڈھیلی کی۔

"تم کیا چاہتے ہو؟ "زارا نے بیٹھے بیٹھے گردن اٹھا کے اسے دیکھا تو اس کی آنکھیں بھیگی ہوئی تھیں۔

"میں اس طرح جذباتی فیصلے نہیں کر سکتا۔مجھے سوچنے کے لیے وقت چاہیے۔"

"ٹھیک ہے۔تم تاریخ کے بارے میں سوچ..."

"مجھے اس رشتے کے بارے میں سوچنے کے لیے وقت چاہیے۔"

وہ پلک تک نہ جھپک سکی۔

"اگر میری حیثیت اس رشتے میں صرف چیک کاٹنے والے ٹرافی ہزبنڈ کی ہے تو مجھے وقت چاہیے،زارا۔ "وہ ایک شکوہ کناں نگاہ اس پہ ڈال کے پلٹ گیا۔زارا بھیگی آنکھوں سے اسے گھاس پہ دور جاتے دیکھے گئی۔سب کچھ

اس کے ہاتھ سے نکلا جا رہا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

کشمالہ نے کلائی اونچی اٹھائی۔گھڑی سوا گیارہ بجا رہی تھی۔

سامنے مالک فرید بیٹھے تھے۔اسی کرسی پہ۔اسی گھاس پہ۔اسی کاٹیج کے باغیچے میں جس کے ساتھ سمندر کا پانی ٹھاٹھیں مارتا ہوا ٹکرا رہا تھا۔

اس دن کی نسبت موسم بہت سرد تھا۔وہ بھورا کوٹ پہنے ہوئی تھی اور ہوا سے بال بار بار پیچھے کو اُڑ رہے تھے۔سر پر ٹوپی تھی جو اس کے اپنے سائز کی تھی۔اور اس پہ کوئی پوم پوم نہیں لگا تھا۔

"کل والے واقعے میں تمہاری غلطی نہیں تھی۔"وہ اسی میکانکی انداز میں کہہ رہے تھے۔انہوں نے کوٹ کے اوپر شال بھی لے رکھی تھی اور سفید بال اُونی ٹوپی میں چھپے تھے۔وہ آج کل رات سے بھی زیادہ کمزور لگ رہے تھے۔اور اس گھر میں آتے ہوئے مالا کو لونگ روم میں ایک وہیل چیئر بھی دکھائی دی تھی۔شاید ان کے ذاتی وقار نے ابھی تک اس وہیل چیئر کو استعمال کرنا گوارا نہیں کیا تھا۔لیکن وہ سمجھ سکتی تھی کہ یہ ان کا مستقبل تھا۔

"بیربل کچھ زیادہ ہی حساس ہے۔اوپر سے وہ جس لڑکی کو اٹھا لایا ہے..."

"میں اس بارے میں بات کرنے نہیں آئی۔" وہ تیزی سے بولی۔اسے اپنی بات زارا کے واپس آنے سے پہلے مکمل کرنی تھی۔اس سے بہتر موقع اس کو نہیں ملے گا۔

"اگر تم زیاد کے بارے میں..."

"آپ جادو پہ یقین رکھتے ہیں؟"

مالک فرید کے چہرے پہ ہلکی سی اکتاہٹ ابھری۔سر افسوس سے دائیں بائیں ہلایا۔

"بالکل بھی نہیں۔"

وہ گھر ایک چٹان پہ بنا تھا۔باغیچے کے دہانے پہ کھائی تھی۔اور نیچے سمندر کی لہریں زور وشور سے چٹان سے ٹکرا رہی تھیں۔ایسے میں مالا کو اپنی آواز اونچی کرنی پڑی۔

"لیکن جادو ایک حقیقت..."

"جادو کچھ نہیں ہوتا۔سوائے ایک scam کے۔یہ کسی کی زندگی یا قسمت نہیں بدلتا۔"

مالا کی نگاہ ان کی ہتھیلی کی پشت پہ لگے کینولا پہ جا ٹکی۔

"اور اگر تم کہنا چاہتی ہو کہ میری بیماری کسی جادو کا نتیجہ ہے تو اپنے الفاظ بچا کے رکھو۔ "وہ جیسے ڈانٹ کے بولے تھے۔

البتہ کشمالہ مبین کے ابرو چونکنے والے انداز میں اٹھے۔ وہ آگے کو ہوئی۔

"یعنی آپ کو شک ہے کہ آپ کی بیماری کسی جادو کا نتیجہ ہے۔"

"میں نے ایسا کچھ نہیں کہا۔"

مالا نے سوچتے ہوئے دائیں بائیں دیکھا۔

لاؤنج کی دیوار گیر کھڑکی کے اندر کھڑا اعمار غور سے ان دونوں کو دیکھ رہا تھا۔ اس کو وہاں دیکھتا پا کے اس نے گردن موڑ لی۔ مالا واپس ان کی طرف متوجہ ہوئی۔

"یعنی آپ کو علامتیں نظر آئی ہیں؟ خون کا گرنا۔ برے خواب۔ کچھ تو دکھائی دیا ہے آپ کو، مالک صاحب۔"

مالک فرید نے بے زاری سے شانے اچکائے۔

"میں پھر بھی جادو پہ یقین نہیں رکھتا۔ ہر چیز کی ایک لوجیکل وجہ ہوتی ہے۔ میری کھڑکیوں پر آنے والے خون کے قطرے کسی زخمی پرندے کے بھی ہو سکتے ہیں۔ یہاں اکثر پرندے کھڑکیوں سے ٹکرا کر مر جاتے ہیں۔ برے خواب اور sleep paralysis سب کے ساتھ ہوتے ہیں۔ اگر تم مجھے جادو کے بارے میں کنوینس کرنے آئی ہو تو اپنا وقت ضائع کر رہی ہو۔"

"آپ جادو پر یقین نہیں رکھتے۔ جادوگروں پہ رکھتے ہیں؟"

وہ ایک لمحے کے لیے خاموش ہو گئے۔

"یہ ایک پوری انڈسٹری ہے scammers کی۔ وہ پیسے لے کر ظاہر کرتے ہیں کہ وہ کسی پہ جادو کر رہے ہیں۔ placebo effect۔ "یہ آخری لفظ ادا کر کے وہ گردن موڑ کے دور افق کو دیکھنے لگے۔

وہ جانتی تھی اس لفظ سے ان کا ذہن کس طرف گیا ہے۔ اس کا بھی وہیں گیا تھا۔ کلینکل ٹرائل۔ کیا ان کو لگنے والی دوا اصلی ہو گی یا placebo؟ کیا جس ٹرائل سے وہ سب اتنی امیدیں لگائے ہوئے تھے، وہاں ان کو دوا کی جگہ پانی لگایا جائے گا؟

"یعنی آپ یہ مانتے ہیں کہ جادوگر وجود رکھتے ہیں، جیسے کہ عالیان، جس کے بارے میں کل میں نے آپ کو بتایا

تھا۔"

مالک نے اب کے جیسے بیزاری سے اسے دیکھا۔

"ظاہر ہے وہ ایک اسکامر ہے اور اپنے کلائنٹس کو دھوکہ دے کر پیسے بٹور رہا ہے۔شاید اسے لگتا ہو کہ وہ لوگوں کی زندگیوں کو خراب کرنے کی طاقت رکھتا ہے۔لیکن میں بالکل بھی یقین... "

"زارا عالیان کی کلائنٹ ہے۔"

مالک فرید کے الفاظ لبوں میں ٹوٹ گئے۔وہ چند لمحے پلک جھپکے بنا اس کو دیکھے گئے۔

پھر ٹانگ سے ٹانگ ہٹائی۔کمر سیدھی کی۔آنکھیں چھوٹی کر کے غور سے اسے دیکھا۔

"کیا تم میری بیٹی زارا کی بات کر رہی ہو؟"

"آپ کی بیٹی کی بات ہے اسی لیے صرف آپ سے کر رہی ہوں۔"

سمندر کی آوازیں اور بگلوں کا شور ختم ہو چکا تھا۔پتھروں نے جیسے چٹانوں سے سر پٹخنا چھوڑ دیا۔

سب دم سادھے سننے لگے۔

"کیا کہنا چاہتی ہو؟ "ان کی آواز ہلکی تھی۔

"عالیان مجھ سے اس روز ملا۔یعنی وہ نوجوان جس نے اپنا نام عالیان بتایا اور کہا کہ میرا بیٹا اس کے پاس ہے۔اس نے مجھے یہ بھی کہا کہ زارا اس کی کلائنٹ ہے۔بہت دفعہ اس کے پاس آئی ہے۔اس کو پیسے دیے ہیں۔ ماہر سے شادی کا جادو کروانے کے لیے۔عالیان کا کہنا تھا کہ اس نے ماہر کے اوپر جادو نہیں کیا۔بلکہ آپ کو بیمار کر دیا۔تاکہ ماہر جذباتی طور پہ مجبور ہو کے زارا سے شادی کر لے۔ "وہ بالکل عام سے انداز میں کہے جا رہی تھی۔ اس نے سارا رستہ ٹیکسی میں اس تقریر کی مشق کی تھی۔لیکن مالک فرید کی آنکھوں میں دیکھ کر ان کی بیٹی کے بارے میں یہ کہنا آسان نہیں تھا۔دل دھک دھک کر رہا تھا اور ہاتھ سختی سے بیگ پر جمے تھے۔اگر انہوں نے عمار کو حکم دیا کہ وہ اس لڑکی کو گھر سے نکال دے تو وہ اس کے لیے تیار تھی۔

"عالیان چاہتا ہے کہ میں یہ بات ماہر کو بتا دوں اور اس کے بدلے میں وہ میرے بیٹے کو واپس کر دے گا۔اس نے مجھ سے کوئی تاوان نہیں مانگا۔صرف یہ عجیب سا مطالبہ رکھا۔"

"تم نے ماہر کو کیوں نہیں بتایا؟ "ان کا چہرہ روبوٹ جیسا تھا۔بے تاثر۔وہ غور سے اسے دیکھ رہے تھے۔مالا کو لگا وہ اسے اندر تک اسکین کر رہے ہیں۔

" کیونکہ مجھے عالیان کا مقصد نہیں معلوم۔ایسی بات ماہر کو بتانے کا ایک ہی مقصد ہوسکتا ہے۔اس کی زندگی میں شر پیدا کرنا۔اور میں شر پیدا کرنے والی نہیں ہوں۔"

وہ آنکھوں چھوٹی کر کے اسے دیکھے گئے۔اب واپس ٹیک لگالی تھی اور ٹانگ پر ٹانگ جمالی تھی۔

کیا انہیں اس کی بات کا یقین آیا تھا؟

"اور...اور مجھے نہیں معلوم یہ بات سچ ہے یا جھوٹ۔اگر جھوٹ ہے تو میں ماہر اور زارا کے درمیان نہیں آنا چاہتی۔اور اگر سچ ہے تو یہ میرا راز نہیں ہے۔اس کو کھولنے کی ذمہ داری بھی مجھ پر نہیں ہے۔"

"مجھے کیوں بتا رہی ہو؟"

" کیونکہ میں بہت عقلمند نہیں ہوں، مالک صاحب۔ میں ہمیشہ درست فیصلے نہیں کرتی۔ میں انسانوں کو پڑھنے میں بھی اچھی نہیں ہوں۔لیکن میں جھوٹ نہیں بولتی۔ میں باتیں سچی اور صاف کرنے کی قائل ہوں۔آپ نے خود ہی کہا تھا کہ میں بہادر ہوں۔"وہ گردن میں جھولتی فاختہ کو انگلیوں میں لپیٹ رہی تھی۔"اور میں اس راز کا بوجھ نہیں اٹھاسکتی۔میں ماہر کو بتا کے عالیان کا مقصد بھی پورا نہیں کرسکتی۔نہ مجھے اس کے ہاتھوں بلیک میل ہونا ہے۔"

وہ اسی طرح آنکھوں کی پتلیاں سکوڑے اسے دیکھے گئے۔ان کے رعب،ان کی ایکس رے کرتی نظریں،اور ان کے خوف کے باوجود وہ گردن کڑائے کہہ رہی تھی۔

"مجھے نہیں معلوم مجھے اس انفارمیشن کے ساتھ کیا کرنا چاہیے۔لیکن اگر عالیان زارا کے ساتھ کوئی دشمنی نکالنا چاہتا ہے تو اس کا حل بھی صرف آپ کے پاس ہوگا۔میں اس راز کو کسی امانت کی طرح آپ کے حوالے کرنے آئی ہوں۔حقیقت کیا ہے،اس کو جاننا آپ کی ذمہ داری ہے۔لیکن میں...میں ایک ماں ہوں۔ "اس کی آنکھیں پانی سے بھرنے لگیں۔

"میرا بچہ اس آدمی کے پاس ہے۔اور وہ بار بار مجھ سے ایک ہی ڈیمانڈ کر رہا ہے۔میں اب تھک گئی ہوں۔اسی لیے میں آپ کے پاس آئی ہوں۔ "اس نے انگلیوں کی پشت سے آنکھیں رگڑیں۔گیلی سانس ناک سے اندر کھینچی۔

"میری باتیں آپ کو تکلیف پہنچائیں گی۔مگر آپ جادو پہ یقین نہیں رکھتے۔اس لیے آپ کو شاید اپنی بیماری والی بات سے کوئی فرق نہ پڑے۔ہوسکتا ہے یہ سب جھوٹ ہو۔عالیان نے زارا کو صرف اسکام کیا ہو۔لیکن ایک چیز حقیقت ہے۔اس نے میرے سامنے زارا کو کال کی تھی....ویڈیو کال....اور میں نے اس کا چہرہ دیکھا تھا۔وہ دونوں

ایک دوسرے کو جانتے ہیں۔میں بس اتنا جانتی ہوں۔ "اس کے گھٹنوں سے جان نکل چکی تھی۔دل زور سے دھک دھک کر رہا تھا۔وہ بیگ پکڑے اٹھ کھڑی ہوئی۔

مالک فرید نے گردن اٹھا کے اسے دیکھا۔ان کا روبوٹ جیسا چہرہ بے تاثر تھا۔

کیا وہ شاک میں تھے... یا حیرت زدہ تھے؟

وہ کبھی ان کا چہرہ پڑھ نہیں سکتی تھی۔

" آئی ایم سوری۔اگر اس بات سے آپ کو دکھ پہنچا ہے تو اس کے لیے بھی میں معافی مانگتی ہوں۔میں غلط موقع پہ سچ بول دیتی ہوں ہمیشہ۔اور میرا سچ ہمیشہ دوسروں کو تکلیف دیتا ہے۔لیکن میں خود کو نہیں بدل سکتی۔میرا ماننا اب بھی یہی ہے کہ ہر انسان کو اس کے حصے کا سچ معلوم ہونا چاہیے۔میں... میں چلتی ہوں۔ "ان کی طرف دیکھے بنا وہ تیزی سے قدم اٹھانے لگی۔گھاس گیلی تھی۔جوگرز کے کنارے گدلے ہونے لگے۔وہ تیزی سے گھر کے اندر آئی اور جوتوں سمیت چلتی راہداری عبور کر کے باہر نکل گئی۔

عمار نے غور سے اس کو جاتے دیکھا۔پھر سیدھا مالک فرید کے پاس آیا۔وہ بالکل خاموش بیٹھے تھے۔نگاہیں باغیچے کی سفید باڑ پہ جمی تھیں۔

وہ چپ چاپ ان کے ساتھ کھڑا ہو گیا۔وہ خاموش رہے تو وہ کھنکھارا۔

"سر؟مس زارا نے کہا تھا کہ اگر یہ لڑکی دوبارہ گھر آئے تو انہیں انفارم کروں۔"

انہوں نے نفی میں سر ہلایا۔"تم اسے نہیں بتاؤ گے۔"

اس نے سر کو جنبش دی۔وہ ابھی تک باغیچے کی باڑ کو دیکھ رہے تھے جہاں ایک بگلا آ بیٹھا تھا۔اس کے پنجے بار بار پھسلنے لگتے،لیکن وہ بدقت نوکیلی لکڑی پہ اپنا توازن برقرار رکھے ہوئے تھا۔نگاہیں مالک فرید کی میز پر رکھے بسکٹس پہ تھیں۔

"تم نے دو دفعہ مجھے آگاہ کیا تھا کہ زارا کمپنی کے فنڈز سے ہر مہینے ایک خطیر رقم نکال رہی ہے۔"

عمار نے سر اثبات میں ہلایا۔

"یس،سر۔وہ ہمیشہ کیش لیتی ہیں۔"

"اور وہ اس کیش کا کیا کرتی ہے؟"

" آڈٹ میں ان سے پوچھا گیا تھا تو انہوں نے کہا تھا کہ وہ بیگز خرید رہی ہیں۔انہوں نے تمام رسیدیں اور بلز

دکھا دیے تھے۔"

" کیا اس نے یہ رقم منگنی کے بعد نکالنی شروع کی تھی؟"

" نہیں۔اس سے بھی کئی ماہ پہلے سے۔میں آپ کو تمام تاریخیں..."

" تم نے کسی عالیان کا نام سنا ہے؟ " وہ اسی بنگلے کو دیکھ رہے تھے۔

عمار چونکا۔ابرو اکٹھے ہوئے۔اس نے موبائل نکالا۔چند بٹن دبائے۔

" پچھلے سال زارا نے مجھے اس شخص کو ڈھونڈنے کا کہا تھا۔میں نے پرائیوٹ انویسٹی گیٹر بھی ہائر کیا لیکن یہ نہیں ملا۔یہ کوئی بچہ تھا جو کئی سال پہلے مر گیا تھا اور..."

" ہوں۔ٹھیک ہے۔" مالک فرید نے ہاتھ سے اسے جانے کا اشارہ کیا۔وہ ابھی تک بنگلے کو دیکھ رہے تھے جو توازن قائم کرتا ہوا باڑ سے گر گیا تھا۔پھر گھاس پہ جلدی سے سنبھلا اور ڈرتے ڈرتے ان کی میز کے قریب آنے لگا۔وہ لنگڑا کے چل رہا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

لائبریری کے ریکس خاموشی سے اپنے اندر بہت سی داستانیں سمیٹے کھڑے تھے۔دائیں بائیں میزیں بچھی تھیں۔ٹیبل لیمپس جلے تھے اور بہت سے جھکے سر کتابوں میں غرق تھے۔

ایسی ہی ایک میز پہ ہلال بیٹھی تھی۔ایک کتاب کھولے وہ انگلیاں صفحے پر لکیر در لکیر پھیرتی جا رہی تھی۔آنکھیں میز پہ کسی غیر مرئی نقطے پہ جمی تھیں۔قریبی میز پہ اس کا گارڈ قدرے بیزار بیٹھا تھا۔موبائل پہ کوئی گیم کھیلتے ہوئے وہ گاہے بگاہے نگاہیں اٹھا کے ہلال کو دیکھ لیتا۔پھر واپس اسکرین پہ جھک جاتا۔

دفعتاً گیم کی اسکرین پہ کال آنے لگی ۔ نام دیکھ کر گارڈ اشتیاق سے مسکرایا ۔ایک نظر ہلال کو دیکھا جو اپنی Braille کتاب میں مصروف تھی۔گارڈ چپ چاپ اٹھا اور ہینڈز فری کانوں میں ٹھونستا بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

چند لمحے خاموشی سے سرک گئے۔انگلیوں سے پڑھتے ہوئے ہلال ایک دم رکی۔ چونک کے سر اٹھایا۔چہرہ دائیں بائیں کیا۔دیکھ نہیں سکتی تھی لیکن محسوس کر سکتی تھی۔

" کون؟ "اس نے مدھم سا پکارا۔کوئی اس کے ساتھ کرسی کھینچ کے بیٹھ رہا تھا۔

اس کا سانس تھم گیا۔ انگلیاں رک گئیں۔

"تم سے ملنا کتنا مشکل ہے، ہلال۔"

وہ آہستہ سے پیچھے ہو کے بیٹھی۔

"کیوں ملنے آئے ہو مجھ سے؟"

ہلال نے کتاب بند کر دی۔ ٹیک لگائے اب وہ سامنے دیکھ رہی تھی۔ چہرہ بالکل سپاٹ تھا۔

"کیونکہ تم نے مجھ سے ملنے کی کوشش نہیں کی۔"

وہ خاموشی سے نگاہیں سامنے جمائے بیٹھی رہی۔

"کیا تم بدر کے لیے میری مدد کرو گی؟"

ہڈی والا نوجوان اس کی طرف جھکا دھیمی آواز میں پوچھ رہا تھا۔

ہلال کے ابرو چونکنے والے انداز میں اٹھے۔

"تم نے اسے کیوں اغوا کیا ہے؟" اس کی آواز ہلکی تھی۔

نوجوان نے شانے اچکائے۔

"یونہی۔"

"یونہی؟" اس کی آواز میں افسوس در آیا۔ "تم نے مالا کو توڑ کے رکھ دیا ہے۔"

"مجھے بس تمہاری توجہ چاہیے تھی، ہلال۔ تم بدر کو واپس لینے کے لیے میری مدد کرو گی؟"

ہلال کے ابرو ڈھیلے ہو گئے۔ چہرہ اسی طرح سپاٹ ہو گیا۔ وہ کچھ نہیں بولی اور وہ بولتا جا رہا تھا۔

"ہم دوست تھے، یاد ہے تمہیں؟ میں تمہیں ماں کی سزا سے بچایا کرتا تھا۔ تم تب بھی ضدی تھیں۔ اب بھی ہو۔ لیکن میں ماں جیسا نہیں ہوں۔ میں چاہتا ہوں تم میرے ساتھ مل کے کام کرو۔ ہفتے میں ایک دن صرف مجھے دے دیا کرو۔ تمہارا گفٹ... تمہاری صلاحیت ضائع جا رہی ہے۔ اسے درست جگہ استعمال ہونا چاہیے۔"

ہلال برف کا مجسمہ بنی بیٹھی رہی۔ لب ایک دوسرے میں پیوست رہے۔

عالیان بغور اس کا چہرہ پڑھنے کی کوشش کر رہا تھا۔

"اگر تم ہاں کہہ دو تو میں آج ہی بدر کو واپس کر دوں گا۔"

"غصہ۔" وہ آنکھیں دور کسی بک ریک پہ جمائے ہوئے تھی۔ "تمہارے اندر غصہ بھرا ہے۔ انتقام۔ تم اندر سے

فرسٹریٹڈ ہو۔تم معاف نہیں کر سکتے۔تمہیں بدلہ چاہیے۔"

عالیان کی گردن میں گلٹی سی ابھر کے معدوم ہوئی۔ پھر وہ پھیکا سا مسکرایا۔

"بالآخر تم مجھے پڑھنے لگ گئی ہو۔ "احتیاط سے داخلی سمت میں دیکھا۔گارڈ ابھی واپس نہیں آیا تھا۔

"تمہارے اندر روشنی کم ہے اور اندھیرا زیادہ۔ وہ اندھیرا تمہیں نگل لے گا، عالیان۔ اور رہا بدر، تو وہ واپس آ جائے گا۔ہم دونوں ساتھ بڑے ہوں گے۔"

عالیان چند لمحے ضبط سے اسے دیکھتا رہا۔

"میں نے تمہاری جان بچائی تھی۔"اس کا لہجہ بدل گیا۔"جس روز زیاد نے تمہیں دھکا دیا تھا، وہ میں تھا جو کھڑکی سے دیکھ رہا تھا۔وہ میں تھا جو تمہارے ساتھ ایمبولینس میں ہسپتال گیا تھا۔کیا تم میرے لیے کچھ بھی نہیں کرو گی؟"

"تم غلط دروازے پہ دستک دے رہے ہو۔ "اس نے کتاب واپس کھول لی۔

"یہ بات یہاں ختم نہیں ہوئی۔"اس نے ہڈی سر پہ درست کی اور ایک تیز نگاہ اس پہ ڈال کے وہاں سے اٹھ گیا۔

وہ اندھیرے میں محسوس کر سکتی تھی کہ اس کے اردگرد بہت سی سرخ توانائی کم ہوئی ہے۔

اب ہر طرف سکون تھا۔کسی خاموش جھیل جیسا۔

ہلال کی انگلیاں ابھرے ہوئے لفظوں پہ سطر بہ سطر چلنے لگیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ساری رات سریار میں طوفانی بارش ہوتی رہی تھی۔بجلی کڑکتی اور بادل گرجتے تو ساتھ کھڑکیاں دروازے بھی لرزتے۔وہ صبح اپارٹمنٹ بلڈنگ سے باہر نکلی تو مطلع صاف لیکن زمین گیلی تھی۔اور ہوا برفیلی۔

مالا کو لگ رہا تھا کہ اس کی ٹوپی اور بھورا کوٹ سردی روکنے میں ناکام ہیں۔اسے زیادہ گرم کوٹ چاہیے تھا۔

وہ سڑک عبور کر کے سائیڈ واک پہ چلنے لگی جس کے ساتھ بوسفورس بہہ رہا تھا۔بہت سے لوگ جاگنگ یا واک کے لیے نکلے ہوئے تھے۔پانی کے کنارے رنگ برنگی کشتیاں بھی پڑاؤ ڈالے ہوئے تھیں۔رات کو اسے یہ اپنے ٹیرس سے نظر آتی تھیں اور ان میں قمقمے جلے ہوتے تھے۔

چند قدم بعد وہ ایک دم ٹھہر گئی۔

سائیڈ واک پہ نصب ایک بینچ پر وہ بیٹھا تھا۔ ٹراؤزرز اور گرم اسپورٹس جیکٹ میں ملبوس وہ سر جھکائے جوگرز کے تسمے بند کر رہا تھا۔ یہ یقیناً اس کی صبح کی رن کا ٹائم تھا۔ وہ اس سے ملنے کی توقع نہیں کر رہی تھی۔ اس کے اوپر دروازہ بند کرنے کے بعد سے اس کی ماہر سے ملاقات نہیں ہوئی تھی۔ اور کل وہ آفس بھی نہیں گئی تھی۔ اپارٹمنٹ کی راہداری میں نکلنے سے پہلے بھی جھانک لیتی کہ وہ آس پاس تو نہیں ہے۔

اس لیے ایک لمحے کے لیے تو سمجھ نہ آیا کہ کیا کرے۔ جلدی سے ایڑھیوں پہ واپس گھومی۔ اور الٹی سمت میں چلنے لگی تا کہ...

"مالا!"

اُف۔ مالا نے آنکھیں زور سے میچیں۔ پھر گہری سانس لے کر اس کی جانب پلٹی۔

"ماہر؟" سپاٹ چہرے سے اسے دیکھا۔

وہ اٹھ کے اس کی طرف آ رہا تھا۔ اب ایک طرف پانی تھا۔ دوسری جانب سڑک۔ اور سامنے ماہر فرید۔ ماتھے پہ بکھرے بال پسینے سے گیلے تھے اور رنگت بھاگنے کے باعث گلابی ہو رہی تھی۔

"تم ناراض ہو مجھ سے؟"

کشمالہ نے دو دفعہ پلکیں جھپکائیں۔

"میں ناراض ہوں؟" "زور "میں" پہ ڈالا۔

"تم مجھے اوائڈ کر رہی ہو۔"

اور کشمالہ مبین نے جو دو دن سے یہ طے کیا تھا کہ اگر وہ دکھائی دے گیا تو اس کے سامنے وہ خود کو مالک فرید کی طرح روبوٹ چہرے والی بنا لے گی۔ بس کام کی بات کرے گی اور کوئی گلہ شکوہ منہ سے نہیں نکالے گی، جیسے اسے فرق ہی نہیں پڑا تھا.... اس کے سارے ارادے بھک سے اڑے اور پانی میں جا ملے۔

"میں تمہیں اوائڈ کر رہی ہوں؟ یا تم مجھے سائیلنٹ ٹریٹمنٹ (silent treatment) دے رہے ہو؟" وہ ایک دم اتنی اونچی آواز میں بولی کہ ساتھ چلتے ایک بوڑھے آدمی نے گردن موڑ کے تادیبی نظروں سے اسے گھورا تھا۔ مگر اسے پرواہ نہیں تھی۔

"مجھے ابھی تک یہ سمجھ میں نہیں آیا کہ تم مجھ سے چاہتے کیا ہو۔ کبھی تم کسی دوست کی طرح بن جاتے ہو۔ اور کبھی بالکل اجنبی۔ کتنی دفعہ کہا ہے میں نے ماہر ... کہ جب کوئی بات ہوا کرے تو بتا دیا کرو۔ کمیونیکیٹ کیا کرو۔ لیکن

نہیں... "اس نے ہاتھ جھاڑنے کے انداز میں ملے۔" یہ تمہاری پرانی عادت ہے۔تم ہمیشہ باتیں ادھوری چھوڑ کے چلے جاتے ہو۔"

وہ لب بھینچے خاموشی سے سنے گیا۔

"ایک دن تم میرے ساتھ میرے بیٹے کی تلاش میں نکلتے ہو۔ دوسرے دن تم یوں ظاہر کرتے ہو جیسے تم مجھے جانتے ہی نہیں ہو۔ اور میں کنفیوژڈ ہو جاتی ہوں کہ شاید مجھ سے کچھ غلط ہوا ہے ۔ میں نے کسی طرح تمہیں offend کیا ہے۔اور اس سب میں... "اس کی آنکھیں گلابی پانی سے بھرنے لگیں۔"اس سب میں میرا ذہن مزید اسٹریس کا شکار ہو رہا ہے۔تمہیں اندازہ بھی ہے کہ میں کس تناؤ سے گزر رہی ہوں؟ میرا بیٹا... "اس نے سینے پہ انگلی سے زور زور سے دستک دی۔

"میرا بیٹا میرے پاس نہیں ہے۔کہاں ہے؟ میں نہیں جانتی۔اسی شہر میں ہے۔میرے قریب۔مگر میں اسے دیکھ نہیں سکتی۔مل نہیں سکتی۔اس کو کسی بھی خطرے سے بچا نہیں سکتی۔میری صبح اس کی تصویر دیکھ کر ہوتی ہے۔میری رات اس کے لیے رو کے گزرتی ہے۔میں تھک گئی ہوں گہری سانسیں لے کر خود کو کمپوزڈ کر کر کے ...اس سب میں اگر تم میرے ساتھ اس طرح کا رویہ رکھو گے تو میرے لیے چیزیں مشکل ہوں گی یا آسان؟"

ماہر کی آنکھوں میں بہت سا ملال اترا۔چند لمحے وہ اس کی بھیگی آنکھوں میں دیکھتا رہا۔

"آئی ایم سوری۔"

مالا کے تنے اعصاب ڈھیلے پڑتے گئے۔ وہ بہت سا غصہ جو اتنے دن سے اندر لاوے کی طرح ابل رہا تھا دھیرے دھیرے نیچے بیٹھتا رہا۔

"تم میرے ساتھ ایک دفعہ پھر وہی کر رہے ہو جو ہمیشہ کرتے تھے۔حالانکہ ہم نے طے کیا تھا،نو فلٹر،نو ججمنٹ۔"

"تم نے بھی فلٹر لگایا ہے، مالا۔ "اس کی آنکھوں اور الفاظ دونوں میں شکایت تھی۔

وہ چونک گئی۔پلکیں گیلی تھیں مگر اس نے انہیں رگڑنے کے لیے ہاتھ نہیں اٹھائے۔

"اس عالیان نامی لڑکے نے تمہیں کچھ اور بھی کہا تھا جو تم نے مجھے نہیں بتایا۔"

اس کا سانس تھم گیا۔

"میں نے بہت سوچا کہ وہ تم سے کیوں ملا۔اغوا کار ہمیشہ تاوان مانگتا ہے۔پھر مجھے تمہارا چہرہ یاد آیا۔تم جھوٹ بولنے میں اچھی نہیں ہو۔اس نے کچھ ایسا کہا تھا جو تم بتا نہیں سکتی تھیں۔اس لیے تم نے مجھ سے چھپا لیا تھا۔کیا؟ میں

نہیں جانتا۔اور میں اسے تمہارے چہرے پہ پڑھ بھی نہیں سکتا۔"

کشمالہ کے ہونٹوں پہ زخمی مسکراہٹ ابھری۔

"تم تو کہتے تھے تم ہر ایک کو پڑھ سکتے ہو۔"

"تمہیں نہیں پڑھ سکتا۔تم میرا بلائنڈ اسپاٹ ہو، مالا۔"

وقت تھم گیا۔ساری کائنات رک گئی۔سمندر کا پانی بھی۔بگلوں کے پر بھی۔اور سڑک پر گزرتا ٹریفک بھی۔وہ اسے دیکھتی رہ گئی۔

اپنی بات کہہ کے ماہر نے چہرہ موڑ لیا۔اب وہ اس سڑک کو دیکھ رہا تھا جس کے پار عمارت میں ان دونوں کے اپارٹمنٹس تھے۔

"یہاں ہوا تھا میرا ایکسیڈنٹ۔ "ماہر نے بازو لمبا کر کے سڑک کی طرف اشارہ کیا۔"تمہاری اور زیاد کی شادی سے پہلے۔عین اسی جگہ پہ۔زیاد کے بھیجے آدمی نے مجھے ٹکر ماری تھی۔تب میں تمہیں میسج کر رہا تھا۔"

وہ ابھی تک اسے دیکھ رہی تھی۔ملال سے۔بے یقینی سے۔وہ اتنی بڑی بات اتنی آسانی سے کیسے کہہ سکتا تھا؟

"کیا لکھ رہے تھے تم مجھے؟"

وہ زخمی سا ہنسا۔وہ اب بھی اسے نہیں دیکھ رہا تھا۔

"یہی کہ کاش ہم مختلف حالات میں ملے ہوتے۔ "

وہ اسے دیکھ کے رہ گئی۔آنکھوں میں پھر سے پانی بھرنے لگا۔وہ اتنی بڑی بات اتنی آسانی سے کیسے کہہ سکتا تھا۔

پھر ماہر نے کلائی پہ بندھی گھڑی دیکھی۔"میں چلتا ہوں۔مجھے آفس کے لیے تیار ہونا ہے۔"

وہ آگے بڑھا تو وہ اپنی ایڑھیوں پہ گھومی۔

"تم کہیں نہیں جا رہے، ماہر فرید۔ "اس نے زور سے پکارا۔آواز میں دبا دبا غصہ تھا۔

وہ واپس اس کی طرف پلٹا۔

"تم مجھ سے بات کیے بغیر ایسے نہیں جا سکتے۔"

وہ چند لمحے اسے دیکھتا رہا۔تکان سے۔شکست سے۔پھر سر کو خم دیا۔

"ایک شرط پہ۔ "

"کیا؟"

"تم مجھے بات کرنے کے ساتھ ناشتہ بھی کرنے دو گی۔"

وہ نہ چاہتے ہوئے بھی مسکرا دی۔

وہ بھی کافی کی تلاش میں ہی باہر نکلی تھی۔ ماہر شاید کہیں اور سے کافی لیتا تھا۔ کیونکہ جس قریبی کافی شاپ میں وہ اسے لے آئی، اس کے چہرے سے لگتا تھا وہ اس کو پسند نہیں آئی تھی۔ البتہ اس نے تبصرہ نہیں کیا۔

شاپ اندر سے گرم تھی۔ ہیٹر تیز چل رہے تھے۔ اور روسٹ ہوئے کافی بینز کی مہک سارے میں پھیلی تھی۔

"اور تمہارے لیے؟ "اپنا آرڈر باریستا کو بتانے کے بعد ماہر نے اسے دیکھا۔ وہ دونوں ساتھ ساتھ کاؤنٹر پہ کھڑے تھے۔

وہ سینے پہ بازو لپیٹے کھڑی اپنی کافی کا آرڈر دینے لگی۔ ماہر کے ساتھ اب وہ "اپنے پیسے میں خود دوں گی "والی بحث نہیں کیا کرتی تھی۔

مالا نے شوکیس میں سجے ڈونٹ پر انگلی رکھی تو ماہر نے افسوس سے اسے دیکھا اور پھر ڈونٹ کو۔ لیکن جب آرڈر دیا تو دو ڈونٹس کا دیا۔ کشمالہ مبین نے استعجاب سے ابرو اٹھائے۔

"تم بھی کھاؤ گے؟ تم تو نان خطائی اور ککیز (cookies) دونوں ادھورے چھوڑ دیتے ہو۔"

وہ سوگواریت سے مسکرا دیا۔ بہت کچھ یاد آیا تھا۔

" کھاؤں گا۔ "اور اپنا آرڈر دہرانے لگا۔

باریستا نے مسکرا کے آرڈر پنچ کیا۔ ٹیبلیٹ کی اسکرین جس کا رخ ان دونوں کی طرف تھا، اس پر رقم ابھری۔ 535 لیرا۔

ماہر فرید اس کی طرف مڑا۔

"تم پیسے دے دو گی؟ "

کشمالہ نے ایک لمحے کے لیے ناسمجھی سے اسے دیکھا۔

"والٹ گھر بھول گیا ہوں۔ واپس کر دوں گا۔ "وہ سنجیدہ تھا۔

"آف ...آف کورس۔ "وہ جلدی سے سنبھلی۔ کوٹ کی جیب سے والٹ نکالا۔ زپ کھولی اور چند نوٹ باریستا کو پکڑائے۔

"میں اپارٹمنٹ میں جاتے ہی واپس کر دوں گا۔"

" کم آن، ماہر۔اب میں تم سے 535 لیرا واپس لوں گی؟ " وہ ہنس دی۔(کتنی ہی دفعہ ماہر نے ہر چیز کا بل پے کیا تھا۔ایک دفعہ اس نے کر دیا تو کیا ہو گیا؟)

" مجھے باتیں کلیئر پسند ہیں، ماہر۔صاف اور شفاف۔ "

وہ دونوں اب آمنے سامنے ایک میز کے گرد بیٹھے تھے۔کافی کپس اور ڈونٹس درمیان میں رکھے تھے۔ماہر کا ڈونٹ ابھی تک بھورے پیکٹ میں تھا۔اس شاپ میں بہت سی چیزیں بھورے رنگ کی تھیں۔جامنی کچھ بھی نہ تھا۔

" میں تمہیں سائیلنٹ ٹریٹمنٹ نہیں دے رہا تھا۔میں اپنے کچھ مسئلوں سے گزر رہا تھا۔ " کپ دونوں ہاتھوں میں پکڑے ماہر کی گردن جھکی تھی۔

" تم سو چیزوں سے گزرو، لیکن اس کی سزا مجھے نہیں ملنی چاہیے۔تمہیں اتنا تو سوچنا چاہیے کہ میں اپنی خوشی سے یہاں نہیں آئی ہوں۔"

وہ کہہ رہی تھی اور وہ گردن موڑے اطراف میں دیکھ رہا تھا۔چھت سے لٹکتے بلب۔دیواروں کا انٹیریئر۔

" تمہارا خواب تھا بیکری بنانا۔اور میرے ایک دستخط سے وہ خواب چھن گیا۔"

وہ بہت پرانی بات کر رہا تھا۔شاید اسے نان خطائی سے یاد آیا تھا۔شاید اسے کبھی بھولا ہی نہیں تھا۔

"اس میں تمہارا قصور نہیں تھا۔"

" جانتا ہوں۔میں نے بنا دیکھے اوشن کی ڈیل پہ سائن کیے تھے۔اور میری کمپنی اس ڈیل کا حصہ بن گئی تھی جس کے تحت تمہارا ریستوران بکا تھا اور تم جاب لیس ہو گئی تھیں۔میں نے غور ہی نہیں کیا۔ان دنوں میں بہت سی چیزوں پہ غور نہیں کرتا تھا۔کیونکہ میرا ذہن ہر وقت ہلال کی تلاش پہ لگا رہتا تھا۔جیسے اب تمہارا ذہن... "اس نے فقرہ ادھورا چھوڑ دیا۔پھر اس کی طرف دیکھا۔

" تم اتنی بڑی بات اتنی آسانی سے کیسے کہہ سکتے ہو، ماہر؟ " وہ بے بسی اور ملال سے اسے دیکھ رہی تھی۔

ماہر نے جواب نہیں دیا۔وہ انہی سوگوار نظروں سے اسے دیکھے گیا۔

" مجھے تمہارا بلائنڈ اسپاٹ نہیں ہونا چاہیے۔تم ایک دوسری عورت سے شادی کرنے جا رہے ہو۔وہ بھی دو ہفتے بعد۔"

ماہر نے تصحیح کے لیے ہونٹ کھولے، پھر سر جھٹک دیا۔

" جانتا ہوں۔مگر میں نے تمہیں کہا تھا مالا...جس لمحے تم میرے آفس میں آئی تھیں.... کہ اب ہر چیز پیچیدہ

ہو جائے گی۔"

" کیا اس میں میرا قصور ہے؟"

ماہر نے سوگوار مسکراہٹ سے نفی میں سر ہلایا۔

" نہیں۔ میرا قصور ہے۔ میں تم سے کبھی موو آن نہیں کر سکا۔ "اس نے خود کو کہتے سنا۔

" مجھے لگا تھا میں موو آن کر جاؤں گا۔ لیکن اب میں تھک گیا ہوں۔ میں یہ آنکھ مچولی نہیں کھیل سکتا۔ میں زارا کو بھی ہرٹ کر رہا ہوں۔ یہ اس کے ساتھ زیادتی ہے۔ میں نے تمہیں اوائڈ کر کے بھی دیکھ لیا۔ مگر میں کیا کروں، مالا؟"

اسے لگا ماہر کی آنکھوں میں پانی چمکا ہے۔

"It is what it is." اس نے جیسے بے بسی سے کندھے اچکائے۔

وہ بھیگی آنکھوں سے اسے دیکھے گئی۔

" میں نے کوشش کی ہے۔ اپنا دھیان بٹانے کی۔ مالک کے بارے میں سوچنے کی۔ مگر اب میرا دم گھٹنے لگا ہے۔ میں تھک گیا ہوں۔ میں کیا کروں؟ میں کبھی مالا جیسی لڑکی سے ملا ہی نہیں زندگی میں۔ میرے اردگرد موجود لڑکیاں... وہ سب ایک جیسی ہیں۔ اب ان کی شکلیں بھی ملنے لگی ہیں۔" تلخی سے ہنس کے سر جھٹکا۔" مجھے معلوم تھا یہی ہوگا۔ جب تم میرے آفس میں داخل ہوئی تھیں، مجھے معلوم تھا یہی ہوگا۔"

وہ اسی طرح اسے دیکھ رہی تھی۔ ماہر نے سر دائیں بائیں ہلایا۔

" کاش ہم مختلف حالات میں ملے ہوتے، مالا۔"

" لیکن نہیں ملے۔ اوکے؟ "اس نے کافی کپ نیچے رکھا اور جب بولی تو آواز نرم مگر دوٹوک تھی۔

" میں تمہاری زندگی میں پیچیدگیاں پیدا کرنے نہیں آئی، ماہر۔ میرے لیے یہاں آنا آسان نہیں تھا۔ تمہیں میری پوزیشن کو بھی سمجھنا ہوگا۔ میں تمہیں کئی بار بتا چکی ہوں۔ ہمارے رستے الگ ہیں۔ میں کوئی ایسا کام نہیں کروں گی جو تمہاری زندگی کو پیچیدہ کرے۔"

" میں جانتا ہوں۔"

" مگر تم بھول جاتے ہو۔ اس لیے آج پھر سے سنو۔ میرا ایک بیٹا ہے۔ میری ایک زندگی ہے۔ وین کور میں۔ وہاں میرا گھر ہے۔ میں یہاں ایک مسافر ہوں۔ اپنے بیٹے کو لے کر چلی جاؤں گی۔ شاید اس کے بعد ہم زندگی میں

کبھی نہ ملیں۔شاید ملیں تو کسی اجنبی کی طرح۔کیونکہ ہمارے رستے الگ ہیں۔"

ماہر نے تکان سے سر ہلا دیا۔یاسمین یا چنگیز یہ بات کہتے تو اتنی تکلیف نہ ہوتی جتنی اس کے الفاظ سے ہوئی تھی۔

"میں چاہتی ہوں تم میری طرف سے کسی بھی غلط فہمی کا شکار نہ رہو۔تمہاری زندگی میں زارا ہو یا نہ ہو، مالا کی گنجائش نہیں ہے کیونکہ میں اس وقت ایک شدید ٹراما سے گزر رہی ہوں۔میرے اندر کسی نئی چیز کے لیے جگہ ہی نہیں ہے۔اس لیے میں جتنا وقت یہاں ہوں، تم میرے ساتھ آنکھ مچولی مت کھیلو۔جب یہ ممکن ہی نہیں ہے تو پھر بھاگ کیوں رہے ہو؟ تم مجھے ایک دوست کی طرح بھی ٹریٹ کر سکتے ہو۔تاکہ اگر تمہیں کچھ پریشان کرے تو تم مجھے کہہ سکو اور میں اس بات کو کلئیر کر سکوں۔"

وہ رکی۔پھر گہری سانس لی۔

"جیسے عالیان والی بات۔ہاں اس نے مجھے کچھ اور بھی بتایا تھا۔آئی ایم سوری میں نے تم سے چھپایا۔لیکن وہ میرا راز نہیں تھا۔اس کا تعلق مالک صاحب کی بیماری سے تھا۔"

"مالک کی بیماری اس کے کسی جادو کا نتیجہ ہے؟"

"کہا نا۔وہ میرا راز نہیں تھا۔سچ تھا یا جھوٹ۔میں نے اس راز کو مالک صاحب کے حوالے کر دیا ہے۔میں اب بھی تمہیں نہیں بتاؤں گی کیونکہ اس طرح میں ایک مشکل پوزیشن میں آجاؤں گی۔کیا تم مجھے مشکل میں ڈالنا چاہو گے؟"

وہ چند لمحے سوچتی نگاہوں سے اسے دیکھے گیا۔

"نہیں۔" پھر رک کے اضافہ کیا۔"میں مالک سے پوچھ لوں گا۔"

"یہ تمہارا اور ان کا معاملہ ہے۔میں اس سے دور رہنا چاہتی ہوں۔" اس نے ایک تھکی ہوئی سانس خارج کی۔"عالیان چاہتا تھا میں وہ راز دنیا کے سامنے آشکار کر دوں۔اس کے بدلے میں وہ بدر کو چھوڑ دے گا۔"

وہ بری طرح چونکا۔"پھر؟"

"میں نے ایسا نہیں کیا۔کیونکہ اتنے تگ ودو سے اغوا کیے بچے کو کوئی اتنی آسانی سے کیسے چھوڑ سکتا ہے؟"

"نہیں۔وہ ایسے اسے نہیں چھوڑے گا۔وہ bluff کر رہا تھا یقیناً۔"

"جانتی ہوں۔" وہ بہت دیر بعد مسکرائی، ایسے کہ آنکھیں بھیگی ہوئی تھیں۔وہ چند لمحے اسے دیکھتا رہا۔پھر کلائی پر بندھی گھڑی دیکھی۔

"اب مجھے واقعی آفس کے لیے تیار ہونا ہے۔تمہارے 535 لیرا ادھار ہیں۔واپس کروں گا۔"

وہ بے اختیار ہنس دی۔

"اگر تم مجھے میرے 535 لیرا واپس نہیں کرو گے تو میں غریب ہو جاؤں گی۔ "

وہ بھی ہنس دیا۔وہ ہلکا پھلکا ہو گیا تھا۔ایک وزن تھا جو کندھوں سے اتر گیا تھا۔

مالا وہیں بیٹھی رہی اور ماہر واپس اپارٹمنٹ بلڈنگ میں آ گیا۔

کافی کا ڈسپوزیبل کپ اور بھورے پیپر میں لپٹا ڈونٹ وہ ساتھ لایا تھا۔جوتے اتار کے لونگ روم تک آیا ہی تھا کہ ٹھٹھک کے رکا۔

سوزین اس کی جانب پشت کیے چولہے کے ساتھ کھڑی ناشتہ بنا رہی تھی۔ماہر نے پیر سے ڈسٹ بن کا لیور دبایا۔ڈھکن کھلا۔اس نے کافی کپ سمیت ڈال دی۔ڈھکن بند ہوا۔

ٹھک کی آواز پہ سوزی پلٹی۔اسے دیکھ کے مسکرائی۔

" گڈ مارننگ! "

وہ جواب دیے بنا آگے آیا۔فیضی خانم پینٹری میں کھڑی پھل نکال رہی تھیں۔اس نے ڈونٹ کا لفافہ ان کے سامنے رکھا۔

" کھا لیجیے گا۔ "اور پھر فریج کی جانب بڑھ گیا۔

"میں اپنے لیے ناشتہ بنا رہی ہوں۔آپ کے لیے بناؤں؟"سوزی نے بہت امید سے پکارا۔

ماہر نے پلٹ کے اسے دیکھا،پھر اپنے ہاتھوں کو،پھر واپس اسے،اور پھر فریج کی طرف مڑ گیا۔

سوزی کے چہرے کی جوت بجھ سی گئی۔

البتہ اس نے دوبارہ کوشش کی۔

"میں بہت اچھی کافی بناتی ہوں۔ "

"میرے پاس تین کافی مشینز ہیں۔ "رکھائی سے کہہ کے فریج سے چند سبز چیزیں نکال کے کاؤنٹر تک آیا۔

سوزی گھوم کے اس کے سامنے آئی۔

اب ان دونوں کے درمیان کچن آئی لینڈ کی سیاہ گرینائٹ ٹاپ کے سوا کچھ نہ تھا۔

"میں ایسا کیا کروں جو آپ مجھے قبول کر لیں گے؟"

ماہر نے بیزاری سے چہرہ اٹھایا۔

"سیریئسلی؟ اس وقت؟" گھڑی کی طرف اشارہ کیا۔ پھر اپنی سبزیوں اور پھلوں کو دیکھا۔

"میں ایسا کیا کروں جو آپ میرے اوپر اعتبار کرنے لگ جائیں؟ میں اپنی صفائی دے دے کر تھک چکی ہوں۔ میں بیربل کی زندگی میں کسی ایجنڈے کے تحت نہیں آئی۔ ہم نے ایک دوسرے سے محبت کی شادی کی ہے۔ مانا کہ غلطی ہوئی۔ آپ کو بتانا چاہیے تھا۔ اعتماد میں لینا چاہیے تھا۔ لیکن کیا کریں نہیں لے سکے۔ spur of the moment تھا۔ بس جو دل نے چاہا، وہ کر ڈالا۔ مگر تب بھی مجھے آپ کی فکر تھی۔ اسی لیے prenup سائن کر لیا، کہ کہیں آپ کو اعتراض نہ ہو۔ کیا میں آپ کو ایسی عورت لگتی ہوں جس کو روپے پیسے کی کمی ہے؟"

ماہر سر جھکائے کٹنگ بورڈ پر سبزیاں کاٹتا جا رہا تھا۔ ٹھک ٹھک ٹھک۔

"بیربل کو لڑکیوں کی کمی نہیں ہے۔ نہ مجھے مردوں کی۔ لیکن وہ پہلا آدمی ہے جس نے مجھے عزت دی۔ مجھے احساس دلایا کہ آج کے دور میں بھی مردوں میں chivalry باقی ہے، honor باقی ہے۔ اس کے ساتھ زندگی خوبصورت لگتی ہے۔ کم از کم میں اسے کبھی ہرٹ نہیں کروں گی۔ مگر آپ شاید کبھی میرا یقین نہیں کریں گے۔"

وہ اب بلینڈر کے جگ میں اپنی الا بلا سبزیاں ڈال رہا تھا۔ سوزی کی آنکھیں بھیگتی گئیں۔

" کس نے آپ کو اتنا ہرٹ کیا ہے جو محبت سے آپ کا اعتبار اٹھ گیا ہے؟ اور آپ کو ہر عورت gold digger لگتی ہے؟"

ماہر کے ہاتھ بلینڈر پر رکے۔ ایک تیز نگاہ اس پہ ڈالی۔ پھر واپس بلینڈر کا بٹن دبایا۔ زوں کی آواز سوزی کی آواز پہ غالب آ گئی۔ جب شور تھما تو اس نے سنا وہ کہہ رہی تھی۔

"میں ایسا کیا کروں جو آپ مجھے دل سے قبول کر لیں؟"

"صرف ایک کام!"

سوزی سانس روکے اسے دیکھے گئی۔

"جب میں کچن میں آیا کروں تو مجھے ڈسٹرب نہ کیا کرو۔"

سوزی کی آنکھ سے آنسو ٹوٹ کے گرا اور گال پہ پھسل گیا۔ اس نے سر ہلا دیا۔ دھیرے سے ناشتے کا ٹرے اٹھایا اور چپ چاپ پلٹ گئی۔ ماہر اپنی سمودی گلاس میں ڈال کے پلٹا تو دیکھا، فیضی خانم بہت افسوس سے اسے دیکھ رہی تھیں۔

" کیا؟ اس کا شوہر اندر بیٹھا سن رہا ہے۔اسی لیے وہ اداکاری کر رہی تھی۔ " تلخی سے کہتے ہوئے اسٹول کھینچا اور کاؤنٹر پر مگ رکھا۔ پھر بیٹھنے سے پہلے ٹراؤزرز کی جیب میں موجود چیزیں نکال کے کاؤنٹر پہ رکھیں۔
موبائل۔اور والٹ۔جس کے اندر سے نوٹ اور کارڈز جھلک رہے تھے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

رات کے اس پہر سمندر کی لہروں کا شور لکڑی سے بنے گھر کے اندر تک سنائی دیتا تھا۔عبدالمالک فرید کا کمرہ سیاہ سفید رنگوں سے سجا تھا۔لکڑی کے فرش پر کھڑکی کے ساتھ آرام کرسی پر شال لپیٹے بیٹھے وہ گم صم سے شیشے کے باہر دیکھ رہے تھے۔سامنے ایک خالی کرسی رکھی تھی۔جیسے کسی کی منتظر ہو۔
دفعتاً دروازہ کھلا۔ٹھک ٹھک۔ہیل کی آواز آئی۔مالک فرید نے تب تک گردن نہیں موڑی جب تک کہ وہ سامنے آکر بیٹھ نہ گئی۔
" کیا ہوا، بابا؟ آپ نے اتنی عجلت میں بلوایا۔ "اس کی آواز میں فکرمندی تھی۔
مالک فرید نے گردن موڑی۔چند لمحے وہ اس کو دیکھتے رہے۔
زارا کی شکل ان کی ماں کے جیسی تھی۔یا شاید ان کی بیوی کے جیسی۔یا شاید آج کل کی بہت سی لڑکیوں کے جیسی۔انہوں نے اسے بہت دفعہ ٹوکا تھا کہ ایک کے بعد ایک پروسیجر نہ کروائے،لیکن اس کے ہر نئے پروسیجر کے بعد اس کی دوستیں اس کو کہتیں کہ وہ پہلے سے زیادہ حسین لگ رہی ہے،اور وہ چند ماہ بعد پھر سے سرجن کی چھری تلے لیٹ جاتی۔انہوں نے ایک دفعہ اس سے بحث کی تھی کہ کیا ہے جو وہ ان سرجریز اور پروسیجرز میں ڈھونڈتی ہے۔اور اس نے کہا تھا...

"جیسے آپ اپنی توانائی اور پیسہ فرید ہولڈنگ میں صرف کرتے ہیں کیونکہ آپ کو رئیل اسٹیٹ میں کامیابیاں حاصل کرنا پسند ہے، ویسے ہی مجھے وہ خوبصورت چہرے اور جسم پسند ہیں جو میں میگزینز میں دیکھتی آئی ہوں۔آپ جائیدایں خریدتے ہیں اور میں جسم۔"
لیکن آج اس کے چہرے کو دیکھتے ہوئے انہیں اندازہ ہوا کہ شاید وہ اس چہرے کو نہیں پہچانتے تھے۔بس اپنی بیمار آنکھوں سے اس کی آنکھوں کو دیکھتے رہے۔اس کے لمبے بل دار بال کندھوں پر بکھرے تھے۔اور وہ حیرت سے انہیں دیکھ رہی تھی۔یا شاید تشویش سے۔لیکن باوجود کوشش کے وہ ابرو اکٹھے نہیں کر سکتی تھی۔کیونکہ بوٹوکس کی

وجہ سے ماتھے اور ابرو کے درمیان لکیریں نہیں پڑتی تھیں۔سو یہ بتانا مشکل تھا کہ وہ فکرمند ہے یا پریشان۔

" کیا ہوا، بابا؟ "

"اس مسئلے کا نتیجہ دو صورتوں میں نکلے گا۔"

" کون سا مسئلہ؟"

"مسئلہ تم جانتی ہو۔صورتیں بھی سن لو۔ "وہ بولے تو ان کی آواز میں ٹھنڈک تھی اور آنکھوں میں گلیشیئر ز۔

زارا کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسنی خیز لہر دوڑ گئی۔

"پہلی صورت ۔ایسے راز کبھی نہیں چھپتے۔اور چونکہ مالا کا بیٹا اس کے پاس ہے اور ماہر کبھی نہ کبھی اسے ڈھونڈ لے گا،تو آج یا کل وہ جان ہی لے گا کہ تم اس اسکامر کی کلائنٹ تھیں۔"

بوٹوکس کے باوجود زارینہ کے چہرے پہ شاک زدہ ہونے کا تاثر اتنا شدید تھا کہ چند لمحے وہ پلک نہ جھپک سکی۔

"اگر ماہر کو یہ بات شادی کے بعد معلوم ہوئی تو وہ ایک سانس میں تمہیں طلاق دے ڈالے گا۔اور پھر وہ ساری عمر تمہاری شکل نہیں دیکھے گا۔بیربل بھی وہی کرے گا جو وہ کہے گا۔تمہاری بہنیں، ماہر اور بیربل میرے بعد تمہاری واحد فیملی ہیں۔بہنیں معاف کر دیں گی،وہ دونوں نہیں کریں گے...اور تم اپنی فیملی سے محروم ہو جاؤ گی۔ "

زارینہ کی آنکھیں گیلی ہونے لگیں۔ہونٹ کپکپائے...

" کس نے.... کس نے کہا ہے آپ کو یہ....؟ "

مالک فرید نے ہاتھ اٹھا کے اسے روک دیا۔وہ آج بھی اتنے بارعب تھے کہ زارا کی زبان سرد ہو گئی۔

"دوسری صورت ۔تم ماہر کو یہ انگوٹھی واپس کر دو اور اپنے راستے الگ کر لو۔کل کو اگر اسے معلوم ہو گیا،اور اسے معلوم ہو جائے گا،تو وہ تمہیں معاف کر دے گا۔اور بطور فیملی ہمیشہ تمہاری سپورٹ بنا رہے گا۔"

وہ اسی مشینی انداز میں کہہ رہے تھے۔نگاہ زارا سے ایک لمحے کے لیے بھی نہیں ہٹ رہی تھی۔

"بابا!" اس نے نفی میں گردن ہلائی۔ہاتھ کانپ رہے تھے۔

"یہ خیال کہ میرے بعد تم طلاق یافتہ ہو جاؤ اور سب تمہیں چھوڑ دیں، یہ میرے لیے قابل قبول نہیں ہے۔ دوسری صورت زیادہ بہتر ہے۔اس میں تمہارا دل ٹوٹے گا لیکن فیملی نہیں چھوٹے گی۔فیملی انسان کا پردہ رکھ لیتی ہے۔کل کو تم جہاں بھی شادی کرو گی،تمہاری فیملی تمہاری سپورٹ بنے گی۔اس لیے... "

"وہ آئی تھی کیا؟اس نے کہا ہے نا یہ سب؟"

انہوں نے انگلی سے اس کی انگوٹھی کی جانب اشارہ کیا۔

"میرے لیے تمہارے دل کا ٹوٹ جانا اتنا بڑا سانحہ نہیں ہو گا جتنا تمہارا اکیلا رہ جانا۔"

"بابا... "وہ ایک دم گھٹنوں کے بل ان کے قدموں میں گر گئی۔ ان کے بوڑھے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیے۔

"وہ جھوٹ بول رہی ہے۔ میں نے ایسا کچھ نہیں کیا۔"

وہ بھیگا چہرہ اٹھائے ٹوٹے پھوٹے لفظ بول پا رہی تھی۔

"چونکہ تم نے اس جادوگر کو دینے کے لیے پیسے کمپنی سے لیے ہیں، اس لیے جلد یا بدیر ان پیسوں کا حساب ماہر تک پہنچ جائے گا۔ پیسوں کے معاملے میں وہ کسی کو نرمی نہیں دکھاتا۔ تم جتنا چھپا لو، یہ بات کھل جائے گی، زارا۔ اس لیے کل تم اس کے پاس جاؤ گی۔"

"بابا... نہیں... "وہ روتے ہوئے سر دائیں بائیں ہلا رہی تھی۔ ان کے ہاتھ اسی طرح پکڑ رکھے تھے۔

"اور تم اس کو انگوٹھی واپس کرو گی۔"

"میں ایسا نہیں کروں گی۔ ہماری شادی ہونے والی ہے۔ "وہ بچوں کی طرح بلک رہی تھی۔ وہ چند لمحے کے لیے خاموش ہو گئے۔

"پھر میں ماہر کے پاس جاؤں گا۔ اور اس کو بتا دوں گا کہ تم عالیان کی کلائنٹ تھیں۔ اور میں تمہاری طرف سے اس سے معافی مانگوں گا۔ وہ منگنی خود توڑ دے گا لیکن وہ میری وجہ سے تمہیں معاف کر دے گا۔ اور یہ وہ صورت ہے جو مجھے قابل قبول ہے۔ تمہاری فیملی بچی رہے گی۔"

زارا کے ہاتھ نیچے گر گئے۔ بے یقینی سے انہیں دیکھے گئی۔

"آپ کیسے باپ ہیں؟ آپ میرے ساتھ کیوں نہیں کھڑے؟ کیا زندگی میں ایک دفعہ... ایک دفعہ آپ مجھے سپورٹ نہیں کر سکتے؟"

"مجھے اس وقت تم سے Father of the year کا ایوارڈ نہیں چاہیے، زارینہ فرید۔ "وہ اتنی زور سے غرائے کہ اس کے آنسو تھم گئے۔

"تم کل اس سے نہیں ملیں تو میں اسے خود سب بتا دوں گا۔ تم مجھے جانتی ہو۔ میں اپنی بات سے نہیں پھرتا۔ "ان کا چہرہ سپاٹ تھا۔ سخت۔ برف کے جیسا۔ اس پہ رحم کی کوئی لکیر نہ تھی۔

زارا نے گیلی سانس ناک سے اندر کھینچی۔ نفی میں سر ہلایا۔ اس کا ناک گلابی ہو رہا تھا۔ پھر وہ کھڑی ہوئی۔

"میں ماہر سے دستبردار نہیں ہوں گی۔"

وہ دروازے تک گئی جب مالک فرید کی آواز سنائی دی۔

"کیا میری بیماری اس جادو کا نتیجہ ہے؟"

زارا کا ہاتھ ہینڈل پر جم گیا۔سارا وجود پتھر ہو گیا۔وہ پلٹ سکی۔نہ آگے بڑھ سکی۔اسے جیسے کسی نے الٹی چھری سے ذبح کر دیا تھا۔

"وہ....وہ جھوٹ بول رہی ہے۔میں نے ایسا کچھ نہیں... "وہ بدقت پلٹی۔ٹوٹے پھوٹے الفاظ سے اپنی وضاحت دینے کی کوشش کی۔لیکن وہ اسے نہیں دیکھ رہے تھے۔وہ کھڑکی کے باہر دیکھ رہے تھے۔ان کا چہرہ ویسا سخت نہ تھا۔بلکہ.....ان کی آنکھوں کے کنارے بھیگے ہوئے تھے۔

اس نے کبھی مالک فرید کی پلکوں کو بھیگے ہوئے نہیں دیکھا تھا۔دادی کی موت پہ بھی نہیں۔ماں کی موت پہ بھی نہیں۔اپنی بیماری کے دوران بھی نہیں۔ہر دفعہ جب وہ ان کے سامنے آکر ماہر کے لیے روئی تھی، تب بھی نہیں۔

زارا کو معلوم تھا سے کیا کرنا ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"کیف" کی چھت پر بنے کیفے ٹیریا کی لفٹ کے سامنے کھڑی کشمالہ مبین بار بار گھڑی دیکھ رہی تھی۔کب سے لفٹ کا بٹن دبایا تھا۔وہ اوپر ہی نہیں آ رہی تھی۔لنچ بریک کے دوران ورکرز اوپر نیچے آتے رہتے تھے، جس کے باعث لفٹ مصروف ہو جاتی تھی۔ماہر کو اس عمارت میں ایک دوسری لفٹ بھی لگوانی چاہیے۔اس نے کڑھتے ہوئے سوچا۔پھر یاد آیا کہ یہ تو کرایے کی عمارت تھی۔

دروازے کھلے تو دیکھا ماہر لفٹ میں تھا۔ساتھ دو افراد تھے جن سے بات کرتے ہوئے وہ باہر نکل رہا تھا۔اسے دیکھ کے ہلکا سا مسکرایا اور بنا آواز کے ہونٹ ہلائے۔(پانچ سو پینتیس لیرا)۔

مالا مسکراہٹ دبائے لفٹ میں چلی گئی۔اچھا مذاق تھا۔

اس کی مسکراہٹ عارضی تھی۔کیونکہ اپنے مطلوبہ فلور پہ اترنے سے پہلے ہی موبائل بجنے لگا تھا۔

اسکرین پہ آتا نمبر غیر شناسا تھا۔اس نے تیزی سے فون کان سے لگایا۔وہ اس نوجوان جادوگر کی طبیعت درست.....

" کیسی ہو، کشمالہ؟ "زیاد سلطان کی آواز نے اسے منجمند کیا۔ لفٹ کے دھاتی دروازے کھل چکے تھے لیکن وہ باہر نہ نکل سکی۔ دروازے دوبارہ بند ہونے لگے تو اس نے چوکھٹ پہ ہاتھ رکھا۔ دروازے گھبرا کے رک گئے۔

"میں تمہیں ڈسٹرب نہیں کرنا چاہتا۔ بس بدر کے بارے میں پوچھنا تھا۔ کچھ معلوم ہوا؟"

وہ دروازوں کو روکے وہیں کھڑی رہی۔

"میں تمہاری زندگی میں کوئی مشکل پیدا کرنے نہیں آیا۔ ہم اپنے بیٹے کو ڈھونڈ لیں، اس کے بعد تم کبھی میری شکل نہیں دیکھو گی۔ مجھے اندازہ ہے کہ یہ سب کس نے کیا ہے۔ اور میں بہت جلد..."

" کیا تم مجھ سے مل سکتے ہو، زیاد؟ "

زیاد سلطان کو اس فقرے کی توقع نہ تھی۔ وہ چند لمحے کے لیے کچھ بول نہ سکا۔

" تمہیں یہ پوچھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ "اس کی آواز میں زخمی پن تھا۔

"ایک ایڈرس بھیج رہی ہوں۔ وہاں آ جاؤ۔ چالیس منٹ تک۔ "قطعیت سے کہہ کے اس نے فون نیچے کیا۔ اور پھر اپنی چیزیں سمیٹنے لگی۔

اس نے نہیں دیکھا کہ لفٹ دوبارہ کھلی ہے اور ماہر فرید باہر نکلا ہے۔ اس کے چہرے پہ سنجیدگی تھی اور قدرے جھنجھلاہٹ بھی۔ وہ کال پہ ڈرائیور کو کار تیار کرنے کا کہتے ہوئے آفس کی طرف جا رہا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

.

یہ زارا کا پسندیدہ ریسٹورنٹ تھا۔ ٹیرس میں بچھے لمبے صوفے اور رنگ برنگے کشنز۔ ریلنگ سے دور تک پھیلا شہر، بوسفورس کا پانی، اور اُڑتے ہوئے بگلے دکھائی دیتے تھے۔

ایسے ہی ایک صوفے پہ زارا بیٹھی تھی۔ بازو صوفے کی پشت پہ پھیلائے، وہ دور دکھائی دیتے سرخ پل کو دیکھ رہی تھی، جس کے نیچے سے تین کشتیاں ایک ساتھ گزر رہی تھیں۔ اس شہر میں ایسے پل ایک سے زیادہ تھے، لیکن سارے ایک جیسے لگتے تھے۔

ماہر دور سے اسے دیکھ کر ٹھٹکا۔ بہت عرصے بعد اس نے زارا کو ڈھلے ڈھلائے چہرے کے ساتھ دیکھا تھا۔ ڈھیلا ڈھالا سوئیٹر اور ٹائٹس پہنے وہ بال کیچر میں باندھے، پانی کو دیکھ رہی تھی۔

خطرے کا سرخ الارم اس کے ذہن میں جلنے بجھنے لگا۔ وہ تشویش سے اس کو دیکھتا قریب آیا۔

"سب ٹھیک ہے، زارا؟ تم نے اتنی جلدی میں بلایا۔ "

زارا نے چہرہ اس کی طرف موڑا۔اس کی آنکھیں متورم تھیں اور ناک سرخ۔شاید وہ روتی رہی تھی۔

ماہر کا سانس رک گیا۔

"مالک ٹھیک ہے؟ "اس کا پہلا دھیان اسی طرف گیا۔

زارا مسکرائی۔آنکھوں میں نمی تھی۔

"انہیں کچھ نہیں ہوا۔"

"پھر؟ خیریت؟ "وہ کرسی کھینچ کے سامنے بیٹھا۔غور سے اس کا چہرہ دیکھا۔

"مجھے کچھ بات کرنی تھی۔"

"دوپہر میں؟ وہ بھی پبلک پلیس پہ؟ ہم شام کو آرام سے گھر پہ..."

"زندگی میں ایک دفعہ تم اپنا ورک ڈے میرے لیے قربان کر سکتے ہو، ماہر ے؟ "وہ بھیگی آنکھوں سے مسکرا رہی تھی۔ماہر نے دونوں ہاتھ اٹھا دیے۔

"تمام۔تم بولو۔میں سن رہا ہوں۔"

ٹیک لگائی، ٹانگ پہ ٹانگ جما کے بیٹھا اور آنکھیں چھوٹی کیے بغور اسے دیکھنے لگا۔

کچھ تھا اس کے انداز میں۔کچھ عجیب سا۔

"میں چاہتی ہوں کہ آج تم میری بات سنو۔درمیان میں مت بولنا۔کیونکہ میں ایک فیصلہ کر کے آئی ہوں۔"

ماہر نے ہونٹ کھولے، پھر واپس بند کر دیے۔سر کو خم دیا۔وہ سن رہا تھا۔لیکن سننے سے زیادہ وہ اس کا چہرہ پڑھنے کی کوشش کر رہا تھا۔

"میری فرینڈز کہتی ہیں کہ ماہر فرید تمہارے لیے ایک ریڈ فلیگ ہے۔ "وہ بھیگی آنکھوں سے ہنسی۔وہ تکلیف میں لگتی تھی۔

" مگر میں ... میں یہ مان ہی نہیں سکتی تھی کہ ماہر فرید ایسا ہو سکتا ہے۔لیکن وہ ٹھیک تھیں۔تم شاید کسی اور عورت کے لیے گرین فلیگ ہو گے، لیکن میرے لیے تم سرخ جھنڈوں کا ایک carnival ہو۔ "

"ویل... تھینک یو۔"ماہر کے تاثرات نہیں بدلے۔

"ہمارا ساتھ برسوں کا ہے۔ہم کزنز بھی ہیں اور دوست بھی۔لیکن پتہ ہے، میری ایک تھیراپسٹ کہتی تھی کہ یہ

دوستی صرف میرے دماغ میں ہے۔ ورنہ تم ہمیشہ میرے پاس صرف اپنے کام کے لیے آتے تھے۔ کسی کو لوکیٹ کرنا ہے، تو زارا ہے ناں۔ کسی سے پبلک ریلیشن قائم کرنا ہے، تو زارا اس میں اچھی ہے۔ زارا میری کمپنی کا فیس ہے۔ زارا اور زارا کا سوشل نیٹ ورک۔ " گردن افسوس سے دائیں بائیں ہلائی۔ "میں ایک یکطرفہ دوستی کے الوژن میں اتنے برس سے زندگی گزار رہی تھی۔ کیونکہ مجھے لگتا تھا تم ایسے ہی ہو۔ تم انسانی جذبات کے اہل ہی نہیں ہو۔ جیسے بیربل کہتا ہے مشین، روبوٹ..."

وہ پھر سے ہنسی۔ اب وہ گردن موڑ کے پانی کو دیکھنے لگی تھی۔ آنسو پلکوں پہ ٹکے تھے۔ لیکن ابھی گرے نہیں تھے۔

"بیربل کہتا ہے کہ جب بھی تمہارے اوپر کرائسز آتا ہے، میں تمہیں چھوڑ کر چلی جاتی ہوں۔ میں کرائسز سے ڈیل نہیں کر سکتی۔ وہ بھی درست کہتا ہے۔ جب تم asylum میں گئے، میں نے تمہیں چھوڑ دیا۔ کیونکہ میں... پتہ نہیں... شاید میں یہی کرتی ہوں۔ کرائسز میں، میں ہمیشہ تم سے اسپیس لے لیتی ہوں۔"

"اور تم اب بھی یہی کرنے جا رہی ہو۔ "اسے معلوم تھا بات کس طرف جا رہی تھی۔

زارا نے اس کی بات کا جواب نہیں دیا۔ وہ اپنی رو میں کہے جا رہی تھی۔

"لیکن میں تمہارے لیے آ بھی جاتی تھی۔ اپنا شہر چھوڑا۔ اپنی کمپنی چھوڑی۔ کیف کو جوائن کیا۔ مگر پھر... پھر تم پاکستان چلے گئے۔ جب تم واپس آئے تو تم بدلے ہوئے تھے۔ میں سمجھی یہ سب کچھ ہلال کے لیے ہے۔ اور شاید یہ تب ہلال کے لیے ہی تھا۔ لیکن پھر ... تم اس کے لیے جیل بھی گئے۔ اس کے شوہر سے بھی مقابلہ کیا۔ میں تب بھی سمجھی یہ سب ہلال کے لیے ہے۔ پھر تم کینیڈا گئے اور میں سمجھی تم پولیس سے بھاگ رہے ہو۔ لیکن تم ہمیشہ اس کے پیچھے جاتے تھے۔"

ماہر نے سینے پر بازو لپیٹ لیے۔ چہرہ بالکل سپاٹ ہو چکا تھا۔

"مجھے لگا یہ میرا وہم ہے۔ تم ایسے انسان ہو ہی نہیں جو کسی کے لیے emotionally available ہو سکتا ہے۔ میری دوستیں کہتی رہیں کہ تم میرے لیے دستیاب مرد نہیں ہو۔ لیکن میں نے ہمیشہ کہا کہ تم مصروف ہو۔ تم ایسے ہی ہو۔ تمہارے پاس کیف کے سوا کسی کے لیے وقت نہیں ہوتا۔ اور مجھے تم ایسے بھی قبول تھے۔ تم میرے پاس آئے۔ تم نے مجھے پروپوز کیا۔ میں نے پروپوزل قبول کیا۔ مجھے لگا شادیاں ایسے ہی ہوتی ہیں۔ "

اس نے چہرہ موڑ کر ماہر کو دیکھا۔ آنسو سرخ آنکھوں سے ٹوٹ ٹوٹ کے گرنے لگے تھے۔

"لیکن پھر میں نے تمہیں اس کے ساتھ دیکھا۔"

ماہر کی گردن میں گلٹی سی ابھر کے ڈوب گئی۔

"جب وہ کمرے میں آتی ہے، تو تمہاری شخصیت بدل جاتی ہے۔تمہاری آنکھوں میں چمک آتی ہے۔تم اس کو دیکھتے ہو تو تمہیں آس پاس کوئی دوسرا دکھائی نہیں دیتا۔وہ جو کہتی ہے تم دھیان سے سنتے ہو۔اس کے لیے تمہارے پاس وقت ہی وقت ہے۔"

"مالا کا اس سب میں... "

"میں تمہیں کنفرنٹ نہیں کر رہی۔کوئی الزام بھی نہیں لگا رہی۔میں جانتی ہوں تم ایسے آدمی نہیں ہو جو کسی عورت کے ساتھ cheat کرے۔لیکن میں یہ بھی جانتی ہوں کہ مردوں کے دل بہت بڑے ہوتے ہیں۔ان میں ایک ساتھ ایک سے زیادہ عورتیں سما سکتی ہیں۔لیکن میں اب تھک گئی ہوں، ماہر۔ "آنسو آنکھوں سے بہہ رہے تھے اور گود میں رکھے ہاتھ سختی سے بھینچ رکھے تھے۔

"میں نے جب تمہیں اس کے ساتھ دیکھا تو مجھے معلوم ہوا کہ تم کوئی مشین نہیں ہو۔تم ایک عورت کے لیے اس حد تک دستیاب ہو سکتے ہو کہ تم مجھے ڈنر پہ چھوڑ کے اس کی ایک آواز پہ چلے جاؤ۔وہ ہمیشہ تمہیں بلائے گی اور تم ہمیشہ اس کے پیچھے جاؤ گے۔"

پھر اس نے ہتھیلیوں کی پشت سے آنکھیں رگڑیں۔

"اور اب تو میں یہ بھی جان گئی ہوں کہ تم مجھ سے شادی صرف بابا کو خوش کرنے کے لیے کر رہے تھے۔پلیز انکار مت کرنا۔میں دس سال کی بچی نہیں ہوں۔مجھے سب دکھائی دیتا ہے۔"

ماہر نے تھوڑی جھکا دی۔بے اختیار دانتوں سے لب کاٹے۔

"ہم غلط وجہ کے لیے شادی کر رہے ہیں۔میں ایک الوژن کے پیچھے بھاگ رہی ہوں جو کبھی پورا نہیں ہوگا، اور تم میرے بابا کو خوش کرنے کے لیے خود پہ ایک ایسا بوجھ ڈال رہے ہو جس کو تم اٹھا نہیں سکتے۔ہم دونوں ناخوش رہیں گے۔"

چند لمحے خاموشی سے کٹ گئے۔

"اس لیے میں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ... "اس نے تھوک نگلا۔اگلے الفاظ حلق سے باہر آنے کو تیار ہی نہیں تھے۔لیکن آج اگر اسے انگلی حلق میں ڈال کے بھی ان کو باہر کھینچ کے نکالنا پڑتا تو وہ اس کے لیے تیار تھی۔

" کہ... "زارا نے بائیں ہاتھ کی تیسری انگلی سے انگوٹھی اتاری اور میز پر رکھی۔

ہیرے کے لکڑی سے ٹکرانے کی آواز پہ وہ چونکا۔ چہرہ اٹھایا۔ انگوٹھی کو دیکھ کے چہرے پہ زخمی پن ابھرا۔

"زارا...."

"میں ایسے نہیں چل سکتی۔ میں ایسے نہیں چل سکتی۔" وہ نفی میں سر ہلا رہی تھی۔ آنسو برابر گرتے ہوئے گردن پہ لڑھک رہے تھے۔

"میں نے یہ رشتہ پوری ایمانداری سے کیا تھا، زارا۔ لیکن تم ٹھیک کہہ رہی ہو۔ میں تمہیں تکلیف دے رہا تھا۔ ہم غلط وجہ کے لیے شادی کر رہے تھے۔" پھر وہ رکا۔ جیسے ذہن نے کچھ سوچا۔

"اس سب کی وجہ صرف یہی ہے؟ میرا رویہ؟" آنکھوں کی پتلیاں سکوڑ کے اس کا چہرہ دیکھا۔

زارا کے چہرے پہ سایہ سا لہرایا۔

" کیا یہ وجہ کم ہے؟" نہ چاہتے ہوئے بھی اس کی آواز بلند ہوئی۔

"یعنی... کچھ اور تو نہیں ہے جو تم...."

"میں یہ فیصلہ اپنے لیے لے رہی ہوں، ماہر۔ مجھے اپنے بابا کے ساتھ ان کی زندگی کے آخری چند مہینے گزارنے ہیں۔ میں اس وقت نہ تو شادی کر سکتی ہوں نہ کچھ اور۔ تم نے ہی کہا تھا یہ۔"

وہ سوچتی نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔

" کیا تمہاری male ego کو ٹھیس پہنچی ہے؟ کہ تم نے نہیں، ایک لڑکی نے تم سے رشتہ توڑا ہے؟"

ماہر نے نفی میں سر ہلایا۔

"ایسی بات نہیں ہے۔ میں بس تمہیں تکلیف نہیں دینا چاہتا۔"

زارا نے سر جھٹکا اور میز پر رکھے باکس سے چند ٹشو نکالے۔ چونکہ چہرے پر کچھ لگا نہیں تھا اسی لیے بے دردی سے آنکھیں رگڑتی گئی۔

"اور مالک؟ "

زارا نے جواب دینے کی بجائے بیگ اٹھایا اور اٹھ کھڑی ہوئی۔

" کچھ دیر بیٹھو، زارا۔ اس بات کو..."

" مجھے جانا ہے۔ تمہارے ورک ڈے سے بہت سا وقت لے لیا میں نے۔" اس نے سن گلاسز آنکھوں پہ لگا لیے اور میز کے پیچھے سے نکل کے آگے بڑھ گئی۔

اگر وہ کچھ دیر اور بیٹھی رہتی تو شاید وہ اس کے اندر تک جھانک لیتا۔

کار میں بیٹھنے سے پہلے زارا نے سیاہ شیشوں کے پار دکھائی دیتے ریستوران کو دیکھا۔

اگر بابا سمجھتے تھے کہ وہ ماہر سے اتنی آسانی سے دستبردار ہو جائے گی تو وہ بھول گئے تھے کہ وہ صرف زارا نہیں تھی۔

وہ عبدالمالک فرید کی بیٹی تھی۔ اور اس کی ضد انہی کے جیسے تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اس پارک کے سارے درختوں پہ خزاں اتری تھی۔ جلی ہوئی گھاس پہ جگہ جگہ چرمر کرتے بھورے پتے گرے تھے۔ کشمالہ ان پتوں پر پیر رکھتی قدم قدم آگے بڑھ رہی تھی۔

پارک کے سرے پہ ایک سنگی میز بنی تھی جس کے دونوں اطراف بینچ تھے۔

وہ دور سے زیاد کو وہاں بیٹھے دیکھ سکتی تھی۔ وہ کہنیاں میز پر رکھے سر ہاتھوں میں گرائے ہوئے تھا۔

وہ اس سے چند میٹر دور تھا۔

ہر قدم کے ساتھ مالا کا ذہن کسی البم کی طرح یادوں کے اوراق پلٹ رہا تھا۔

وہ ٹیرس پہ کھڑی براؤنی کھا رہی تھی اور وہ نیچے اپنی ماں کے ساتھ کھڑا تھا۔

وہ نکاح نامے پہ دستخط کر رہی تھی۔

وہ مالدیپ کے ساحل پہ ننگے پیر چل رہے تھے۔

زیاد نے زور سے اس کا بازو جکڑا تھا اور اسے دیوار تک دھکا دیا تھا۔

وہ سرد کنٹینر کے فرش پر بیٹھی تھی اور وہ اس کے سامنے کھڑا تھا۔

وہ اس کے عین سامنے آ کے رکی۔ کوئی پتہ جوتے تلے آ گیا۔ چرمر کی آواز آئی۔

زیاد نے چونک کے سر اٹھایا۔ اسے دیکھ کے بے اختیار اٹھ کھڑا ہوا۔

وہ اس کی آنکھوں میں دیکھ رہی تھی۔ زیاد نے نظریں جھکا دیں۔ ہاتھ سے سامنے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ وہ پہلے سے کمزور لگ رہا تھا۔ داڑھی بھی بڑھ گئی تھی۔

مالا نے کراس باڈی بیگ کندھے سے نہیں اتارا۔ نہ ہی کوٹ کا بٹن کھولا۔ بس اسی طرح سامنے بیٹھ گئی، جیسے زیادہ وقت کے لیے نہ آئی ہو۔

"آنے کے لیے شکریہ!"

"میں تمہارے کہنے پہ نہیں آئی۔ تم میرے کہنے پہ آئے ہو۔" وہ سنجیدگی سے اس کی آنکھوں میں دیکھ رہی تھی۔

زیاد نے سر اثبات میں ہلایا۔

"بدر کا کچھ پتہ چلا؟"

"میں بدر کے بارے میں بات کرنے نہیں آئی۔ اس کو میں ڈھونڈ لوں گی۔ میں اپنے اور تمہارے بارے میں بات کرنے آئی ہوں۔"

زیاد کے لیے اس کے الفاظ غیر متوقع تھے۔ وہ بس ٹکر ٹکر اس کا چہرہ دیکھنے لگا۔

"کیا مطلب؟"

"تم نے اس روز مجھ سے پوچھا تھا کہ کیا میں تمہیں کبھی معاف کر سکوں گی؟ اور مجھے لگا تھا میں تمہیں کبھی معاف نہیں کر سکوں گی۔ کیونکہ تم نے مجھے اذیت دی ہے، زیاد۔"

زیاد کا سر جھک گیا۔ ایسے جیسے وہ کبھی اس کے سامنے چہرہ نہیں اٹھا سکے گا۔

"تم میری ماں کے بھی قاتل ہو اور میری sanity کے بھی۔ تمہارے دیے ہوئے زخموں کی وجہ سے میں پچھلے پانچ سال سے شدید ٹراما کا شکار ہوں۔ شوہر تو بیوی کو مار کے آگے بڑھ جاتا ہے، لیکن abused ہوئی عورت کو کئی برس لگتے ہیں heal ہونے میں۔ تمہاری وجہ سے میں نئی زندگی شروع نہیں کر سکتی۔ کیونکہ ہر مرد کو دیکھ کر مجھے یہ خوف آتا ہے کہ کہیں وہ زیاد سلطان جیسا نہ نکل آئے۔ تمہاری وجہ سے میں کسی مرد پہ اعتبار نہیں کر سکتی۔" وہ کسی غصے یا نفرت سے نہیں کہہ رہی تھی۔ وہ بہت آرام سے، سادگی سے بتا رہی تھی۔

زیاد نے چہرہ اٹھایا۔ اس کی آنکھوں میں آنسو تھے۔

"میرے الفاظ تمہارے زخم نہیں بھر سکتے۔ لیکن میں دل سے پشیمان ہوں۔ میری زندگی بہت تاریک ہے۔ پچھتاووں میں گھری ہوئی۔ میں اپنے کیے کی سزا کاٹ رہا ہوں اور کاٹتا رہوں گا۔ تمہیں کبھی بھی مجھے معاف نہیں کرنا چاہیے۔"

مالا نے سر نفی میں ہلایا۔

"میں نے بھی یہی سوچا تھا کہ میں تمہیں کبھی معاف نہیں کروں گی۔ کیونکہ اتنا سب کچھ کرنے کے بعد معافی بنتی ہی نہیں ہے۔ لیکن..." وہ دھیرے سے مسکرائی۔ اس کی آنکھوں میں پانی بھرنے لگا۔

"پھر مجھے کسی نے یہ سمجھایا کہ دوسرے کے گناہ کا بوجھ میرے دل کو نہیں اٹھانا چاہیے۔ہم پرانے زخم یاد رکھیں گے تو نئی محبتوں کی جگہ دل میں کیسے بنے گی؟"

وہ بول رہی تھی اور اس خزاں آلود دوپہر میں زیاد سلطان بیٹھا بس اسے سن رہا تھا۔

"میں تمہارے دیے زخموں کو جب تک معاف نہیں کروں گی وہ بھریں گے نہیں۔ میں پانچ سال سے تمہارے دیے بوجھ اٹھا رہی ہوں۔ اور اب میں ان کو اپنے دل سے اتارنا چاہتی ہوں۔ میری healing کی کنجی یہی ہے۔"

آنسو زیاد کے چہرے پہ پھسل کے بڑھی ہوئی شیو میں گم ہو رہے تھے۔

"اس لیے آج میں تمہارے پاس آئی ہوں۔ مجھے نہیں معلوم تم واقعی بدل گئے ہو یا یہ بھی تمہاری کوئی نئی چال ہے۔لیکن میں تمہارے عمل کی جواب دہ نہیں ہوں۔ میں صرف... "مالا نے ہاتھ اپنے سینے پر رکھا۔"اپنے دل کے لیے ذمہ دار ہوں،اور مجھے اپنے دل کو خالی کرنا ہے۔ ہر قسم کے grudge سے،بغض سے،نفرت سے،دکھ سے۔"

اس نے ہاتھ نیچے گرایا۔ وہ ابھی تک اس کی آنکھوں میں دیکھ رہی تھی۔لیکن کسی ملامت سے نہیں۔صرف ترس سے۔ ہمدردی سے۔

"آج میں تمہیں دل سے معاف کرتی ہوں،زیاد۔ ہر اس چیز کے لیے جو تم نے میرے ساتھ کی۔ کیونکہ میرا دل پرانے دکھوں کا بوجھ مزید نہیں اٹھا سکتا۔تم نے باقی دنیا کے ساتھ جو بھی کیا وہ تمہارا اور اللہ کا معاملہ ہے۔لیکن جو کچھ تم نے میرے ساتھ کیا،اس کے لیے میں تمہیں معاف کرتی ہوں۔"

زیاد کا چہرہ پھر سے جھک گیا۔ آنسو بہتے ہوئے تھوڑی سے میز پر ٹپ ٹپ گر رہے تھے۔اسے نہیں یاد اس نے ایسے خاموش انداز میں کبھی زیاد سلطان کو روتے دیکھا ہو۔

"بس یہی بتانا تھا۔تم میری کسی بد دعا کا حصہ نہیں ہو گے۔ مجھے تمہیں کوئی سزا ملتے نہیں دیکھنی۔ نہ میں چاہتی ہوں کہ میرا اور تمہارا کوئی حساب باقی رہے۔"

پھر وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔ وہ بالکل نارمل تھی۔ پرسکون۔ چند لمحے کے لیے بھیگی آنکھیں واپس خشک ہو چکی تھیں۔

زیاد نے گیلا چہرہ اٹھا کے اسے دیکھا۔اس کے سارے الفاظ ختم ہو گئے تھے۔

"تمہارے لیے ایک نصیحت ہے۔ اگر تم واقعی دل سے نادم ہو تو خود کو بدل لو۔ زندگی پھر سے شروع کرو۔ اور اب کی بار اسے بہتر طور پہ گزارنا۔"

ملاقات کا وقت ختم ہو چکا تھا۔ وہ پلٹ گئی تو وہ بے اختیار کھڑا ہوا۔

"میں تمہاری زندگی سے بہت دور چلا جاؤں گا۔ بدر کے ملتے ہی۔ تم مجھے کبھی نہیں دیکھو گی۔ لیکن ..."

گھاس پر چلتی کشمالہ رکی۔ پلٹ کے نہیں دیکھا۔

"لیکن میں واقعی اپنی زندگی کا ایک نیا صفحہ الٹا رہا ہوں۔ clean slate۔ میں اپنی کتاب لکھ رہا ہوں۔" وہ جیسے ہچکچایا۔

" کیا تم میری کتاب پڑھو گی؟"

"نہیں۔" کشمالہ مبین بہت سکون سے اس کی طرف پلٹی۔ انہی نگاہوں سے اسے دیکھا۔ ان نگاہوں میں کچھ بھی نہیں تھا۔

"میں نہیں پڑھوں گی۔ تمہارے زخموں کو دل سے اس لیے نکالا تا کہ تم میری کسی یاد یا کسی حساب کتاب کا حصہ نہ رہو۔"

زیاد کے چہرے سے لگتا تھا کسی نے دوسری دفعہ اسے قید خانے میں ڈال دیا ہو۔

"لوگ غلط کہتے ہیں کہ محبت کا الٹ نفرت ہوتی ہے۔ محبت کا الٹ indifference ہوتا ہے۔ فرق نہ پڑنا۔ ایک دوسرے کے لیے بے معنی ہو جانا۔ جب تک نفرت تھی، تم میری بددعاؤں کا حصہ تھے۔ اب نہیں رہو گے۔ میرا دل آج سے تمہارے دیے دکھ سے خالی ہے۔ خدا حافظ، زیاد سلطان! " اور وہ پلٹ گئی۔

اب گھاس پر تیز تیز چلتی وہ اس سے دور جا رہی تھی۔ وہ اس کے پیچھے نہیں آیا۔ وہ وہیں بینچ پر بیٹھ گیا اور سر میز پر رکھ دیا۔

پارک کے کنارے کشمالہ رکی اور مڑ کے اسے دیکھا۔ وہ سر ہاتھوں دیے رو رہا تھا۔ اس کی آنکھوں میں پانی بھرنے لگا۔ لیکن اس نے نفی میں سر ہلایا۔

پانچ سال بعد جیسے اس کا دل آزاد ہو گیا تھا۔

اتنا آزاد کہ اس لمبے چوڑے مرد کو روتے دیکھ کر بھی اسے کچھ محسوس نہ ہوا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

لکڑی کے گھر کے اس کمرے میں ایک واحد زرد لیمپ جلا تھا۔

مالک فرید آنکھیں موندے بستر پر لیٹے تھے۔ان کے بیڈ کو حال ہی میں ہسپتال کے بیڈ سے تبدیل کیا گیا تھا۔ ہاتھ کی پشت پر آئی وی لائن لگی تھی اور اسٹینڈ سے لٹکی ڈرپ قطرہ قطرہ جسم میں اتر رہی تھی۔

آہٹ پہ انہوں نے چونک کے آنکھیں کھولیں۔چوکھٹ میں ماہر کھڑا تھا۔کوٹ بازو پر ڈالے، بنا جوتوں کے، وہ یاسیت سے انہیں دیکھ رہا تھا۔انہوں نے ابرو سے اشارہ کیا۔اندر آ جاؤ۔

وہ سر جھکائے قدم قدم چلتا اندر آیا۔اس کے قدم سست تھے۔جیسے نڈھال ہو۔شکست خوردہ ہو۔

نیم اندھیر کمرے میں بھی وہ اس کے چہرے پہ پھیلی ویرانی دیکھ سکتے تھے۔

وہ ان کے قریب کرسی کھینچ کے بیٹھا۔گھٹنوں پر کہنیاں رکھیں، اور مٹھی ہونٹوں پر رکھے سر جھکا دیا۔

وہ سامنے دیوار کو دیکھتے رہے۔

چند لمحے اسی طرح گزر گئے۔پھر ماہر سیدھا ہوا۔

"زارا نے...."

"جانتا ہوں۔" ان کی سرد آواز پہ اس نے بے اختیار ان کا چہرہ دیکھا۔اس چہرے پہ کوئی تاثر نہ تھا۔سوائے ہلکی سی اکتاہٹ کے۔جو شاید تکلیف کا نتیجہ تھی۔

"یہ فیصلہ تم لوگوں نے اپنی مرضی سے کیا تھا۔تب بھی کسی نے مجھ سے نہیں پوچھا۔اب بھی اپنی مرضی سے توڑ رہے ہو۔"

ماہر نے زخمی نظروں سے ان کو دیکھا۔

"یہ اس کا فیصلہ ہے۔"

انہوں نے جواباً ایک سخت نظر اس پہ ڈالی۔

"میں نے تمہیں وارن کیا تھا۔تم جب اس کو اپنی زندگی میں دوبارہ شامل کرو گے تو تمہاری زندگی پیچیدہ ہو جائے گی۔تم زارا سے اور کس چیز کی توقع کرتے تھے؟"

ماہر کے کندھے ڈھلک گئے۔اس نے سر جھکا دیا۔آنکھیں بند کیے ہاتھ سے آنکھیں مسلنے لگا۔وہ جیسے تھک چکا تھا۔

"زارا کو یہ فیصلہ نہ کرنا پڑتا اگر تم چند مہینے پہلے ایک غلط فیصلہ نہ کرتے۔"

ماہر نے دکھتی کنپٹی سہلاتے ہوئے پوچھا۔

"ہمارے فیصلے نے تمہیں ناخوش کیا ہے، مالک؟"

"خوش تو میں اس فیصلے پہ بھی نہیں تھا جو تم لوگوں نے مجھ سے پوچھے بنا کیا تھا۔" وہ اسی تلخی سے کہہ کے سامنے دیکھنے لگے۔ وہ ناخوش نہیں تھے۔ تکلیف میں تھے۔

چند لمحے اسی پژمردہ سی خاموشی کی نذر ہو گئے۔

"میں ہمیشہ زارا کا خیال رکھوں گا۔"

مالک فرید کے آئی وی لائن لگے ہاتھ میں ہلکی سی لرزش ہوئی۔ انہوں نے زور سے مٹھی میں چادر بھینچ لی۔ چہرہ البتہ پرسکون رہا۔

"میں تم سے صرف اتنا چاہتا ہوں کہ جو بھی ہو، تم ہمیشہ اس کی فیملی بنے رہو۔"

اس نے اثبات میں سر ہلایا۔ کندھے بوجھل تھے۔ دل بوجھل تھا۔ وہ مالک کا سامنا کیسے کرے گا، یہی سوال اس کو صبح سے کھائے جا رہا تھا۔ لیکن یہ ملاقات اس کی توقع سے بہتر تھی۔ اس کے دل کا بوجھ ہلکا ہو رہا تھا۔

"زارا میری فیملی ہے اور میں اس کی فیملی ہوں۔ ہم کبھی جدا نہیں ہوں گے۔"

مالک فرید نے اس بات پہ تبصرہ نہیں کیا۔ وہ اسی طرح دیوار پہ گرتے سائے دیکھتے رہے۔

"میں زارا کے لیے..."

"میرا مسئلہ اس وقت زارا نہیں، زیاد ہے۔" انہوں نے ایک تیز نگاہ اس پہ ڈالی۔

"کیا اس نے تم سے رابطہ کیا؟"

ماہر نے اکتا کے کندھے اچکائے۔

"ابھی تک تو نہیں۔ لیکن کرے گا۔"

پہلی دفعہ مالک فرید کی آنکھوں میں تشویش سی ابھری۔

"مالا اس کے بارے میں کیا کہتی ہے؟"

"یہی کہ وہ نادم ہے، اسے پچھتاوا ہے، وغیرہ وغیرہ۔"

"تمہیں اس کے وغیرہ وغیرہ پہ یقین ہے؟"

ماہر نے جیسے بدمزہ ہو کے ناک سے مکھی اڑائی۔

"لوگ نہیں بدلتے۔"

مالک فرید نے غور سے اس کو دیکھا۔

"لوگ بدل بھی سکتے ہیں۔لیکن شاید تم وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ زیادہ تلخ ہوتے جا رہے ہو۔"

ماہر نے پیچھے کو ہو کے ٹیک لگائی۔ٹانگ پہ ٹانگ جمائی اور بہت فرصت سے ان کو دیکھا۔

"زیاد کبھی نہیں بدلے گا۔مالا اس کی ندامت پہ یقین کر سکتی ہے۔میں نہیں۔"

"اور اگر تم غلط ہوئے؟ جیسے شاید تم سوزین کے بارے میں ہو۔وہ اتنی بری نہیں ہے۔"

"جیسے میں کل پیدا ہوا تھا۔ہونہہ! "ماہر فرید کا حلق تک کڑوا ہو گیا۔

مالک صاحب نے افسوس سے سر دائیں بائیں ہلایا۔یہ طے تھا کہ وہ خود کو ہمیشہ انسانوں کا بہترین جج سمجھتا تھا۔وہ اس کی رائے کو نہیں بدل سکتے تھے۔

"اگر زیاد واقعی نہیں بدلا تو اپنا انتقام لیے بغیر اس شہر سے نہیں جائے گا۔"

"میں زیاد سے نہیں ڈرتا۔"

ماہر بے زاری سے کچھ کہتے کہتے رکا۔ایک دم چونک کے مالک کو دیکھا۔

" تمہیں اس کے بارے میں فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔یہ میرا اور زیاد کا معاملہ ہے۔تم مالک... "اس نے تنبیہی ابرو اٹھایا۔"تم زیاد والے معاملے سے دور رہو گے۔"

عبدالمالک فرید اکتاہٹ سے کندھے اچکائے۔

"میں کیوں اس معاملے میں پڑوں گا؟ یہ تمہاری اپنی پیدا کردہ پیچیدگیاں ہیں۔ "ساتھ ہی منہ میں کچھ بڑبڑائے۔ان کی تکلیف جسمانی بھی تھی اور وہ بڑھتی جا رہی تھی۔

ایک گہری سانس ماہر کے ہونٹوں سے خارج ہوئی۔کندھے نیچے گر گئے۔پھر اسے یاد آیا۔

"تمہارا کلینیکل ٹرائل جلد شروع ہونے جا رہا ہے۔ "اس کی آواز پست ہو گئی۔

ہاں دیکھتے ہیں۔ "عبدالمالک فرید بڑبڑائے۔اکتاہٹ۔بیزاری۔

"ہو سکتا ہے یہ دوا ٹیومر کو شرنک کر دے۔"

"اگر مجھے دوا لگی۔کیا معلوم وہ مجھے placebo لگا دیں۔"

پھر اچانک سے چونک کے ماہر کو دیکھا۔ماتھے پر لکیریں ابھریں۔

"اور میں تمہیں تنبیہہ کر رہا ہوں، ماہر فرید....تم کسی بھی طرح میرے ٹرائل میں مداخلت نہیں کرو گے۔"

"میں ایسا کیوں کروں گا؟ ایسا سمجھتے ہو تم مجھے؟ چچ... "اس نے تعجب اور افسوس سے مالک کو دیکھا تھا۔

وہ چند لمحے اسے گھورتے رہے، پھر اطمینان سے سر ہلا دیا۔

وہ کچھ دیر ان کے پاس بیٹھا رہا۔ چند روٹین کی باتیں کرتا رہا۔ وہ زارا کے موضوع پہ بات نہیں کرنا چاہتے تھے، وہ سمجھ گیا تھا۔

جب وہ جانے کے لیے اٹھا تو انہوں نے چہرہ اٹھا کے اسے دیکھا۔ ان کی آنکھوں میں اسی تشویش کی رمق دوبارہ دکھائی دی تھی۔

"احتیاط کرنا، ماہر۔ "وہ زیاد کی بات کر رہے تھے۔

وہ ہلکا سا مسکرا دیا۔ وہ زیاد سلطان سے نہیں ڈرتا تھا۔

ماہر کی کار کے انجن کی آواز انہیں کمرے میں سنائی دی تھی۔ پھر کار دور ہوتی گئی۔ تب انہوں نے گھنٹی بجائی۔ عمار تیزی سے کمرے میں آیا۔

"جی، سر؟" عمار نے پہلے کرسی درست جگہ پہ رکھی۔ پھر مؤدب سا ان کے ساتھ آ کھڑا ہوا۔

" کیا تم زیاد سلطان کو لوکیٹ کر رہے ہو؟ "

عمار نے اثبات میں سر ہلایا۔

"جلد ہمیں اس کے بارے میں معلوم ہو جائے گا۔"

"مجھے ٹرائل شروع ہونے سے پہلے زیاد سلطان اپنے سامنے چاہیے۔ زندہ سلامت۔ "وہ بے چینی سے کہہ رہے تھے۔

عمار نے سر تسلیم خم کیا۔ پھر وہ جھجکا۔

"ماہر نے جاتے ہوئے مجھے تنبیہہ کی تھی کہ اگر آپ کہیں تب بھی میں زیاد سلطان کی تلاش میں نہ نکلوں۔ وہ نہیں چاہتا کہ ہم اس معاملے میں مداخلت کریں۔"

عبدالمالک فرید نے ہلکے سے کندھے اچکائے۔

"مجھے کسی کی اجازت کی ضرورت نہیں ہے۔ "پھر ہاتھ سے اسے جانے کا اشارہ کیا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ماہر کی کار اس پہاڑی سے نیچے اتر کے سنسان سڑک پر تیز دوڑ رہی تھی۔ رات گہری ہو رہی تھی اور وہ علاقہ ویران تھا۔

ایک مخصوص مقام پہ پہنچ کے وہ کار رکی۔ وہاں پہلے سے ایک چھوٹی نیلی کار کھڑی تھی۔ ڈرائیور اردل باہر نکلا اور پچھلی سیٹ کا دروازہ کھولا۔ نیلی کار کے ساتھ کھڑا شخص تیزی سے ماہر کے ساتھ والی خالی سیٹ پر بیٹھا اور دروازہ بند کیا۔ باہر سردی تھی اور کار اندر سے گرم تھی۔

"تمہاری امانت۔" ماہر نے پیروں کے قریب پڑا چرمی بیگ اپنے اور نو وارد کے درمیان رکھا۔ داڑھی والا نوجوان قدرے ہچکچایا۔ ایک نظر بیگ کو دیکھا جو بھرا ہوا تھا۔ اور پھر ماہر کو جو اسے دیکھ رہا تھا۔

"یہ قانوناً جرم ہے۔ میرا میڈیکل لائسنس معطل ہو سکتا ہے۔"

"لیکن اس کے بدلے میں تم ساری عمر کے لیے مجھے خرید لو گے۔"

اس نے اثبات میں سر ہلایا۔ بیگ کے سٹریپ پر ہاتھ رکھے۔ پھر تھوک نگلا۔

"میں اس بات کو یقینی بناؤں گا کہ عبدالمالک فرید کو placebo نہیں، اصل دوا لگے گی۔ لیکن ماہر بے...." وہ ہچکچایا۔ "یہ دوا کا ٹرائل ہے۔ کوئی گارنٹی نہیں ہے کہ یہ اثر بھی کرے گی۔"

ماہر کے چہرے پہ زخمی سا تاثر ابھرا۔

"جانتا ہوں۔ لیکن مجھے آخری کوشش کرنی ہے۔"

"اور اگر میں پکڑا گیا؟"

"کیسے پکڑے جاؤ گے؟ کیش دے رہا ہوں۔ کوئی ثابت نہیں کر سکے گا کہ ہمارے درمیان لین دین ہوا ہے۔"

میل نرس نے سر ہلایا، بیگ تھاما اور دروازہ کھولنے لگا جب ماہر نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔

وہ چونک کے پلٹا۔

"اگر دوا نے کام نہ کیا اور مالک مر گیا، تب بھی.... تب بھی میں تمہارا مقروض رہوں گا۔" وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے پورے یقین سے کہہ رہا تھا۔

نرس نے اثبات میں سر ہلایا۔ اگلے ہی لمحے وہ بیگ لے کر کار سے باہر جا چکا تھا۔

"مالک بے ایسا نہیں چاہتے تھے۔" فربہ ڈرائیور اردل نے کار واپس اسٹارٹ کرتے ہوئے افسوس سے بیک ویو مرر میں اسے دیکھا۔

"مجھے کسی کی اجازت نہیں چاہیے، اردل۔ "وہ اب کھڑکی سے باہر دیکھ رہا تھا۔
سیاہ آسمان دھیرے دھیرے برسنے لگا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

بارش ابھی ابھی تھمی تھی۔ بالکونی شدید سرد تھی۔ لیکن وہ پھر بھی ڈھٹائی سے وہاں بچھے کاؤچ پر بیٹھی تھی۔ اس روز کی نسبت آج اس نے گرم کپڑوں کی تہیں پہن رکھی تھیں۔ پیر میز پہ جما رکھے تھے اور اُونی کمبل کندھوں کے گرد لپٹا تھا۔ وہ چھت پہ جھولتے بلب کی روشنی میں ایک کتاب پڑھ رہی تھی ... جب برابر میں دروازہ سلائیڈ ہونے کی آواز آئی۔

مالا کی توجہ کتاب سے ہٹ گئی۔ رک کے آواز سننی چاہی۔ اگر آج بھی ماہر کے ساتھ کوئی تھا تو وہ پہلی آواز سنتے ہی اندر چلی جائے گی۔

دروازہ سلائیڈ کر کے بند ہوا اور خاموشی۔ کرسی کھینچنے کی آواز۔ وہ بھی شاید بارش کے بعد کا آسمان، پانی اور اس کے کنارے کھڑی کشتیاں دیکھنا چاہتا تھا۔

چند لمحے خاموشی کی نذر ہو گئے۔

وہ دونوں دیوار کے آر پار بیٹھے تھے۔ ایسے کہ ایک دوسرے کو دیکھ نہیں سکتے تھے۔ دیوار سے آگے ریلنگ تھی۔ وہ چند قدم چل کے آگے جاتی تو اس کو دیکھ پاتی۔ لیکن وہ وہاں سے نہیں اٹھی۔

"کیسے ہو؟ "اونچا سا پکارا۔

کرسی دھکیلی گئی۔ اٹھنے کی آواز۔ تیز قدم۔ پھر وہ ریلنگ کے ساتھ دکھائی دیا۔ گردن نکال کے جھانکتا۔ چہرے پہ حیرت تھی۔

"یہاں سے آواز اس طرف جاتی ہے؟ مجھے نہیں معلوم تھا۔ کوئی ہمسایہ نہیں تھا اتنے عرصے سے۔ "

وہ ٹراؤزرز پہ سوئیٹر پہنے کھڑا خوشگوار حیرت سے بالکونی کی ساخت دیکھ رہا تھا۔ وہ کاؤچ پر یوں نیم دراز تھی کہ پیر میز پر تھے اور کمبل سارے وجود کے گرد۔

"میں نے پوچھا، کیسے ہو؟"

ریلنگ پر بازو رکھے کھڑا ماہر مسکرایا۔

" کیسا لگ رہا ہوں؟"

"افسردہ۔دکھی۔ "اس نے کتاب نیچے کی۔پھر پیر اتارے۔

"زارا نے مجھے انگوٹھی واپس کر دی۔"

وہ جو کتاب رکھ کے اٹھ رہی تھی، ایک دم ششدر رہ گئی۔لمحے بھر کے لیے کچھ کہہ نہ سکی۔

" کیا مطلب؟"

"اس نے رشتہ توڑ دیا ہے۔ "وہ اب مالا کی طرف سے پلٹ گیا تھا۔اور اپنی ریلنگ پہ کہنیاں جمائے یوں کھڑا ہو گیا کہ پشت اپارٹمنٹ کی طرف تھی اور چہرہ سامنے پانی کی طرف۔

" کیوں؟"

وہ اسی کے انداز میں آ کھڑی ہوئی۔کہنی ریلنگ پہ رکھی لیکن رخ ماہر کی جانب موڑ لیا۔

دونوں کی بالکونیوں کے درمیان ایک فٹ کا خلا تھا۔ادھر پیر پھسلا اور نیچے کھائی۔

ایسا خلا جس کو پار کیا تو واپس آنا ممکن نہ تھا۔

"اس نے چند وجوہات بتائیں۔اس وقت مجھے یقین آ گیا۔اب سوچوں تو لگتا ہے کچھ مسنگ ہے۔ "

مالا نے تھوک نگلا۔

"اور مالک صاحب؟"

"وہ اتنا دکھی نہیں تھا جتنی مجھے توقع تھی، جس کا مطلب ہے... "ماہر نے گردن موڑ کے اسے غور سے دیکھا۔

" کچھ ایسا ہے جو میں نہیں جانتا۔شاید اس کا تعلق اس بات سے ہے جو تم نے مالک کو کہی تھی۔لیکن میں تم سے نہیں پوچھوں گا۔سارے سچ اپنے وقت پہ کھل ہی جاتے ہیں۔"

مالا نے کندھے اچکائے اور سامنے دیکھنے لگی۔

پانی کے کنارے بندھے کشتیوں میں لگے قمقمے روشن تھے اور فولڈنگ چیئرز پہ دو بوڑھے آدمی بیٹھے پیالیوں میں قہوہ انڈیل رہے تھے۔

"میں آج زیاد سے ملی۔"

ماہر کے ابرو بے یقینی سے اٹھے۔

" کیا اس نے تمہیں.... "تیزی سے کہنے لگا جب...

"میں نے اسے بلایا تھا، ماہر۔ مجھے اس سے بات کرنی تھی۔"

"بدر کو ڈھونڈنے کے لیے؟"

"اس کی معافی قبول کرنے کے لیے۔ "وہ اب کے پوری اس کی جانب گھوم گئی۔

"اس نے پچھلی ملاقات میں مجھ سے معافی مانگی تھی۔لیکن میں نے اسے اس کے لیے معاف نہیں کیا تھا۔مگر آج.... آج میں نے اسے اپنے لیے معاف کر دیا۔"

ماہر فرید کے چہرے پہ کڑواہٹ سی ابھری۔

"ہاؤ سوئیٹ .... یعنی تمہیں لگتا ہے وہ بدل گیا ہے؟"

"وہ بدلے یا نہ بدلے۔ وہ اپنے عمل کے لیے جواب دہ ہے اور میں اپنے دل کے لیے۔ مجھے اپنا دل ہلکا کرنا تھا کیونکہ میں ایک بوجھ لیے جی رہی تھی۔ دوسروں کے لیے نفرت، غم، ان کے دیے ہوئے زخم یاد رکھنا، یہ سب بوجھ ہیں جو ہمیں مووآن نہیں کرنے دیتے۔ جب تک میں زیاد کو معاف نہیں کروں گی، میرا دل سیاہ رہے گا۔"

ماہر نے افسوس سے گردن دائیں بائیں ہلائی۔

"touching....لیکن وہ نہیں بدلے گا۔ یاد رکھنا۔ میں انسانوں کے بارے میں غلط نہیں ہوتا۔"

"تم ایک دفعہ اس کے بارے میں غلط ہو چکے ہو۔ جب تم نے کہا تھا کہ اس نے بدر کو اغوا کیا ہے۔اور کوئی نیا سرکار نہیں ہے۔"

وہ مسکراہٹ دبائے اسے دیکھ رہی تھی۔

"اوکے۔ایک دفعہ غلط ہو سکتا ہوں۔ مانا کہ اس نے بدر کو اغوا نہیں کیا۔لیکن ہر دفعہ میں غلط نہیں ہوں گا۔"

وہ دونوں اب اپنی اپنی بالکونی پہ ایک دوسرے کی طرف رخ کیے کھڑے تھے۔

"اگر تمہیں اس کو معاف کرنا خوش کرتا ہے، تو ٹھیک ہے۔لیکن وہ نہیں بدلے گا۔"

"تمہیں ایک نصیحت کروں، ماہر؟"

"پلیز مت کہنا جو کہنے جا رہی ہو۔"

"یہ کہ تم بھی معاف کر دو....."

ماہر کی مٹھیاں بھنچ گئیں اور ماتھے پہ تیوریاں در آئیں۔

"سوری، مالا۔ لیکن میں زیاد کو کبھی معاف نہیں کر سکتا۔ میرے باپ کی تکلیف، میری ماں کا قتل، ہلال کی

آنکھیں، میرے وہ اسائیلم میں گزرے مہینے... میں کچھ نہیں بھولا... اور... اور اتنا سب ہونے کے بعد تم مجھے یہ نہیں کہہ سکتیں کہ میں نگینہ یا زیاد کو معاف کردوں، کیونکہ میرا زیاد سے حساب...."

"میں ان کو معاف کرنے کے لیے نہیں کہہ رہی۔"

وہ بولتے بولتے رک گیا۔ آنکھوں میں تعجب ابھرا۔

"پھر کس کو؟"

"اپنی ماں کو معاف کردو۔"

ایک لمحے کے لیے دونوں بالکونیاں منجمند ہوگئیں۔ جیسے ان دیکھی برفباری نے انہیں مجسم کر دیا ہو۔ وہ کتنی ہی دیر کچھ بول نہ سکا۔

"اپنی ماں کو معاف کردو، ماہر۔" وہ اسی نرمی سے کہہ رہی تھی۔

ماہر نے چہرہ پانی کی طرف پھیر لیا۔ حلق میں گیلی گیند اکٹھی ہونے لگی جسے اس نے نیچے دھکیل دیا۔

"سب انسان اتنے عقلمند نہیں ہوتے کہ ریڈ فلیگز وقت پہ دیکھ سکیں۔ نہیں نظر آئے تمہاری ماں کو شمس کے ریڈ فلیگز۔ انہوں نے وہ کیا جو ان کو اپنے لیے بہتر لگا۔ جیسے میں نے کیا تھا۔ جیسے اکثر عورتیں اور مرد کرتے ہیں۔ مانا کہ انہوں نے تمہیں دکھ دیا۔ تمہارے باپ کو دکھ دیا۔ لیکن... تم ان کو معاف نہ کر کے اپنے ساتھ زیادتی کر رہے ہو۔"

"مجھے ان سے کوئی گلہ نہیں ہے۔ معافی کی کیا بات ہے پھر؟"

اس نے سر جھٹکا۔ وہ اب بھی کشتیوں کو دیکھ رہا تھا۔

"گلہ ہو یا نہ ہو، تم نے انہیں معاف نہیں کیا۔ جس دن کر دو گے، تمہارا دل بھی اتنا ہلکا ہو جائے گا جتنا میرا۔"

چند لمحے خاموشی سے گزر گئے۔ وہ کچھ نہیں بولا۔ تب وہ کھنکھاری۔

"پرپل کیوں؟"

ماہر نے چہرہ نہیں موڑا لیکن وہ اس کی بے ساختہ مسکراہٹ دیکھ سکتی تھی۔

"اور میں کیوں بتاؤں گا؟"

"کیوں نہیں بتاؤ گے؟"

"مادام۔" وہ اس کی طرف گھوما اور سوچ سوچ کے لفظ ادا کرنے لگا۔" آپ نے ابھی تک میری قرمزی عمارت کے لیے کچھ اچھا نہیں بنایا۔"

کمبل لپیٹے کھڑی سرخ ناک والی لڑکی نے ابرو بھینچ لیے۔

"ہر چیز تمہارے لیے بزنس ڈیل کیوں ہوتی ہے؟"

"اور آپ کو چاہیے کہ اپنے سائز کی ٹوپی خریدیں۔" اس کی تنگ ٹوپی کی جانب اشارہ کیا جس کا پوم پوم ہوا میں کھڑا تھا۔ البتہ ٹیگ شاید وہ اتار چکی تھی۔

"خرید لوں گی، جب تم میرے پانچ سو پینتیس لیرا واپس کرو گے۔" آنکھیں گھما کے بولی اور گڈ نائٹ کہہ کے پلٹ گئی۔

وہ ہنس دیا اور جیب تک ہاتھ لے کر گیا۔ لیکن وہ دیکھ سکتا تھا کہ وہ واپس نہیں آنے والی۔ دروازہ سلائیڈ ہو گیا اور وہ بالکونی میں تنہا رہ گیا۔

پانچ سو پینتیس لیرا۔ وہ مسکراتے ہوئے واپس ریلنگ پہ جھک گیا۔

بارش سے گیلا شہر اسی مسکراہٹ سے اسے دیکھ رہا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ کیف کی ایک بے رونق اور مصروف صبح تھی۔ آفس کیبن زمیں نظر آتے سروں کی تعداد آج پہلے سے کہیں زیادہ تھی کیونکہ آج کسی کا بھی ورک فرام ہوم ڈے نہیں تھا۔ آج کے دن سب آفس آئے تھے۔

سوائے ماہر فرید کے۔

وہ کسی کو صبح سے دکھائی نہیں دیا تھا۔ چند چہ مگوئیاں البتہ آفس میں گردش کر رہی تھیں۔ فنانس والی اسمارا نے کہا کہ زارینہ فرید سے منگنی ٹوٹنے کے بعد وہ دل برداشتہ ہے۔ اور کچھ عرصے کے لیے دنیا سے کنارہ کش ہو چکا ہے۔ لیڈ آرکیٹیکٹ بارش کا کہنا تھا کہ وہ مالک بے کی بیماری کے باعث مصروف ہے۔ البتہ کافی بوائے اوزان نے ایک ایک شخص کو دانت نکالتے ہوئے خبر دی کہ ان کے سائیکو پیتھ باس کو بیر بل کی بیکری پہ کسی لڑکی کے ساتھ زارا نے دیکھ لیا تھا۔ اور پھر کسی ریستوران میں جا کے منگنی کی انگوٹھی واپس کر دی اور کہا کہ دروازہ اس طرف ہے۔ غصے میں ماہر نے ساری بیکری کے عملے کو جاب سے فارغ کر دیا۔

"اگر زارا نے اسے بیکری پہ دیکھا تھا، تو منگنی ریستوران میں کیوں توڑی؟"

کسی نے سنجیدگی سے اوزان سے پوچھا تو وہ ٹرے اٹھائے منہ بناتا ہوا وہاں سے چلا گیا۔

"سارے آفس کو اس کی منگنی ٹوٹنے کا کیسے علم ہوا؟ "وہ جب اپنی خالی اسکرین کو دیکھ دیکھ کے بے زار ہو گئی تو کرسی کے پہیے دھکیل کے شبنم کے قریب لے گئی۔

اس نے عینک کے پیچھے سے مالا کو گھورا۔

"بادشاہ کو اپنی اتنی خبر نہیں ہوتی جتنی درباریوں کو ہوتی ہے۔ "پھر سوچ کے پین دانتوں میں دبایا۔" تمہیں معلوم ہے وہ کہاں ہیں؟"

"میں اس کی سیکرٹری نہیں ہوں۔ "بدمزہ ہو کے وہ واپس اپنے ڈیسک پہ چلی گئی۔ زارا سے منگنی ٹوٹنے پہ سب کی گوسپ اسے بری نہیں لگ رہی تھی۔ ہر قسم کی رائے اور اندازے سن سن کے وہ مسلسل مسکرا رہی تھی۔ پھر خود کو سرزنش کی۔ اُف مالا۔ کتنی بری بات ہے۔

تب ہی فون زوں زوں کرنے لگا۔ بلاکڈ نمبر۔ اس کی مسکراہٹ گہری ہوئی۔

"یہی چاہتے تھے نا تم۔ کہ ان دونوں کی منگنی ٹوٹ جائے۔ " کان میں ائرپوڈ گھساتے ہوئے اس نے سیٹ پہ ٹیک لگائی۔

"نہیں، مالا۔ میں چاہتا تھا کہ تم اس کو بتاؤ۔"

"ایک ہی بات ہے۔ تم نے کہا تھا تم بدر کو..."

"ناں ناں ناں.... "وہ جیسے مسکرا رہا تھا۔"ایسے صلح صفائی سے منگنی نہیں تڑوانی تھی میں نے۔ مجھے chaos چاہیے تھا۔ ڈرامہ۔ زارا کی ہتک۔ مگر تم نے... چچ چچ ... تم نے اپنے حصے کی ڈیل پوری نہیں کی۔"

"مجھے معلوم تھا تم یہی کرو گے۔ تم اسے خود سے نہیں چھوڑو گے۔"

"تم بدر کی اتنی فکر نہ کرو۔ وہ بالکل ٹھیک ہے۔ ایک نرس اور نینی اس کے ساتھ ہیں۔"

وہ تیزی سے سیدھی ہو کے بیٹھی۔ چہرے پہ بے قراری امڈ آئی۔

"وہ... کھانا کھاتا ہے ٹھیک سے؟" آنکھیں بھیگ گئیں۔

" کھانا اتنا بڑا مسئلہ نہیں ہے۔ بس بولتا نہیں ہے۔ چچ...."

آنسوؤں کا گولہ اس نے جبراً حلق سے نیچے دھکیلا۔ پھر آواز دھیمی کی۔

"یعنی تم اس کو نہیں چھوڑو گے؟"

"اوں ہوں۔ تم نے میری بات نہیں مانی۔"

"جب وہی ہوا ہے جو تم چاہتے تھے تو..."

"تم نے کچھ نہیں کیا۔" وہ درشتی سے کہہ رہا تھا۔"زارا کو ڈر تھا کہ تم ماہر کو بتادوگی۔اس نے یہ اس لیے کیا ہے تاکہ تمہارے پاس ماہر کو بتانے کی وجہ نہ رہے۔"

وہ جیسے اس سے مایوس ہوا تھا۔

اور کشمالہ مبین کے ہونٹوں پر مسکراہٹ ابھری۔

"ایک ماں کو اس کے بچے سے الگ کرنا بہت بڑا گناہ ہے، عالیان۔جانتے ہو ماں کس تکلیف سے گزرتی ہے؟"

"اوہ پلیز.... تم مجھے کسی گلٹ ٹرپ پہ نہیں بھیج سکتیں۔"

"اور میں یہ گناہ نہیں کرسکتی۔"

دوسری جانب خاموشی چھا گئی۔

"میں ایک ماں کو اس کے بیٹے سے جدا نہیں کرسکتی۔اسی لیے میں نے کل کبیرہ تائی کو کال کر کے بتا دیا کہ میں نے ان کے بیٹے کو ڈھونڈ لیا ہے۔"

وہ سانس تک نہ لے سکا۔

"پہلے تو انہوں نے یقین نہیں کیا۔مجھے جھوٹا اور پتہ نہیں کیا کیا کہا۔لیکن جب میں نے ان کو تمہارا اسکیچ دکھایا تو وہ پہچان گئیں۔اور وہ اتنی خوش ہوئیں کہ میری مامتا کو بھی سکون آ گیا۔گیس واٹ.... وہ پہلی فلائیٹ سے استنبول آ رہی ہیں۔"

خاموشی۔گہری خاموشی۔اور پھر...

"واٹ؟" اسے اس کی دبی دبی غراہٹ سنائی دی۔

"تمہارے پاس میرا بیٹا ہے تو میرے پاس تمہاری ماں ہے، عالیان۔"

مسکرا کے فون نیچے کیا اور کال کاٹ دی۔

کرسی پہ ٹیک لگائے اس نے اسے دائیں بائیں گھمایا۔بہت دن بعد آج وہ ایسے کھل کے مسکرائی تھی۔

اور تب ہی میسیج ٹون بجی۔ماہر فرید۔بالآخر۔اس نے گہری سانس لے کر میسیج کھولا۔

وہ باہر اس کا انتظار کررہا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ ایک خستہ حال اپارٹمنٹ بلڈنگ تھی۔ پشت پہ کھڑکیاں تھیں جہاں تاروں پہ رنگ برنگے کپڑے لٹکتے دکھائی دے رہے تھے۔ بلڈنگ کے دامن میں کوڑے کے سیاہ بورے نما شاپر بھرے ہوئے رکھے تھے اور دو تین بلیاں ان کے گرد منڈلا رہی تھیں۔ ایک گاربیج ٹرک قریب میں رکا کھڑا باری باری کچرا دانوں کو اٹھا کے اندر انڈیل رہا تھا۔

ایک سفید ایس یو وی تیزی سے باہر پارک ہوتی دکھائی دی۔ نیلے کوٹ والی سوزین تیزی سے باہر نکلی، ریموٹ سے کار لاک کی اور بھاگتے ہوئے بلڈنگ میں داخل ہوئی۔ ٹھک ٹھک ٹھک۔ وہ عجلت میں زینے چڑھ رہی تھی۔

مطلوبہ فلور تک پہنچنے سے پہلے ہی وہ پرس کھنگالنے لگی۔ ایک چابیوں کا گچھا باہر نکالا۔ تین زینے مزید عبور کیے.... اور پھر رک گئی۔

زینوں کے درمیان۔ ساکت۔ جامد۔

وہ بالائی زینے پر بیٹھا تھا۔ لمبا گرے کوٹ پہنے۔ فرصت سے۔ ایک بوٹ نچلے اور ایک بوٹ اس سے نچلے زینے پر جما تھا۔ کمر دیوار سے لگائے، انگلیوں میں سلگتا ہوا سگار تھا۔

"ماہر بے؟ آپ؟ "سوزین کی رنگت سفید ہونے لگی۔

"ہاں۔ میں۔ اوہ سوری۔ "اس نے سگار کا جلتا حصہ ننھی ڈبی میں جھٹکا۔" تمہیں شاید گیس کمپنی نے کال کی تھی۔ گیس لیکیج کی بدبو آئی تھی انہیں۔ ڈونٹ وری۔ غلط فہمی ہوئی تھی ان کو۔"

سوزین کا چہرہ گلابی ہونے لگا۔

" آپ یہاں.... کیا کر رہے ہیں؟ "اس کی آواز حلق سے غراہٹ کی صورت نکلی۔

"رئیل اسٹیٹ۔ "سیڑھیوں پر بیٹھا آدمی مسکرایا۔

سوزی نے لب بھینچ لیے اور سینے پہ بازو لپیٹ لیے۔

" تمہارے اندر بہت صبر ہے، سوزین۔ لیکن میرے بھائی کا وقت قیمتی ہے۔ اس لیے میں چاہتا ہوں کہ ہم کھل کے بات کر لیں۔ "اس نے گردن موڑ کے پیچھے دکھائی دیتے اپارٹمنٹ کے دروازے کو دیکھا۔

"یہ تمہارا اصل اپارٹمنٹ ہے۔ کرایے کا اپارٹمنٹ، کیونکہ اس سے زیادہ تم افورڈ نہیں کر سکتی تھیں۔ تمہاری پریکٹس تمہارا لائف اسٹائل قائم رکھنے کے لیے ناکافی ہے۔ تمہارے باپ نے ساری عمر ایمانداری سے نوکری کی۔ اس

نے کچھ نہیں چھوڑا تمہارے لیے۔"

سوزی آنکھیں چھوٹی کر کے اسے دیکھتی خاموشی سے سنتی گئی۔

"لیکن مجھے یقین ہے کہ تم نے یہ اپارٹمنٹ بیربل کو نہیں دکھایا۔ بیربل کو تم ہمیشہ اپنی دوست کے اپارٹمنٹ لے کر جاتی ہو۔ وہی دوست جو کمیشن پہ ہائی اینڈ بیگز بیچتی ہے۔اس اپارٹمنٹ میں تمہارے دو بیگز ہیں صرف۔اصلی بیگز۔لاکھوں کی مالیت کے بیگز۔اسی لیے تم گیس لیکیج کا سن کے چلی آئیں۔ان بیگز کے سوا تمہارے سارے بیگز اور جیولری رینٹ کی ہوتی ہے۔"

"آپ یہ ثابت نہیں کر سکتے۔"

"مجھے ثابت نہیں کرنا۔نہ میں اس گفتگو کو ریکارڈ کر رہا ہوں۔ مجھے صرف تمہیں یہ بتانا تھا کہ میں تمہاری اصلیت جانتا ہوں۔ کیونکہ اب میں تمہارے ڈرامے سے تنگ آنے لگا تھا۔اور جانتی ہو مجھے کیسے معلوم ہوا؟"

وہ اسی طرح دیوار سے ٹیک لگائے بیٹھا مسکراتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

"تمہارے باپ کی وجہ سے۔ وہ مالک کا دوست تھا۔اچھا آدمی تھا۔وہ تمہارا یہ لائف اسٹائل افورڈ نہیں کر سکتا تھا۔اس کا مطلب ہے کہ اس لائف اسٹائل سے تمہیں کسی مرد نے متعارف کروایا تھا۔بعد میں اس مرد نے تمہیں چھوڑ دیا ہوگا۔سو تمہیں پھر سے ایک مرد چاہیے تھا جس کی وجہ سے تمہارا لائف اسٹائل قائم رہ سکے۔"

سوزین نے پرس میں ہاتھ ڈالا۔ایک چیونگم نکالی اور لبوں میں رکھی۔ پھر اسے چباتے ہوئے ماہر کی آنکھوں میں خاموشی سے دیکھے گئی۔

"انسان نہیں بدلتے۔تم وہی سوزین ہو جس نے میرا کیس لڑا تھا۔اور مجھے یاد ہے.... ہم کیس کے لیے کئی کئی گھنٹے کام کرتے تھے۔ لیٹ نائٹ میٹنگز۔اگلی پیشی کی تیاری۔ میں کچھ بھی نہیں بھولا۔تم مجھے بھی ہنٹس دیتی تھیں۔ اور میں نے بہت شائستگی سے معذرت کر لی تھی۔ کیونکہ میں وہ مرد نہیں بن سکتا تھا۔سو تم کسی اور کی طرف چلی گئیں۔ اس وقت بیربل کے پاس اس کی دولت نہیں آئی تھی۔تب وہ کسی کام کا نہیں تھا۔اب ہے۔"

"سو واٹ اگر میں امیر نہیں ہوں؟ "وہ چیونگم چبانا روک کے مسکرائی۔"بیربل کو مجھ سے پیسے نہیں چاہیے ہیں۔اور میں نے پری نپ سائن کیا ہے۔" جیسے یاد دلایا۔

"اور اسی سے میں سمجھ گیا تھا کہ تم کیا چاہتی ہو۔تمہیں طلاق لے کر دولت کے دو حصے نہیں کرنے۔ تمہیں اس شادی کے دوران ہی زیادہ سے زیادہ اثاثے اپنے نام کروانے ہیں۔اگر پری نپ سائن نہ کیا ہوتا تو بیربل کو

چھوڑنے کے بعد تمہیں ہر اس چیز کے دو حصے کرنے ہوں گے جو وہ بے وقوف تمہارے نام لگا تا جائے گا۔"

"کون کس کے اثاثوں کے پیچھے ہے، یہ وقت بتائے گا۔ "وہ بہت تیزی سے سنبھل گئی تھی۔ البتہ اس کا لہجہ بدل گیا تھا۔ "آپ کو اس کیس کی باتیں یاد ہیں تو مجھے بھی یاد ہے کہ کیسے آپ نے بیربل کے نام پراپرٹی خریدی ہوئی ہے ٹیکس بچانے کے لیے۔ خود اس کو بھی نہیں معلوم کہ اس کے نام کیا کیا ہے۔"

ماہر کی مسکراہٹ سمٹی۔ سگار کا سرا زمین سے مسلا۔

"یقیناً شادی سے پہلے تم نے اس کی تمام پراپرٹی کی تفصیلات نکلوائی ہوں گی۔"

"A girl has to do her homework."اس نے مسکرا کے کندھے اچکائے۔

"اور وہ میرا شوہر ہے۔ آپ ہمیں الگ نہیں کر سکتے۔ وہ مجھ سے محبت کرتا ہے اور میرے لیے کچھ بھی کر سکتا ہے۔ اور جانتے ہیں وہ سب سے پہلے کیا کرے گا؟"

"کیا؟"

"اگلے ہفتے میری برتھ ڈے ہے۔ اور اس نے مجھ سے کچھ دن پہلے پوچھا تھا کہ مجھے کیا چاہیے۔ "وہ اب ایک لٹ کو انگلی پر لپیٹ رہی تھی۔ "اور میں نے اسے بتایا کہ مجھے نشاننشی میں ایک پریمیم لوکیشن پہ اپنا آفس بنانا ہے۔ میری اپنی لاء فرم۔"

ماہر نے تحسین سے ابرو اٹھائے۔ "ویل ڈن۔ اسی لیے اسے بیکری کے اسٹاف کو فارغ کرتے ہوئے ہچکچاہٹ نہیں ہوئی۔"

سوزی نے مسکرا کے کندھے اچکائے۔ وہ دونوں ابھی تک زینوں کے درمیان کھڑے تھے۔

"اس میں غلط کیا ہے، ماہر بھائی؟ وہ اپنی بیکری مجھے گفٹ کر رہا ہے اور میں اس میں اپنی لاء فرم بنانے جا رہی ہوں۔ اب صرف انٹیریئر کے لیے مجھے ایک اچھا سا نقشہ چاہیے۔ آپ کی فرم کا کوئی آرکیٹیکٹ ہیلپ کر دے گا نا؟ فیملی ڈسکاؤنٹ؟" دو دفعہ پلکیں جھپکائیں۔

وہ چند لمحے اسے دیکھتا رہا۔ اس کی ٹون، اس کے کھڑے ہونے کا انداز سب بدل گیا تھا۔ یہ وہی عورت تھی جو اس کی وکیل تھی اور جس کی شخصیت کو وہ بہت اچھے سے سمجھ چکا تھا۔

"تم نے کبھی inattentional blindness کے بارے میں سنا ہے؟"

"آپ بتا دیں۔"

"جب انسان دور کی چیزوں پہ اتنا فوکس کرے کہ سامنے کی شے دکھائی نہ دے۔ "وہ سگار قریب رکھے ٹریش کین میں اچھالتا اٹھ کھڑا ہوا۔کوٹ جھاڑا۔

"میں جانتا تھا شادی سے پہلے تم نے بیربل کے نام موجود تمام اثاثوں کی لسٹ نکلوائی ہوگی۔ساری کیلکولیشن کر کے شادی کی ہوگی۔لیکن تمہاری inattentional blindness (عدم توجہی کے باعث اندھے پن) نے تمہیں ایک چیز کے بارے میں کبھی سوچنے ہی نہیں دیا۔"

زینے اتر کے وہ اس سے ایک زینہ نیچے جا رکا۔اب وہ دونوں برابر کھڑے تھے۔

"کیا کہنا چاہ رہے ہیں؟"

"بیکری بیربل کی نہیں ہے۔"

سوزین کے ابرو نا سمجھی سے اکٹھے ہوئے۔

"کیا مطلب؟ وہ اس کی بیکری..."

"بیکری میرے نام پہ تھی کیونکہ وہ بیربل نے اس وقت بنائی تھی جب اس کو اس کے حصے کی جائیداد نہیں ملی تھی۔اس میں ابتدائی انویسٹمنٹ میں نے کی تھی اور اسے اپنے نام پہ رکھا تھا۔اس کا خسارہ بھی کئی دفعہ میں نے پورا کیا تھا۔"

سوزی پلک تک نہ جھپک سکی۔

"تم نے ہر چیز چیک کر لی سوائے بیکری کے۔کیونکہ اس کا نام "بیربل کی بیکری "ہے۔تمہیں لگا وہ قانونی طور پہ بھی اسی کے نام ہوگی۔"

سوزی نے تھوک نگلا۔جبراً مسکرائی۔

"پھر کیا ہوا؟ آپ بیربل کے سامنے برے نہیں بننا چاہیں گے۔آپ کے ایک دستخط سے وہ اس کی ہو جائے گی۔"

"اچھا؟"

"ہاں نا۔وہ آپ کے سامنے کاغذات رکھے گا اور اگر آپ نے سائن نہ کیے تو اس سے کیا ثابت ہوگا؟ یہی کہ بیربل کی دولت کا لالچ آپ کو ہے۔"

"میں نے بیکری بیچ دی ہے۔"

سوزین کا منہ کھل گیا۔شاک۔صدمہ۔

" کیا مطلب؟ "اس کی آواز کسی کھائی سے آتی سنائی دی۔

لیکن وہ زینے اترتا نیچے جا رہا تھا۔

"وہ....وہ اتنی پریمیئم لوکیشن پہ تھی۔آپ اسے ایسے کیسے بیچ سکتے ہیں؟ "وہ تیورا کے گھومی۔

"بیچ دی۔بات ختم۔خلاص۔ "اس نے مکھی اڑانے والے انداز میں ہاتھ ہلایا اور زینے اترتا گیا۔

وہ بے جان سی اسی زینے پہ بیٹھتی گئی۔آنکھیں آنسوؤں سے بھر رہی تھیں۔سر بار بار نفی میں ہلا رہی تھی۔

وہ اپنی سیاہ کار کا ڈرائیونگ ڈور کھول رہا تھا جب احساس ہوا کہ پیچھے کوئی ہے۔ایک دم سے وہ گھوما۔

بلڈنگ کے ٹریش کین کے ساتھ دیوار سے ٹیک لگائے زیاد سلطان کھڑا تھا۔جیکٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے، سر پر پی کیپ پہنے، بڑھی شیو کے ساتھ وہ مختلف لگ رہا تھا۔

"فائنلی۔ "وہ ہلکا سا مسکرایا۔

"مجھ سے بھی معافی مانگنے آئے ہو؟ "طنزیہ اونچا سا پکارا۔

زیاد قدم قدم چلتا اس کے عین سامنے آرکا۔پھر مسکرا دیا۔وہ اس مسکراہٹ کو پہچانتا تھا۔

"وعدہ یاد کروانے آیا ہوں، ماہر بے۔ "ایک ایک لفظ پہ زور دیا۔وہ ان آنکھوں کی چمک بھی پہچانتا تھا۔

" کون سا وعدہ؟ "وہ ادھ کھلے کار ڈور پر ہاتھ رکھے کھڑا تھا۔

"برسوں پہلے اس کاٹیج کے کنارے میں نے تم سے ایک وعدہ کیا تھا۔کہ تمہاری زندگی میرے ہی ہاتھوں ختم ہوگی۔یاد رکھنا۔ "اور اسی مسکراہٹ کے ساتھ پلٹ گیا۔

" تمہیں میرے سارے ایڈریسز معلوم ہیں، زیاد۔میں یہیں ہوں۔جو کرنا ہے کرلو۔ "اس نے پیچھے سے پکارا تھا۔زیاد رکا نہیں۔تیز تیز قدم چلتا آگے بڑھ گیا۔

وہ زخمی سا مسکرا دیا۔

" کہا تھا نا، مالا۔ماہر فرید لوگوں کے بارے میں غلط نہیں ہوتا۔ "

اب اسے مالا کو میسیج کرنا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ نیچے لابی میں آئی اور دائیں بائیں دیکھا۔ ماہر وہاں نہیں تھا۔ مگر وہ اسے جلد ہی دکھائی دیا۔ شیشے کی دیوار کے پار اس کی سیاہ کار پارکڈ تھی اور وہ اس سے ٹیک لگائے کھڑا آسمان کو دیکھ رہا تھا۔ ہاتھ سرمئی کوٹ کی جیبوں میں تھے اور آج شیو قدرے بڑھے ہوئے تھی۔

"ماہر؟ "وہ کوٹ پہنتے ہوئے باہر نکلی۔ بال پیچھے سے کوٹ کے اندر چھپ گئے۔

ماہر نے چونک کے اس کی طرف دیکھا۔ پھر مسکرایا۔ اسے ہاتھ سے قریب آنے کا اشارہ کیا۔

" کیا ہوا؟ "وہ مفلر کو گردن کے گرد لپیٹ رہی تھی۔ آج دھوپ نہیں نکلی تھی اور دوپہر کے باوجود شام کا گمان ہوتا تھا۔ اوپر سے سردی۔

" آج میں ایک دن میں دو دفعہ درست ثابت ہوا ہوں۔"

"اور یقیناً اس وقت تمہاری ego آسمان کو چھو رہی ہو گی۔"

وہ ہنس دیا۔ پھر سر جھٹکا۔"نیور مائنڈ۔"

" مجھے باہر کیوں بلایا؟ میں اندر اتنی اچھی گوسپ انجوائے کر رہی تھی۔"

"ہوں... معلوم ہو گیا ان سب کو؟ "افسوس بھری نگاہ کیف کی عمارت پہ ڈالی۔

" کیا تم بھی سارے عملے کو اب معطل کر دو گے؟"

اس نے ہنس کے سر جھٹکا۔" مجھے فرق نہیں پڑتا۔ خیر... میں نے تمہارے پانچ سو پینتیس لیرا دینے تھے۔"

"اُف، ماہر۔ بہت ہو گیا۔ اب بس... "

وہ کہتے کہتے رک گئی۔ وہ کار کا دروازہ کھولے ڈیش بورڈ سے کچھ نکال رہا تھا۔

ایک ربن میں لپٹی فائل۔

" یہ کیا ہے؟ "اس نے اچھنبے سے فائل پکڑی۔

"میں نے پانچ سو پینتیس لیرا کے بدلے... تمہیں بیکری بیچ دی ہے۔"

مالا نے کرنٹ کھا کے اسے دیکھا۔ آنکھیں بے یقینی سے کھلی رہ گئیں۔

" کیا؟"

" میرے ایک دستخط نے تم سے تمہاری بیکری کا خواب چھین لیا تھا۔ میں تمہیں وہ واپس کر رہا ہوں۔"

وہ سنجیدہ تھا۔

وہ یخ ہوتے ہاتھوں میں فائل پکڑے ششدر سی کھڑی تھی۔

اس فائل کا رنگ جامنی تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

(جاری ہے)

(''مالا'' کی second last قسط آپ اگلے ماہ پڑھ سکیں گے۔ انشاءاللہ!)